محقق، مصنف، مدرس، کامیاب مبلغ اور مترجم کے خطبات کا دلنشیں مجموعہ

خوشبوئے خطابت

مؤلف:

العبد الفقیر الی اللہ الغنی

ابو الحسن عبد المنان راسخ

خادم السنۃ النبویۃ الشریفۃ

مکتبہ قدوسیہ

محقق، مصنف، مدرس، کامیاب مبلغ
اور مترجم کے خطبات کا دلنشیں مجموعہ

خوشبوئے خطابت

مؤلف:
العبد الفقیر الی اللہ الغنی
ابو الحسن عبد المنان راسخ
خادم السنۃ النبویۃ الشریفۃ

مکتبہ قدوسیہ

فہرست

مضامین — صفحہ نمبر

خطبہ 1 :

اخلاص کی اہمیت وفوائد

خطبہ 2:

اخلاص اور مخلص لوگوں کی نشانیاں

خطبہ 3:

موجودہ حالات اور استغفار کی اہمیت و برکت

خطبہ 4:

استغفار سے حالات بہتر ہوتے ہیں

خطبہ 5:

فوائد استغفار وکلمات استغفار

خطبہ 6:

دنیا و آخرت کے دکھوں کا علاج اپنے خالق و مالک کے سامنے رونا اور رو رو کر اس کو منانا

خطبہ 7:

کامیاب زندگی کا ایک قیمتی راز ”عبادت میں شوق“

خطبہ 8:

آپ اور آپ کی کتاب زندگی

منفرد، انمول اور دلنشین انداز میں اصلاح نفس اور فکر آخرت

خطبہ 9:

مسنون دعاؤں کی برکات

خطبہ 10:

حکم رسول ﷺ کی اہمیت و برکت

خطبہ 11:

شیطان انسان سے کیا چاہتا ہے؟

شیطانی عزائم سے پردہ اٹھتا ہے

خطبہ 12:

برداشت کی اہمیت وفوائد

غصہ پینے والے ہی ہمیشہ سرخرو ہوتے ہیں

خطبہ 13:

عزت ملے گی مگر کیسے؟

خطبہ 14:

جن پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں

خطبہ 15:

رحمت کے فرشتوں سے محروم رہنے والے

خطبہ 16:

محدثین اولیاء کرام ہیں

خطبہ 17:

تکلف نہ کیجیے......!

خطبہ 18:

مروجہ بسنت کا پس منظر اور بسنت کی حرمت کے دلائل، مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ!

احکام ومسائل

گزارشات راسخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وثناء کے تمام مبارک کلمات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے، درود وسلام امام کائنات حضرت محمد ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آل محمد، اہل بیت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کیلیے

دین کی اشاعت بہت بڑی سعادت اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو دین اسلام کی خدمت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔ عرصہ دراز سے میری خواہش تھی کہ واعظین حضرات اور خطبائے کرام کے لیے کچھ علمی مواد احاطۂ تحریر میں لایا جائے لیکن غفلت ہوتی رہی۔ لیکن اب آپ **"خوشبوئے خطابت"** کو بارش کے پہلے قطرہ کی مانند سمجھیں۔ اب انشاءاللہ تعالیٰ خطبات کے حوالہ سے ہمارا تحریری سلسلہ باقاعدہ جاری رہے گا اور ہم اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق سے خطبائے کرام کے لیے علمی، اصلاحی اور تربیتی خطبات تحریر کرتے رہیں۔ ان شاءاللہ المنان

اس کے بعد **"حسن الخطیب"** اور **"منہاج الخطیب"** کے نام پر علمی مواد خطیبانہ انداز میں خطباء وواعظین کی خدمت میں جلد پیش کیا جارہا ہے۔

جملہ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہمیں نیک دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ یہ مبارک کام اللہ کی نصرت ورحمت سے جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔ واللہ ھو الموفق المعین

خوشبوئے خطبات کے بارہ میں:

یہ خطبات دراصل میرے خطبات الجمعۃ المبارکۃ کا مجموعہ ہیں اور ان کو کیسٹ سے احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے اور تمام خطبات کو تحریری شکل میں ہمارے مخلص ومحترم بھائی حافظ عتیق الرحمٰن ساجد حفظہ اللہ نے مرتب کیا ہے۔ بندۂ ناچیز نے نظر ثانی کرتے

ہوئے مفید اضافہ جات بھی کیے ہیں۔لیکن پھر بھی طرز بیان کی روانی کو تحریر کے قالب میں ڈھالتے ہوئے کافی حد تک اس کی چاشنی، شعلہ نوائی اور تاثیر کم ہو جاتی ہے۔تاہم اس کے باوجود ہر موضوع پر سیر حاصل مواد پیش کر دیا گیا ہے۔انشاء اللہ ہمارے خطبائے کرام کافی حد تک مطمئن ہوں گے اور خطبہ کی تیاری میں اسے ممدون ومعاون پائیں گے۔ان شاءاللہ

الحمدللہ تمام احادیث وواقعات صحیح ہیں۔اکثر مقامات پر مناسب تخریج بھی کر دی گئی ہے۔حتی المقدور احادیث وواقعات کو معمولی ضعف کی وجہ سے مردود وباطل نہیں کیا گیا بلکہ درجۂ قبول تک لانے کے لیے ادنیٰ سا سہارا بھی نعمت اور غنیمت سمجھا گیا ہے۔ آج کل ہمارے بعض مشائخ اور محققین حضرات حدیث کو رد کرنے میں حد درجہ عجلت سے کام لیتے ہیں۔پھر بار بار اپنے مؤقف سے رجوع کرتے رہتے ہیں جب کہ ان کا یہ رویہ علم حدیث کے لیے حد درجہ نقصان دہ ہے۔

از راہِ کرم حدیث کی تحقیق میں متقدمین، محدثین کی رائے کو بھی حد درجہ اہمیت کا حامل سمجھیں، صرف حدیث کو ضعیف بنانے کا بہانہ تلاش نہ کریں۔ ہمارے کئی احباب حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں اور امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام البانی رحمہ اللہ بھی ان کی بچگانہ موشگافیوں سے محفوظ نہیں رہتے۔حتی الامکان اگر کوئی حدیث کسی طرح درجہ صحت تک پہنچتی ہو تو اس کو قبول فرمائیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو اپنی رحمت ونصرت سے شرف قبولیت سے نوازے اور میرے والدین، جدّین اور اساتذہ وطلباء کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔آمین ثم آمین!

عبدالمنان راسخ

خطیب مرکزی جامع مسجد الہدیٰ مومن آباد فیصل آباد

0300-6686931

دعائے خیر

ممتاز عالم دین، فن خطابت کے عظیم شاہسوار

حضرت مولانا

کے لیے

جو طلبہ کتاب وسنت کے لیے نعمتِ ربانی تھے۔ اللہ آپ کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

اور سلام ہو میرے مادرِ علمی جامعہ علوم اثریہ جہلم کو کہ جہاں سے میں نے سب سے پہلے خطابت کی تربیت حاصل کی، اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان جامعہ کی شان وشوکت کو مزید چار چاند لگائے۔ آمین ثم آمین۔

دلسوز

عبدالمنان الراسخ

ابتدائی خطبائے کرام کے لیے سرمایۂ زندگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطابت:

خطابت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ، خاص استعداد وصلاحیت کا نام ہے جس کے ذریعے ایک مبلّغ کتاب وسنت کی تعلیمات اور مافی الضمیر کو اچھے، عام فہم اور آسان انداز والفاظ سے دوسرے کے دل ودماغ میں اتار دیتا ہے۔

خطابت صرف فن ہی نہیں ہے بلکہ اسلام میں خطابت اعلیٰ درجہ کی عبادت اور عظیم الشان سعادت ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ ہستیاں جن کو میدان خطابت کے لیے پسند کیا جاتا ہے۔ میدانِ خطابت کے شہسواروں کو ہمیشہ شکر اور ذکر میں آگے بڑھنا چاہیے تاکہ رب تعالیٰ اس کی ودیعت کردہ صلاحیت میں مزید نکھار اور برکت پیدا فرمائے اور یہ نعمتِ عظمیٰ ان کے لیے مرنے کے بعد بھی بلندئ درجات کا باعث ہو۔

خطیب:

جس شخص کو خطابت کی نعمت سے نوازا جائے اس کو خطیب کہتے ہیں، وعظ ونصیحت کرنے والیں، تقاریر کرنے والیں اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے والیں شخصیات کو خطبائے کرام کے عظیم لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ کائنات کی معزز ترین شخصیات ہیں۔ اور خطیب اللہ کی زمین پر اللہ اور اس کے سچے دین، دینِ اسلام کا نمائندہ ہوتا ہے اور سب سے زیادہ پاکیزہ، مبارک انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کا حقیقی وارث ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانی کے بعد اس سے بڑھ کر اور کوئی منصب وعہدہ نہیں کہ اللہ کسی کو اسلام کا خطیب بنا دے۔ خطیب اسلام ہونا دین ودنیا کے تمام خزانوں کو پا لینے کے مترادف ہے۔ جس کو خالق کائنات نے اسلام کا خطیب بنا دیا ہے گویا اس کو ہر نعمت، عزت اور شان وشوکت عطا کر دی اور اس سے کچھ نہیں چھپایا۔

اب یہ بات خطیب کے ظرف پر ختم ہوتی ہے کہ وہ اس عظیم الشان منصب کو پا کر کس قدر شاکر، باکردار اور باعمل بنتا ہے یا کم ظرفی و کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں جہان برباد کر بیٹھتا ہے۔

خطابت صرف پیشہ نہیں ہے:

اگر کسی دل میں صرف دنیا بنانے اور کمانے کی حرص ہو، یا وہ دن رات دولتمندی کے خواب دیکھتا ہو، تو اس کو خطابت کی بجائے بزنس کی فیلڈ میں آنا چاہیے اور حلال طریقہ سے محنت کر کے اچھا تاجر اور بزنس مین بن جانا چاہیے۔ خطابت کی آڑ میں دنیا کے کھوٹے سکے جوڑنا اور خطابت کی منہ بولی قیمت وصول کرنا، اچھی آواز یا دل نشین انداز کے بل بوتے پر ناز و نخرے کرتے ہوئے دنیا داروں جیسا ذہن رکھنا، دین، مسلک اور حق کے مفاد کی جگہ ذاتی مفادات کو مقدم رکھنا یقیناً بہت بڑا ظلم ہے اور یہ ظلم بھی صرف اپنی ذات کے ساتھ ہے خطابت کو پیشہ اور ذریعہ آمدنی سمجھ کر وعظ و ارشاد کا میدان اختیار کرنے والا کبھی بامراد نہیں ہوتا۔ خطابت تو عبادت ہے اس کے لیے وہ صالح، نیک سیرت اور باکردار خطیب چاہئیں جو" ان اجری الا علی اللہ" کی روشنی میں مکمل تربیت یافتہ ہوں اور ان پر آخرت کا رنگ غالب ہو، خلوص، للّٰہیت، دینی مفاد اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے میدان خطابت میں قدم رکھیں اور" وتوکل علی الحی الذی لا یموت "کو اپنی رگ رگ میں اچھی طرح رچا بسا لیں۔ وہ خالق بڑا بے نیاز ہے اسے عقل نہیں دینا پڑتی۔ بے لوث ہو جاؤ وہ اپنے مخلص بندوں کی ضروریات سے اچھی طرح آگاہ ہے آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

خطیب کے لیے سخت وعید:

باعمل، باکردار اور حق سچ کی تبلیغ کرنے والا خطیب انبیاء و رسل علیہم السلام کا حقیقی ہے۔ قیامت کے روز اور جنت میں انہیں برگزیدہ ہستیوں کے ساتھ ہوگا۔ نوازشات، انعامات اور دیے جانے والے اعزازات کی کوئی حد نہ ہوگی لیکن جس طرح باکردار اور مخلص خطیب کی عزت و عظمت اور عالی مقام کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح

مفاد پرست، بدکردار، بدزبان، تنہائی میں گناہوں کا ارتکاب کرنے والے بدعمل خطیب کی ذلت ورسوائی کا بھی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کی صحیح معروف حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے چند لوگوں کو دیکھا کہ ''تُقْرَضُ شِفَاهُهُم بِمَقَارِيضَ مِنَ النَّارِ '' ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون بدنصیب ہیں؟ ارشاد ہوا:

هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ

''یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں۔''

معزز خطبائے کرام! غور فرمائیں ، اس قدر ذلت آمیز سلوک امتِ محمدیہ ﷺ کے خطیب سے کیوں ہوگا؟ صرف اور صرف اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے، بغیر مطالعہ وتحقیق کے دین کی بات کرنے کی وجہ سے ریاکاری وشہرت پسندی کا مریض ہونے کی وجہ سے۔

غرض کہ! خطابت شغل میلہ نہیں ہے، پیشہ نہیں ہے، یہ تو بہت بڑی ذمہ داری ہے یہ تو بہت مبارک میدان ہے یہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کا منصب ہے۔ اگر مالکِ کائنات نے آپ کو اس کے لیے پسند کرلیا ہے تو پھر سچائی، پاکیزگی اور خیر خواہی کے پیکر بنو۔ دنیا کی شہرت اور اس کے مفاد کو اپنی منزل نہ سمجھو۔

کامیاب خطیب کے نمایاں اوصاف:

باعمل خطیب کی شاباش اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، علم وعمل سے مزین ہوکر خطابت کرنا اس قدر بڑا کارنامہ ہے کہ اس پر کوئی دنیادار پوری شاباش دے ہی نہیں سکتا۔ مندرجہ ذیل اوصاف محمودہ کا خیال رکھنے والا خطیب دنیا وآخرت کا کامیاب خطیب ہے۔ دنیا کی نیک نامی اور آخرت کی سرخروئی بھی ایسے خطیب کے لیے ہی ہے، مطالعہ کرنے کے بعد اپنی سیرت کو ان اوصاف حمیدہ سے مزین کریں۔

☆ بنیادی طور پر خطیب کو ہر خیر میں آگے بڑھنا چاہیے، ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی

پورے خلوص اور پوری پابندی سے کرنی چاہیے کیونکہ وہ مسلمانی میں آئیڈیل ہے، اللہ کے دین کا نمائندہ ہے۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کا حقیقی وارث ہے۔ آیئے! میدان خطابت میں راہ نما اوصاف کا مطالعہ کریں۔

(ا)......اس راہ کے کانٹوں کو پھول سمجھنا:

جو خطیب واقعتاً کامیاب خطیب بننا چاہتا ہے اور میدان خطابت میں اپنی مدد کے لیے اللہ کی خاص نصرت کا طالب ہے۔ رحمت کے فرشتوں کا ساتھ چاہتا ہے وہ اس راہ کے کانٹوں کو پھول سمجھے۔ کیا مطلب؟ آپ جب خطاب کے لیے گھر سے نکلیں سفر میں پریشانی لاحق ہو جائے یا جس جماعت کے پاس آپ خطاب کے لیے گئے ہیں ان کے خدمت کرنے میں کوئی نقص رہ گیا وہ آپ کو شایان شان کھلا پلا نہیں سکے یا آپ کی سوچ کے مطابق آپ کی خدمت نہیں کر سکے تو آپ براہِ کرم حلم اور صبر کا مظاہرہ کریں، کمی کے ازالے کا مطالبہ اس خالق سے کرنا شروع کر دیں جس نے آپ کو وہاں جانے کی توفیق بخشی۔ ہر طرح کی کمی اور نقص کا ازالہ کرنے والا صرف وہی ہے۔

میدانِ خطابت کے عظیم شہسوارو! یہی کانٹے کل کو پھول بن جائیں گے، یہی جماعتوں کی زیادتی، بے توجہی اور ناانصافی اللہ کی رحمت، عنایت اور نوازشات کا باعث ہو جائے گی اور وہ آپ کو آپ کے حق سے زیادہ نوازے گا۔ اس ضمن میں آپ اپنے اسلاف کی سیرت کو خوب توجہ اور پابندی سے پڑھتے رہیں کہ وہ راہِ خدا میں آنے والے دکھ کو کس طرح خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے اور بالخصوص ماضی قریب میں سید نذیر حسین محدث دہلوی، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، صوفی محمد عبداللہ ماموں کانجن، سید عبدالغنی شاہ صاحب، شیخ القرآن محمد حسین شیخوپوری، مولانا محمد رفیق مدنپوری، مولانا یحییٰ حافظ آبادی، مولانا عبدالقادر روپڑی، وغیرھم رحمہم اللہ کے واقعات اور ان کو میدان خطابت میں آنے والی مشکلات کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں۔

یاد رہے! میدانِ خطابت میں آنے والی تنگی آپ جس قدر خوش دل اور خندہ پیشانی سے قبول کریں گے۔ رب تعالیٰ اسی قدر بلکہ اس سے بڑھ کر دنیا و آخرت کی بلندیاں

آپ کو عطا فرمائیں گے۔

(۲)......تنہائی کی پاکیزگی:

کامیاب خطیب جہاں راہِ خطابت کے کانٹوں کو پھول سمجھتا ہے، وہاں اس کی تنہائی بھی حددرجہ پاک صاف اور پاکیزہ ہوتی ہے، وہ تنہائی میں شکر کے آنسو روتا ہے اور کبھی امت کی فکر میں آنسو بہاتا ہے، وہ تنہائی میں بھی اپنے آپ کو اللہ کے حصار اور گھیرے میں سمجھتا ہے، غرض کی اس کی تنہائی ذکر وفکر کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جب ایسا خطیب ہزاروں کے مجمع میں جلوہ افروز ہوتا ہے تو قدرت بھی اس کی نصرت کے لیے ملائکہ کو نازل کردیتی ہے اس کی معمولی سی بات بھی بہت اثر رکھتی ہے، گھنٹوں کے لچھے دار بیان اس کے اس جملے کی قیمت بھی ادا نہیں کرسکتے۔

قرآن وحدیث کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جس خطیب کی تنہائی جس قدر گناہوں سے پاک ہوگی اس کی بات بھی اتنی ہی مؤثر ہوگی، شخصیت بھی باعزت ہوگی اور قیامت کے دن شان بھی بلند وبالا نصیب ہوگی اور جو خطیب اپنی تنہائی کا خیال نہیں رکھتے بلکہ بے باکی سے ناجائز اور حرام امور کا ارتکاب کرتے ہیں اور تنہائی میں ان کا دامن گناہوں سے آلودہ رہتا ہے ایسے خطباء عارضی زندگی میں تو جعلی وقار اور الفاظ کا خول چڑھا کر گزارہ کر ہی لیں گے لیکن جب علیم بذات الصدور کا آپریشن ہوگا تو سوائے ذلت ورسوائی، شرمندگی اور عذاب کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔

یاد رہے! نجی مجلسوں اور تنہائیوں میں زبان، آنکھ اور کان پر پہرہ مضبوط رکھنا مخلص خطباء کی اولین نشانی ہے۔ یہیں سے مخلص اور دنیادار بازاری مولویوں میں فرق ہوجاتا ہے۔

(۳)......وعدہ کی پاس داری:

مومن وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، وعدہ خلافی منافق کا شیوہ ہے، اسلام میں وعدہ نبھانے اور پورا کرنے کی حددرجہ تلقین کی گئی ہے اور اس کے خلاف وعدہ کی

پاسداری نہ کرنے والے کو کم ظرف، ناقص الایمان اور منافق کہا گیا ہے۔ذمہ دار اور کامیاب خطیب جتنا مرضی مقبول کیوں نہ ہو وہ بغیر شرعی مجبوری کے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور بالخصوص خطاب کے لیے وعدہ کرنا اور پھر جماعت کا انتظامی امور میں ہزاروں کو جمع کرنا اور ہزاروں کا خرچہ کرنا ایسی صورت میں خطیب صاحب کا نازنخروں پر اتر آنا اور وعدہ نہ نبھانا سنگین جرم اور خطرناک گناہ ہے۔میں بڑی معذرت سے بصد ادب یہ بات عرض کروں گا کہ ہمارے بعض مقبول خطباء اپنی مقبولیت کے نشہ میں وعدہ خلافی کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ ہماری صحت پر کیا اثر ہے؟ ہمیں کون سی پروگراموں کی کمی ہے۔ایسی سوچ اور غیر ذمہ دارانہ حرکت ہر حال میں ذلت ورسوائی اور بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ ایک جماعت سے دعائیں لینا اور دوسری سے بددعائیں لینا یہ کہاں کی خطابت ہے؟ کیا دین کے نمائندے کا یہی کردار ہونا چاہیے؟

ایک رات میں ایک سے زائد پروگرام کرنا بالکل درست ہے،لیکن بھرپور کوشش کریں کہ جہاں وعدہ کیا ہے وہاں ضرور حاضری دی جائے۔کئی خطباء کرام عین موقع پر موبائل ہی بند کردیتے ہیں اور عدم رابطہ کی وجہ سے جماعت کی تشویش اور تکلیف اور بڑھ جاتی ہے۔ایسا خطیب جادوئی آواز اور علمی نکات کیوں نہ رکھتا ہو،کبھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔بہرصورت وعدہ خلافی جرم، گناہ اور نفاق کی علامت ہے۔خوف خدا رکھنے والا خطیب وعدہ خلاف نہیں ہوتا بلکہ کامیاب خطیب جو روزِ قیامت بھی سرخرو ہوگا وہ وعدے کا پابند اور ایفائے عہد کرنے والا ہی ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عزت ومنصب کے مطابق باکردار رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۴)......مطالعہ کی کثرت:

مطالعہ خطابت کی روح ہے خطیب جس قدر صاحب مطالعہ ہوگا اس قدر کامیاب اور امت کے لیے فائدہ مند ہوگا۔مقصد صرف مجمع سازی نہیں،منزل صرف لوگوں کو جوش دلانا نہیں،مقصود سبحان اللہ کی ''جھل'' ڈلوانا نہیں، بلکہ مقصد تربیت ، اصلاح اور شخصیت

سازی ہے کم علمی و جہالت کے اندھیروں سے نکالنا اصل مقصد ہے۔ مگر نہایت افسوس کی بات ہے کہ آج کے قرآن کے داعی، مبلغ اور خطیب کو خود قرآن سے مسائل کا حل تو درکنار سادہ ترجمہ بھی نہیں کرنا آتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الحمدللہ جماعت اہل حدیث میں تو پھر بھی علم دوستی کا رجحان موجود ہے مگر کئی فرقوں میں تو صرف آواز کی بنیاد پر ساری زندگی خطابت کی جاتی ہے۔ قوالوں اور گلوکاروں کی طرح گانا خطابت کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ چٹکلے، لطیفے اور ہنسی مذاق ہی پورے خطاب کا محور ہوتے ہیں۔ یاد رہے! بغیر تحقیق، مطالعہ کے خطاب کرنا بہت بڑی جسارت، امت کے ساتھ زیادتی اور جرم ہے۔ آنے والے صفحات میں ہم نے مضمون کی تیاری کے لیے عمدہ ترتیب اور رہنما کتب بھی تحریر کی ہیں۔

آپ کبھی غور فرمائیں! کہ آپ اسلام کے نمائندے ہیں، قرآن وحدیث کے نمائندے ہیں اگر آپ بذاتِ خود اسلام کی تعلیمات اور اسلام کے بنیادی مصادر سے مطلع اور آگاہ نہیں تو آپ قوم کی کیا رہنمائی فرمائیں گے؟ اور قیامت کے روز اپنے پیارے خالق کو کیا جواب دیں گے؟ بحیثیت خطیب آپ اسلام کے وکیل اور ایک ذمہ دار شخص ہیں۔ مطالعہ میں وسعت پیدا کریں، کتاب کو دوست بنائیں، آپ کی عزت میں اضافہ ہوگا اور آپ کی خطابت کو بھی چار چاند لگیں گے۔

(۵)......وضع قطع اور انداز میں عاجزی:

اسلام حقیقت پسندی اور سادگی کا دین ہے۔ خطیب اسلام کو بھی حقیقت پسند اور سادہ مزاج ہونا چاہیے۔ وضع قطع سے مراد ظاہری لباس، چال ڈھال اور گفتار ہے، لباس زیادہ شوخ نہ ہو، چال ڈھال میں اکڑ اور گفتگو سے فرعونی بُو نہ آئے۔ بلکہ خطیبِ اسلام سادگی وسچائی کا پیکر اور اسلام کی عملی تصویر ہو۔ انداز میں عاجزی یہ ہے کہ دورانِ گفتگو اپنے موقف کو متواضع انداز میں پیش کیا جائے، طرزِ بیان سے یہ تصور دینا کہ دنیا میں ہی علم واستدلال اور نکتہ دانی کا ماہر ہوں اور تحقیق حدیث میں میرا کوئی جوڑ نہیں ہے، میں ہی محقق

حدیث اور ماہر رجال ہوں باقی سب جھوٹ ہے، حدیث وہی صحیح ہے جس کو میں صحیح کہہ دیتا ہوں یا جس کو میں امام مانتا ہوں وہ صحیح کہہ دے۔ ایسی تعلّی اور شدت پسندی کامیاب خطیب کو زیب نہیں۔ اختلاف رائے اور اختلاف تحقیق یہ آج کے مسائل نہیں۔ بلکہ شروع ہی سے اختلاف رائے اور اختلاف تحقیق کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ برائے کرم! اپنی تحقیق اور رائے کا اظہار کرتے ہوئے خود کو محقق کل سمجھ کر گفتگو نہ کریں بلکہ ائمہ اور مخالف محقق کی عزت نفس اور علمی مقام کا لحاظ ملحوظ خاطر رکھیں۔ آج کل تحقیق میں شدت پسندی کی وبا اس قدر بڑھ رہی ہے کہ محققین حضرات تقلید کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ تحقیق حدیث میں متقدمین محدثین کی رائے کو بھی اہمیت دیں اور حدیث کے معاملہ میں بڑی بصیرت کا مظاہرہ کریں اسے باغیچۂ اطفال نہ بنائیں۔

بہر صورت! کامیاب خطیب اپنے لباس، بودو باش، وضع قطع کے علاوہ الفاظ اور لہجہ کے انتخاب میں متواضع رویہ رکھتا ہو۔ اس کے کسی رنگ ڈھنگ میں کبر و غرور کا رنگ نظر نہ آتا ہو اور یہ سارے خصائل و خصائص تبھی حاصل ہوتے ہیں جب اخلاص ہو اور خطیبِ ذی وقار پر خوفِ خدا کا غلبہ ہو۔

(۲)......تنقید برداشت کرنا:

کامیاب خطیب کو زندگی میں مختلف رنگ ڈھنگ کی انجمنوں، جماعتوں اور ساتھیوں سے واسطہ پڑتا ہے اور ہر ایک کے سوچنے، بولنے اور رائے دینے کا انداز اپنا ہوتا ہے جب کبھی آپ پر یا آپ کے بیان پر تنقید ہو تو آپ فوراً بحث مباحثہ کی بجائے اس کو کامل توجہ سے سنیں، ہاں اگر فوراً جواب دینا آپ بہتر سمجھتے ہیں تو آپ کامل نرمی سے دے دیں یا صرف سن کر بعد میں آپ بذاتِ خود دیانتداری سے فیصلہ کریں اگر آپ کو اس تنقید میں خیر، بہتری اور بھلائی نظر آتی ہو تو اس کو قبول کرتے ہوئے اپنی اصلاح فرمالیں یا اس سلسلہ میں اپنے کسی خاص پیارے اور مخلص سے مشورہ بھی کرلیں اور اگر آپ کو اپنے پر کی ہوئی تنقید، تنقید برائے تنقید نظر آئے تو صرفِ نظر کر دیں الجھاؤ، ٹکراؤ یا مقابلہ بازی کا انداز آپ کی

شان، مقام اور منصب کے لائق نہیں ہے۔

معمولی سی تنقید سن کر سٹپٹا جانا کامیاب خطیب کے ظرف کے منافی ہے، تنقید سننے کا حوصلہ پیدا کریں اور ہمہ وقت یہ ذہن رکھیں کہ مجھ میں مزید بہتری بھی آسکتی ہے، اس طرزِ عمل کا آپ کو بے پناہ فائدہ ہوگا۔ میں نے ایک کتاب میں یہ جملہ پڑھا کہ "بغیر تنقید کے کوئی شخص بڑا نہیں ہوسکتا۔" آپ کی بہتری وترقی اسی میں ہے کہ تنقید برداشت کریں اور اصلاح کی ضرورت سمجھیں۔ یاد رہے! جب انسان تعریفیں سننے کا عادی ہو جائے تو تنقید سننے کا ظرف ختم ہو جاتا ہے۔

(۷)...... حالاتِ حاضرہ اور ماحول کو سامنے رکھیں:

خطیب اسلام کا نمائندہ ہے اس کو حد درجہ روشن دماغ اور مستقبل بین ہونا چاہیے۔ اپنے خطاب میں قرآن وحدیث کے ساتھ حالات حاضرہ کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں، ملکی حالات یا عالمی طور پر جو مسائل عروج پر ہیں ان کو قرآن وحدیث کی روشنی میں سلجھانے اور بیان کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے تقاضوں کو کبھی بھی آپ فراموش نہ کریں۔ عوامی ماحول، علمی ماحول، اجتماعی ماحول، سیاسی ماحول غرض کہ آپ جس ماحول میں ہیں اس کے مطابق کتاب وسنت کی روشن تعلیمات بیان فرمائیں، اسی طرح اختلافی وفروعی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے طنز ومزاح اور طعن تشنیع کے انداز سے گریز کریں۔ آپ کی زبان کا ایک جملہ وہاں کے ماحول کی سالہا سال کی محنت پر پانی پھیر سکتا ہے۔ نہایت سلجھی اور فکر انگیز گفتگو فرمائیں اور یاد رہے! یہ سبھی حکمتیں بروئے کار لانا تبھی ممکن ہیں جب آپ صاحب مطالعہ ہیں، ذوق مطالعہ سے آپ سرشار ہیں۔

(۸)...... باعمل ثقہ علماء سے دوستی اور تعلق مضبوط رکھیں:

اہل علم، شیوخ الحدیث اور اساتذہ ومشائخ سے قربت رکھیں۔ اللہ والوں سے تعلق مضبوط بنائیں اور ان کے ہاں بیٹھ کر ہمیشہ سیکھنے، سمجھنے اور حاصل کرنے کا ذہن رکھیں۔ آج کل روابط میں بہت آسانی ہے آپ ہزاروں میل دور سے بھی بذریعہ موبائل سمجھ، بوجھ

اور مسائل کا حل دریافت کرسکتے ہیں۔ کسی ممتاز عالم دین کی مجلس، دوستی اور قربت میں وقت گزارنے والا خطیب کبھی ناکام نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ہم نے بذاتِ خود مشاہدہ کیا ہے کہ باکردار ثقہ اہل علم کی خدمت ومعیت میں وقت گزارنے والوں نے دین ودنیا میں بڑی خیر پائی ہے اور وہ خود اس وقت علم وعمل اور وعظ وارشاد کا روشن مینار ہیں۔

وفيه خير كثير فافهم وتدبر ايها الواعظ الكريم

(۹)......مسنون اذکار کی پابندی:

خطیب نمائندۂ اسلام ہے، شیطانی طاقتیں ہمہ وقت خطیب اسلام کے خلاف متحرک رہتی ہیں اور کچھ تنگ ظرف لوگ خطبائے کرام کی عزتوں کے درپے ہوتے ہیں خامی چھپانے کی بجائے خطباء کرام کی معمولی خامیوں کو بڑھا چڑھا کر پھیلاتے ہیں۔ نبی کائنات ﷺ ساری زندگی منافقوں کو چھپاتے رہے ان کے عیوب پر پردہ ڈالتے رہے، مگر آج اسی محبوب ﷺ کی امت کے بعض لوگ خطباء کرام کو جگہ جگہ ناجائز بدنام کرنے کی مکروہ کوشش کرتے ہیں جو کہ حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔

بہر حال ہر قسم کے شر سے بچنے کے لیے زندگی میں ہر خیر کو حاصل کرنے کے لیے آپ مسنون اذکار کو معمول زندگی بنائیں۔ سوچ سے زیادہ رحمت حاصل ہوگی اور تصور سے زیادہ زندگی میں برکت ہوگی۔ ساری زندگی مخالف تمہیں زیر یا ذلیل نہیں کرپائے گا۔ جہاں جاؤ گے بہاریں ہی بہاریں پاؤ گے، ہر کوئی تابع اور قدردان نظر آئے گا۔ اور یاد رہے! جو خطیب مسنون اذکار کو معمول نہیں بناتا وہ دنیا وآخرت کے بیش بہا خزانوں سے محروم رہتا ہے، اداسی، مایوسی اور شیطانی قوتیں اس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔

دیگر دعاؤں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل تین دعائیں دنیا ومافیھا کے خزانوں سے محبوب جانیں اور پابندی کرتے ہوئے ہر قسم کا مقام وسکون حاصل کریں۔

① اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ، وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِي

الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ ، وَاجْعَلِ الْحَیَاةَ زِیَادَةً لِیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ (صحیح مسلم)

''اے اللہ! میرے اس دین کی اصلاح فرمادے، جو دین میرے ہر معاملہ کی اصلاح اور تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور میری اس دنیا کی اصلاح فرمادے، جس دنیا میں میرا رہن سہن ہے اور میری اس آخرت کی اصلاح فرمادے، جس میں میں نے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھ کے جانا ہے، اے اللہ! میرے زندہ رہنے کو نیکیوں میں زیادتی کا باعث بنادے اور میری موت کو ہر مصیبت اور شر سے راحت، سکون اور نجات کا باعث بنادے۔''

② اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ ، عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهٖ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ مَا قَرَّبَ إِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ ، وَأَسْئَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَهٗ لِیْ خَیْرًا ۔ [سنن ابن ماجه : ٣٨٤٦]

اے اللہ! بھلائی اور خیر نام کی ہر چیز مجھے عطا فرمادے، جس کی مجھے فوری ضرورت ہے وہ بھی اور جس کی فوری ضرورت نہیں ہے وہ بھی عطا فرمادے، جس خیر کا مجھے علم ہے وہ بھی اور جس کا مجھے علم نہیں وہ بھی عطا فرمادے، اور شر اور برائی نام کی ہر چیز سے جو برائی اور مصیبت مجھے جلد پیش آنے والی ہے اس سے بھی اور جو بدیر پیش آنے والی ہے اس سے بھی مجھے اپنی پناہ میں لے لے، جس شر کا اور برائی کا مجھے علم ہے اس سے بھی اور جس کا مجھے علم نہیں

ہے اس سے بھی مجھے پناہ میں لے لے، اے اللہ! مجھے ہر وہ خیر عطا فرما دے جو خیر تیرے نبی نے تجھ سے مانگی ہے اور ہر اس شر اور برائی سے مجھے محفوظ فرما لے جس سے تیرے نبی نے پناہ مانگی ہے۔ اے اللہ! مجھے جنت عطا فرما دے اور ہر اس اچھے عمل اور عمل کی توفیق دے، جو مجھے جنت کے قریب کر دے۔ اے اللہ! مجھے آگ کے عذاب سے اپنی پناہ میں لے لے، اور ہر اس برے فعل اور عمل سے مجھے محفوظ فرما جو مجھے جہنم کے قریب کر دینے والے ہیں۔ اے اللہ! میری تجھ سے یہ التجا ہے کہ تو نے میرے متعلق جتنے بھی فیصلے کر رکھے ہیں انہیں میرے لیے باعث خیر و برکت بنا دے۔

③ أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۔ اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا ، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔

[صحیح مسلم: ۲۷۲۲]

''اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ تو مجھ سے کسی کام کی قوت سلب کر لے اور میں اسے کرنے سے عاجز آ جاؤں اور اس بات سے بھی کہ میں تیری اطاعت اور فرمانبرداری میں ذرہ بھر بھی سستی اور کاہلی سے کام لوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ جہاں تیرے دین کے لیے ڈٹنے کا موقع آئے تو میں وہاں بزدلی دکھاؤں اور اس بات سے بھی کہ تیری عطا کردہ چیزوں میں بخل سے کام لوں اور ایسے بڑھاپے سے بھی کہ جس میں کسی دوسرے کا محتاج ہو جاؤں اور میں قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ کی نعمت عطا فرما اور

اسے ہر طرح کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے پاک کر دے، کیونکہ تجھ سے بہتر تزکیۂ نفس کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ تو ہی میرے نفس کا مالک بھی ہے اور مددگار بھی ہے۔ اے اللہ! دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں تیری نافرمانی کا خوف اور تابعداری کے جذبات نہ ہوں اور ایسے لالچی نفس سے پناہ مانگتا ہوں جو دنیاوی دولت سے سیر ہونے کا نام ہی نہ لے اور ایسی بدعملی والی حالت سے پناہ مانگتا ہوں کہ جس حالت میں دعا کروں تو تو میری دعا کو شرف قبولیت ہی نہ بخشے۔"

(۱۰)......راتوں کی نماز

اگر کسی خطیب کو مذکورہ نو اوصاف کے بعد دسویں نمبر پر رات کی نماز نصیب ہو جائے گویا کہ اس کو دنیا و آخرت کی سرداری نصیب ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے مقربین کی فہرست میں وہ پہلے نمبر پر آ گیا۔ خطیب ہو اور تہجد گزار ہو، سبحان اللہ۔ اس سے بڑھ کر عظمت اور خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے؟ واللہ یختص برحمتہ من یشاء

ذی وقار خطبائے کرام! مجھ جیسا نکما لکھاری تہجد گزار خطیب کی عزت و عظمت کو اپنی نوکِ قلم سے تحریر نہیں کر سکتا، اس کی شان کے مطابق الفاظ ہیں نہ ہی انداز، البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ صاحب توحید و سنت تہجد گزار خطیب اللہ کی زمین پر ایک روشن چراغ ہے، ایک چمکتا ہوا تارا ہے، ایک دمکتا ہوا ستارہ ہے اور اسلام کی عزت و آبرو کا بلند مینارہ ہے۔ اپنے آقا و مولا کے اتنا قریب ہے کہ قربت بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں۔ اپنے خالق و مالک کا اس قدر پیارا ہے کہ اس کے پیار کی گہرائی و گیرائی کا کوئی پیمانہ نہیں بس اس کی حقیقت، نوازنے والا رب جانے یا نوازا گیا بندہ اور بس!

اے اللہ میری جماعت کے ہر خطیب کو تہجد گزار بنا دے اور اپنے قرب کی تمام لذتوں سے آشنا کر دے۔ آمین ثم آمین!

تلك عشرة كاملة

خطیب کی شخصیت وروحانیت کو مسخ کر دینے والے پانچ اعمال:

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ دین کا داعی اور اسلام کا خطیب مرتبہ ومقام اور شان کے لحاظ سے بے مثال ہے۔اب کائنات کے اس نفیس ترین اور پاکیزہ شخص کو ناکام اور بدنام کرنے کے لیے شیطان اور تمام شیطانی طاقتیں حرکت میں رہتی ہیں۔شیطان کئی مہلک کبیرہ گناہوں کو نہایت معمولی بنا کر خطیب کے سامنے پیش کرتا ہے اور ہمہ وقت انہیں گناہوں میں الجھائے رکھتا ہے آنے والی سطور میں ان مذموم اوصاف کا ذکر کریں گے جن کے ہوتے ہوئے دین کا داعی اور اسلام کا نمائندہ خطیب اسلام اللہ کی خالص نصرت وبرکت سے محروم ہو جاتا ہے اور جن کوتاہیوں کی بناء پر اس کی سیرت وشخصیت مجروح ہوتی ہے اور خطیب روحانی طور پر سخت بیمار ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان خطیب کو ان خامیوں سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

۱) غیبت وچغل خوری:

خطیب کے پاس" لسانًا ذاکرًا" ہونی چاہیے، ہر وقت زبان حمد وستائش اور تسبیح وتقدیس کے مبارک کلمات سے تر رہے، ایسے خطیب کا ایک اپنا ہی مزا اور اثر ہے۔لیکن اس کے برعکس اگر محترم خطیب صاحب غیبت اور چغل خوری کے عادی بن جائیں تو یقینًا یہ بڑی نحوست اور ہلاکت ہے۔آج کل خطباء کرام کے حلقہ میں غیبت سے احتراز کم کیا جاتا ہے اور اس کو اختیار زیادہ کیا جاتا ہے، کسی نہ کسی پر کسی نہ کسی رنگ میں کیچڑ اچھالنا، غیروں کی برائیاں بیان کرنا محبوب ترین مشغلہ بنتا جا رہا ہے۔جب کہ اس کا انجام اگر عام بندے کے لیے ہلاکت خیز ہے تو خطیب کے لیے دوہری ہلاکت کا باعث ہوگا کہ جس نے مسلم معاشرہ کو اس عیب سے پاک کرنا تھا وہ خود بری طرح اس میں ملوث ہے۔

یاد رہے! غیبت کرنا بہت آسان ہے چغل خوری بظاہر کوئی مشکل کام نہیں نظر آتا البتہ انجام کے لحاظ سے یہ گناہ کسی کبیرہ گناہ سے کم نہیں ہے کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ "جس کی زبان اپنی نہیں وہ سمجھ لے کہ اس کا کوئی نیک عمل اپنا نہیں بلکہ وہ ہر نیک عمل

کر کے دوسروں کو دے رہا ہے۔'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو زبان پر پہرہ مضبوط رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

۲) فحش مذاق اور فضول گوئی:

ہر خطیب جہاں غیبت ،عیب جوئی ،طعن زنی اور چغل خوری سے کلّی اجتناب کرے وہاں بیہودہ مذاق اور فضول گفتگو کو بھی قریب پھٹکنے نہ دے۔ شیطان یہ چیزیں خطیب آدمی کے قریب کرنے کی کوشش میں ہر وقت لگا رہتا ہے بلکہ شیطان کی منزل یہ ہوتی ہے کہ خطیب اسلام وعظ ونصیحت کا ماحول بھی گرم رکھے اور ساتھ بکواسات، گالم گلوچ ، لغویات، فحش مذاق اور بیہودہ گوئی بھی نجی محفلوں میں پھیلا کے رکھے تاکہ برسرِ منبر خدائی تبلیغ ہو جائے اور برسرِ خلوت ونجی محفل میں شیطانی تبلیغ میں بھی یہ خطیب صاحب پیچھے نہ رہ جائیں۔(نعوذ باللہ من شرورہ)

اسلام کے وکیل ! امت محمدیہ ﷺ کے خطیب ! خدارا ان باتوں کو سوچیے ،غور کیجیے یہ دشمن لعین آپ کو کہاں لے جانا چاہتا ہے۔

خطیبِ اعظم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الفاحِشَ البَذِيَّ

[جامع ترمذی۔۲/٤٩٤ ،سلسلہ احادیث : ٨٧٦]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بدزبان سے نفرت کرتے ہیں۔''

اور اسی طرح آپ ﷺ نے جہنمیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

والشِّنْظِيرَ الفَحَّاشِ [صحیح المسلم: ۲/ ۳۸۵]

''اور گالیاں بکنے والا اور فحش بولنے والا جہنم میں جائے گا۔

بحیثیت خطیب اس کبیرہ گناہ سے بچنا از حد ضروری ہے وگرنہ ساری محنت ، راتوں کی بے آرامی، سفر کی صعوبتیں غرض کہ سب کچھ داؤ پر لگنے کا شدید خطرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو سمجھ کر بہتری کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

۳) سخت مزاجی

تُرش روئی، درشتی اور سختی میدان خطابت میں خطیب کے لیے حد درجہ نقصان دہ ہے۔ آواز جادو نما ہو، علم کی وسعتوں کی کوئی انتہا نہ ہو، اگر ان سب کچھ کے باوجود خطیب صاحب سخت مزاج، تیزی پسند اور غصیلے ہیں تو بے برکتی اور ناکامی کے لیے یہی کمی کافی ہے۔ خطیب کی شخصیت کی طرف سے سب سے زیادہ مؤثر اس کا رویّہ ہے۔ گفتار، کردار اور معاملہ سلجھانے میں جس قدر عاجزی، سادگی اور نرمی ہوگی دعوت، تبلیغ اور پیغام حق اس قدر تیزی سے پھیلے گا اس کے برعکس اگر مسائل کے بیان میں، سامع اور مخاطب کو الفاظ کی تیز تلوار اور رویّہ کے سخت خنجر سے ذبح کر دیا جائے تو گھنٹوں کے وعظ اور سالوں کی محنت اپنا اثر کھو دیتی ہے۔ سائل کا انداز جس قدر تلخ کیوں نہ ہو، مخاطب اگرچہ بے ادبی کی آخری حدوں کو پہنچ جائے آپ کے لیے ہر حال میں نرمی ہی بہتر ہے اور یہی کامیاب مستقبل کی ضامن ہے۔ ہمارے ملک کی تاریخ اور خطباء کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جہاں سختی جواب، سختی، بدزبانی اور جذبات سے دیا گیا وہاں خرابی ہی ہوئی مقدمات ہی بنے، گرفتاریاں ہی ہوئیں بالآخر بعد میں صلح یا معافی پر معاملہ رفع دفع ہوا اور جس جگہ سختی، گستاخی اور تہمت بازی کا جواب قرآن، حدیث نرمی اور اخلاق سے دیا گیا وہاں لوگ حق کے قریب آئے، مسلک کو عزت ملی، دعوتِ حق کی جڑیں مضبوط ہوئیں اور مسجدیں آباد ہو گئیں۔

یاد رہے! خطیب کا سخت رویّہ، جارحانہ انداز کبھی بھی نرمی اور ناصحانہ انداز کے فوائد کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ آج ہی اس خطیر خامی کی اصلاح فرمائیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اسلام، حق اور مسلکِ کتاب وسنت کے لیے بدنامی کا باعث بنیں۔ واللہ الموفق۔

۴) لالچی اور دنیا کا حریص ہونا:

خطیب کی خطابت اور زندگی کا اصل مقصد یہی ہے کہ وہ لوگوں میں اللہ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی محبت پیدا کرے، آخرت کا تصور پیش کرے اور دنیا کی حرص وہوس اور مال کی لالچ کو ختم کرنے لیے علم وعمل کے ذریعے ایڑی چوٹی کا زور

لگادے۔ اگر محترم خطیب صاحب ہی ہر وقت روپے پیسے کی فکر میں لگے رہیں اور اپنے خطاب اور مستقبل کا ہر فیصلہ درہم و دینار کی بنیاد پر کریں تو یہ یقیناً خیر و برکت سے اور اللہ کی خصوصی تائید و نصرت سے محروم رہنے والی سوچ ہے۔ ذاتی مفادات، ذاتی تعلقات اور سہولیاتِ دنیا کی بنیاد پر پروگرام دینے والا، خطاب کرنے والا اور مساجد تبدیل کرنے والا خطیب کبھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل نہیں کر پاتا۔

دعوتی میدان اور گلشن خطابت میں حریص شخص کبھی بہتری نہیں لا سکتا۔ بلکہ ایسے خطیب کے لیے شریعت اسلامیہ میں سخت وعیدیں ہیں۔ آپ ﷺ نے دنیا کے حریص داعی، عالم اور خطیب سے سخت نفرت فرمائی ہے۔ یاد رہے! صرف دنیا کی شہرت، عزت اور بہتری کے لیے جینے مرنے والے خطیب کبھی حقیقی عزت اور ہمیشہ کی کامیابی نہیں پاتے بلکہ خسر الدنیا والآخرۃ ہی رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی بہتری اور جنت کے حصول کی لالچ، حرص رکھنے اور ان کے لیے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۵) عُجب کا شکار ہونا:

خطابت سے عزت و عظمت کے جو چراغ روشن ہوتے ہیں ان کی روشنی کم از کم پورے ملک میں پھیلتی ہے کیا یہ خطیب کے لیے کم عزت ہے کہ اس کی زبان سے دین سننے کے لیے چھوٹے، بڑے، بوڑھے اور خواتین کثیر تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جہاں وہ جاتا ہے وہاں خلق خدا کا سیلاب امنڈ آتا ہے۔ اشتہارات، اعلانات اور دیگر پروٹوکولز کے ذریعے اسلام کے داعی اور خطیب کو آج کل جو عزت اور شان و شوکت حاصل ہوتی ہے اس کا کسی صورت مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے پر رونق اور روشن حالات میں شیطان خطیب صاحب کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کرنے کے لیے عُجب جیسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے وہ دل ہی دل میں یہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے کہ میں بہت بڑی چیز ہوں، میرے جیسا مدلل، محقق اور جادوئی آواز رکھنے والا اور کوئی خطیب جماعت میں موجود ہی نہیں ہے۔ کون ہے

میرے علاوہ جو مسلک بیان کر رہا ہو؟ میں ہی مترنم گفتگو کرتا ہوں خطیب صاحب کے ذہن میں جب اپنی قابلیت اور مقبولیت کی سوچ پھلنا پھولنا شروع ہو جائے تو پھر وہ دو طرح کے گناہوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

① دوسرے خطباء کی تنقید کرنا:

یعنی اپنے ہم مشن خطباء بھائیوں کی خیر خواہی کی بجائے برسر منبر یا مجلس ان پر تنقید شروع ہو جاتی ہے، اس نے کیا کیا ہے؟ یہ تقریر ہے؟ ایسے تقریر ہوتی ہے؟

غرض کہ...... عجب کے مرض میں مبتلا خطیب صاحب اپنے سے چھوٹے بڑے ہر ایک کو ذلیل کرنا اور ان کی علمی و عملی کوتاہیوں کی تشہیر کرنا شروع کر دیتے ہیں جو کہ حد درجہ معیوب اور غلط طریقہ ہے۔ اسلامی تعلیمات بھی یہی ہیں اور عربی کا معروف مقولہ بھی ہے:

النَّصِيْحَةُ فِي الْمَلَاءِ فَضِيْحَةٌ

اپنے رویہ پر کڑی نظر رکھیں، آپ خطیب اسلام ہیں اگر آپ کی زبان سے اپنے بھائیوں کی عزت محفوظ نہیں تو آپ بھی باعزت نہیں رہ سکتے۔

② جہاں وعدہ دیا ہے ان کو پریشان کرنا:

مرض عُجب میں مبتلا خطیب جہاں اپنے ہم مشن بھائیوں کی حوصلہ شکنی اور تذلیل کرتا ہے وہاں پروگرام کروانے والوں کو پریشان کرنا اس کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ وعدہ دے کر بعد میں آخر دم تک خون خشک کیے رکھنا، کیا یہی خدمتِ دین ہے؟ کیا قوم کے راہنما، اسلام کے داعی اور حق کے پاسبان کو یہی کچھ زیب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں، یقیناً ہرگز نہیں، وعدہ کرنے کے بعد اگر نبھانے میں آپ غفلت کرتے ہیں تو آپ صرف وہاں کی مقامی جماعت کے مجرم نہیں بلکہ ربّ کائنات کے بھی مجرم ہیں۔ یہ آواز، یہ طوفانی انداز اور یہ سب سلسلے عارضی اور بطورِ آزمائش خطیب کے پاس ہیں ان کی موجودگی میں عُجب کی بجائے شکر، فکر اور ندامت کا درد پیدا کریں کہ ایک وقت آئے گا کہ مولا و آقا نوازشات کی انتہا کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رضاء کے لیے قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین!

③ مضمون کی ترتیب اور تیاری کے لیے راہ نمائی:

آپ کسی بھی موضوع پر خطاب کرنے سے قبل اس کی تیاری میں خوب محنت کریں کسی ایک خطبہ اور کیسٹ کو ہرگز کافی نہ سمجھیں۔ لکیر کا فقیر خطیب کبھی کامیاب نہیں ہوتا، خطبہ جمعہ اور خطاب کے لیے اپنے بیان کی ترتیب میں مندرجہ ذیل نکات آپ ملحوظ خاطر رکھیں تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہے۔

1 ...... آغاز مسنون خطبہ سے کریں اسی میں اجر وثواب اور برکت زیادہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے خطبہ میں جو کلمات کہہ دیے ہیں ان سے بہتر کلمات آپ بنا ہی نہیں سکتے چاہے تکلفات، تصنع اور سجع کے انبار لگا دیں۔

2 ...... موضوع کے مطابق آیاتِ قرآنیہ اکٹھی کریں اور اپنی تفصیلات کو آیات کے گرد ہی رکھیں۔ اس حوالہ سے المعجم المفهرس لألفاظ القرآن از فواد عبدالباقی، مضامین القرآن اور تبویب القرآن نہایت عمدہ کتابیں ہیں یہ کتب ہر ابتدائی خطیب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔

3 ...... موضوع کے مطابق احادیث جمع کریں اور تمام احادیث ضعف شدید سے خالی ہوں۔ بلکہ عربی عبارت اعراب کی صحت کے ساتھ زبانی حفظ کر لیں دوران خطاب حدیث شریف کی عربی زبانی پڑھنا حد درجہ مبارک عمل ہے۔ احادیث کے حوالہ کے لیے درج ذیل مفید کتب ہر ابتدائی خطیب کے پاس اور زیر مطالعہ ہونا ضروری ہیں۔

۱)۔ صحاح ستہ
۲)۔ مشکوٰۃ المصابیح
۳)۔ ریاض الصالحین
۴)۔ نضرۃ النعیم (کچھ ترجمہ چھپ گیا ہے)
۵)۔ صحیح الترغیب والترھیب
۶)۔ صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ

۷)۔ مولانا محمد اقبال کیلانی کا مکمل سیٹ

۸)۔ ڈاکٹر فضل الٰہی کا مکمل سیٹ

۹)۔ صحیح فضائل اعمال

۱۰)۔ مولانا محمد نواز چیمہ صاحب کے مطبوعہ خطبات

۱۱)۔ سلسلہ احادیث صحیحہ

۱۲)۔ کیا ہم اللہ کا ادب کرتے ہیں؟ (از عبدالمنان راسخ)

۱۳)۔ فلاح کی راہیں (مولانا ارشاد الحق اثری صاحب)

۱۴)۔ زاد الخطیب (حافظ محمد اسحٰق زاہد صاحب)

۱۵)۔ خطبات جمعہ (تلخیص اسلامی خطبات)

4 موضوع کے مطابق صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے اقوال اور واقعات بیان کریں اس موضوع کی کتابیں درج ذیل ہیں مثلاً:

۱۔صحیح بخاری سے واقعات ۲۔مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب کا سلسلہ سنہریات ۳۔العبر من فوائد السیر ۴۔حیات صحابہ وتابعین کے درخشاں پہلو ۵۔حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء (ترجمہ ہو چکا ہے) وغیرھا۔

5 ...... ماحول کے مطابق توحید وسنت کی تعلیمات پر مبنی اشعار، مزید عقلی مثالیں، ضرب المثل کا بھی خیال رکھیں، مضمون پر خوب محنت کرتے ہوئے اس کو تخلیقی انداز دیں اور ایک ایک لفظ سوچ کر بولیں۔ نیز کسی اچھے خطیب اور عالم کی کیسٹ/سی ڈی سے استفادہ کوئی جرم نہیں ہے موضوع کے مطابق کیسٹ بھی سنیں۔

اختلافی مسائل میں صحیح حل کے لیے علامہ ارشاد الحق اثری صاحب، مولانا زبیر علی زئی صاحب، مولانا مبشر احمد ربانی، مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری، مولانا محمد داود ارشد صاحب کی کتب کا ضروری مطالعہ فرمائیں۔

خطبات کے نام پر طبع ہونے والی کتب:

دین اہل اسلام کو علم کی روشنی دیتا ہے اور صحیح علم ہی لوگوں تک پہنچانا خطیب کی اصل ذمہ داری ہوتی ہے ویسے تو عام کتاب کی بھی بہت اہمیت ہوتی ہے وہ بھی غیر ثابت، من گھڑت اور بے بنیاد روایات، واقعات سے پاک ہونی چاہئیں۔ لیکن خطبات چونکہ خطبائے کرام، واعظین عظام اور مقررین امت کے لیے ہوتے ہیں ان میں سوائے حقیقت، سچائی اور صحیح علم کے اور کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ تاکہ نمائندۂ اسلام خطبات کو پڑھ کر دین اسلام کی صحیح نمائندگی کر سکے۔

مگر افسوس صد افسوس! آج کل بازار میں بے شمار ایسے خطبات پر مشتمل کتابیں ہیں جن میں سوائے بے بنیاد واقعات، متروک ومردود روایات، تکلفات اور گردان بازی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ پورے خطبہ کی اگر علم وتحقیق اور صحت کے اصولوں پر کانٹ چھانٹ کی جائے تو شاید خطبات کی کتاب آدھی سے بھی کم رہ جائے۔ کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لیے یا موضوع کو طوالت دینے کے لیے رطب ویابس اور غیر صحیح مواد جمع کر دینا، بہت بڑی ناانصافی اور جسارت ہے۔

اور اس وقت شدید ضرورت ہے کہ صحیح اسلامی خطبات کے حوالہ سے کافی وشافی لکھا جائے۔ تاکہ ابتدائی خطبائے کرام کو میدان خطابت میں آسانی ہو۔ اللہ ہم سب کو علم صحیح کی تبلیغ، ترویج اور تشہیر کے لیے قبول فرمائے۔ اور اس مشن سے وابستہ مخلص علماء کو ہر قسم کے شر سے بچا کر خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

واللہ ینصرکم ویحفظکم وھو یتولی الصالحین۔

اخوکم فی الدین

ابن حکیم عبدالرحمٰن راسخ بن حاجی نینک محمدؒ

خطبہ:1

اخلاص کی اہمیت وفوائد

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾

[البينة: ٩٨/٥]

''اور وہ نہیں حکم دیئے گئے مگر یہ کہ وہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی اخلاص کے ساتھ۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لا شریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

اس دنیائے کائنات میں وہ آدمی بڑا خوش نصیب ہے جسے ایمان نصیب ہوگیا، وہ عظمت اور نصیبوں والا ہے، اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھ کر اگر آدمی کو اخلاص بھی اللہ عطا کر دے اور وہ ہر معاملہ میں مخلص ہو جائے تو دنیا کی کوئی نعمت اور دولت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی، اگر وہ اخلاص کی دولت سے محروم ہے، وہ آدمی دنیا اور آخرت میں ناکام ہوگیا، برباد ہوگیا، ہمیشہ دل کو دیکھا کرو جتنی ہم نیکیاں کرتے ہیں کیا یہ اللہ کے لیے کرتے ہیں یا دکھلاوے کے لیے؟ آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر آپ کو معلوم ہو کہ جس شخص پر میں احسان کرتا ہوں وہ دل سے میرا خیر خواہ نہیں، اس کے دل میں میرے بارے میں سچائی اور اخلاص نہیں تو آپ ایسے شخص کو انسان ہو کر بھی پسند نہیں کریں گے، جو شخص محض ذاتی مفادات کے لیے آپ سے تعلق رکھے، آپ اس کو کبھی احترام کی نظر نہیں دیکھیں گے، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی صرف اور صرف اس شخص سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں، جو خالصتاً اس کی رضا جوئی اور اخروی ثواب

کے لیے نیک اعمال کرے، تمام اعمال واخلاق کی جان اور بنیاد اخلاص ہے، بظاہر بہت ہی خو شنما عمل عدم خلوص کی وجہ سے رد کر دیا جاتا ہے اور بسا اوقات معمولی سا عمل خلوص وللّٰہیت کی وجہ سے بے پناہ قدر و منزلت اور اجر و ثواب کا باعث بن جاتا ہے۔

سامعین کرام! نیک عمل کرتے ہوئے کبھی غیر کی خوشنودی اور تقرب کی خواہش کو قریب نہ آنے دینا وگرنہ ساری محنت برباد ہو جائے گی۔

صحابی رسول ﷺ کا فرمان

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں نماز حکم الٰہی سمجھ کر پڑھتا ہوں وَأُحِبُّ أَنْ أُحْمَدَ اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ لوگوں میں میری تعریف کی جائے، صحابی رسو لجنھوں نے نبی کریم ﷺ سے اخلاص سیکھا تھا انہوں نے جواب دیا اگرچہ تو نماز اللہ کا حکم سمجھ کر پڑھتا ہے، لیکن ساتھ یہ بھی خواہش رکھتا ہے کہ لوگ تجھے اچھا سمجھیں، اللہ تیری عبادت کو ضائع کر دیں گے۔ کیونکہ وہ شراکت کو پسند نہیں کرتا۔

[تفسیر ابن کثیر]

اخلاص خالق اور مخلوق کے درمیان راز ہے

حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاِخْلَاصُ سِرٌّ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ الْعَبْدِ لَا يَعْلَمُهُ مَلَكٌ فَيَكْتُبُهُ وَلَا شَيْطَانٌ فَيُفْسِدَهُ وَلَا هَوىً فَيُمِيلَهُ۔[مدارج السالکین : ۹۵/۲]

اخلاص ایک ایسا راز ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا حتیٰ کہ فرشتے نہیں جانتے، شیطان بھی بے خبر ہے، ہوائے نفس کا دخل بھی نہیں ہوتا اور دنیا دار بھی نہیں جانتے کہ اس میں کتنا اخلاص ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں اخلاص نصیب فرمائے، جو ہمارے اور اللہ کے درمیان راز ہے اللہ اسکی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کی نظر صرف ظاہری عمل ہی کی طرف نہیں ہوتی

کتاب وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی

نظر اس کے اخلاص کی طرف ہوتی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ)) [صحيح مسلم : ٢٥٦٤]

”بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال و دولت کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں (کے خلوص) اور اعمال کی طرف دیکھتے ہیں۔“

صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ ”رب تمہارے جسموں کی طرف نہیں دیکھتا۔“

اس روایت کی روشنی میں ہم سب کو اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے کہ نیک عمل کرتے ہوئے ہماری توجہ کس طرف ہونی چاہیے، اگر نیکی کرتے وقت دل درست، نیک کردار اور اخلاص والا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت اور بخشش حاصل ہوگی اور اگر دل میں اخلاص نہیں بلکہ دل دنیا داری کے مفادات میں اٹکا ہوا اخلاص سے خالی ہے تو سمجھ لو کہ آپ کا کوئی عمل شرف قبولیت حاصل نہیں کرے گا۔ کیونکہ بارگاہِ ربانی میں حسن کی بنیاد پر قبولیت نہیں ملتی، نہ ہی اعلیٰ نسب کی وجہ سے قرب و قبول کے شرف سے نوازا جاتا ہے، بلکہ قبولیت، قرب اور پسند کیے جانے کا صرف ایک ہی معیار ہے کہ دل میں صرف اسی کے لیے جگہ ہو اور عمل کرتے ہوئے اخلاص اس قدر واضح ہو کہ سوائے اس کی خوشنودی کے کوئی جذبہ اور مقصد نظر نہ آئے۔

یاد رہے! اگر اخلاص سے غیر مسلم، کافر اور مشرک بھی رب کو پکارے تو اللہ اس کو مایوس نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے سچے جذبات دیکھ کر رحم و کرم کے سب دروازے کھول دیتے ہیں۔

کافر و مشرک کے اخلاص کی بھی قدر کی جاتی ہے

بندہ جب اللہ سے مخلص ہو جائے چاہے کافر و مشرک ہی کیوں نہ ہو اللہ اسکی آواز کی قدر کرتے ہیں، اگرچہ اہل مکہ مشرک تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی پکار کو بھی سنتے ہیں، مشرکین کے اخلاص کو اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّى إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ [یونس: ۲۲/۱۰]

اللہ کی ذات تمہیں سمندروں اور خشکی پر چلاتی ہے یہ اللہ کا حکم ہے، یہ کشتیاں سمندر کی چھاتی پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں، یہ مشرکین! جب انکی کشتیاں سمندر میں خوشگوار حالات میں ہوتی ہیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں، اچانک طوفان آ جاتا ہے اور موجیں بپھر جاتی ہیں اور وہ لہروں میں پھنس جاتے ہیں، پھر اخلاص سے اپنے اللہ کو پکارتے ہیں، اللہ ایک مرتبہ ہمیں نجات دے دے، تیرے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا، اگر تو ہمیں اس عذاب سے بچالے گا تو ہم تیرے شکر گزار بندے بن جائیں گے اور تیری عبادت میں کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

﴿فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [یونس: ۲۳/۱۰]

یہ مشرک جب سمندر سے باہر آ جاتے ہیں ان کی کشتی کو میں نجات دیتا ہوں، اللہ فرماتے ہیں پھر نافرمانی شروع کر دیتے ہیں، اور میرے ساتھ شرک کرنا شروع کر دیتے ہیں، اللہ فرماتے ہیں یہ دنیا کی زندگی بڑی تھوڑی ہے، یہ فائدہ بہت تھوڑا ہے، آخر کار میری طرف ہی آؤ گے، پھر میں تمہیں اپنی عدالت میں بتلاؤں گا کہ کس نیت سے تم اعمال کرتے رہے ہو اور کس نیت کے ساتھ عمل کرتے ہو، سامعین کرام! اگر اخلاص والی پکار سے مشرک کو رب نجات دے سکتا ہے، تو موحدوں کو بھی ضرور نجات عطا کرے گا۔

اخلاص سے پکارا تو مشرک نجات پا گئے

ابوجہل کی اسلام دشمنی سے کون واقف نہیں ہے، اور یہ ساری زندگی اللہ کے نبی کو

تکلیفیں دیتا رہا، اس کی قسمت میں ایمان نہ ہوا کون سا دکھ ہے جو اس نے اللہ کے نبی کو نہیں دیا، آخر اللہ نے مکہ کو فتح کرا دیا آقا مکہ میں فاتح بن کر داخل ہوئے ہیں اور چند آدمیوں کے قتل کا حکم دیا ہے، کہ یہ جہاں بھی نظر آئیں انہیں قتل کر دو، اگر چہ یہ ملتزم کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوں تب بھی انکو قتل کر دو اور ان کے نام بھی بتلائے ان میں سے ایک ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بھی تھا، اسے معلوم ہوا کہ اس کے قتل کا فتوی جاری ہو چکا ہے تو مکہ چھوڑ کر سمندر کی طرف بھاگ گیا، اور قرآن مجید کے مطابق:

﴿وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ﴾ [یونس: ۱۰/۲۲]

لہروں میں پھنس گیا، انہوں نے سارے بتوں کو مدد کے لیے پکارا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، لات منات اور عزی کو پکار کر دیکھ لیا، کشتی کا ملاح پکار اٹھا، (اَخْلِصُوْا لَهٗ فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا) اب صرف اللہ کو خلوص کے ساتھ پکارو، اب لات اور منات کو چھوڑ دو، تمہارے الٰہ کچھ نہیں کر سکتے، اگر چہ تم ان کی عبادت کرتے ہو، جب اللہ کو پکارا کہ اللہ تجھے ہم سچائی اور خلوص کے ساتھ پکارتے ہیں تو کشتی کنارے آ لگی، عکرمہ مسلمان ہونے کے بعد فرماتے ہیں: میں نے دل میں سوچا اور اپنے کشتی والے ساتھیوں کو سمجھانے لگے کہ جو رب مصیبت میں بچا سکتا ہے، تو خوشی میں اور فراوانی میں بھی اسے ہی پکارنا چاہیے اور مسلمان ہو گئے [الاستیعاب: ۴/۱۹۳۲، الاصابہ: ۸/۲۲۵، اسد الغابہ: ۶/۳۲۱] جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب بے دین مشرک کی اللہ دعا رد نہیں کرتے تو آج ہماری کیوں نہیں قبول ہوتیں؟ کہیں ہمارا اخلاص تو کمزور نہیں ہو گیا اور ہمارے اخلاص میں کہیں کمی تو نہیں آ گئی۔

اخلاص کی قدر و قیمت اور برکت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اخلاص اللہ کو اتنا پسند ہے کہ ایک آدمی مہینہ بھر عبادت کرتا ہے اور نیک اعمال کرتا ہے اور دوسرا اپنے گھر میں کسی شرعی عذر کی بنا پر بیٹھا رہتا ہے اور اس کے دل کی خواہش یہ ہے کہ مجھے بھی موقع ملے اور میں بھی نیکیاں کروں اور اللہ کا مقرب بن جاؤں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جتنا ثواب اللہ تعالی مہینہ بھر نیکیاں کرنے

والے کو دیتے ہیں اتنا ہی ثواب اللہ اس کے اخلاص کی برکت سے گھر بیٹھنے والے کو عطا کریں گے۔اللہ کی بارگاہ میں ہمارے اخلاص کی یہ قدر و قیمت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے لیے تیاری کا حکم دیا اور سفر انتہائی کٹھن اور لمبا تھا،منافقین نے آکر عذر پیش کیے اور حیلے کر کے جانے سے انکار کر دیا،موسم سخت گرم اور فصلیں پک کر تیار ہو چکی تھیں ، نبی کریم ﷺ جب غزوہ سے واپس آئے تو اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کچھ ایسے خوش نصیب مدینہ میں موجود ہیں جو ہمارے ساتھ غزوہ میں شریک نہیں ہوئے اور اپنے عذر شرعی کی بنا پر شرکت نہیں کر سکے اور انہوں نے کفار کے ساتھ جنگ بھی نہیں کی مگر اللہ نے انکا خلوص دیکھ کر ان کو غزوہ کرنے والوں جتنا ثواب عطا کیا ہے، کیونکہ وہ مخلص تھے اللہ کو ان کا اخلاص اتنا پسند آیا کہ اللہ نے انکو مکمل ثواب عطا کیا ہے۔آپ صحیح مسلم کتاب الامارۃ کے الفاظ دیکھیں آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالاً مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ وَفِي رِوَايَةٍ اِلَّا شَرِكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ

اس حدیث سے بہت بڑی تسلی ملتی ہے بیماری، غربت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے اگر مسلمان بظاہر نیکی سے پیچھے بھی رہ جائے مگر اللہ تعالیٰ اجر میں پیچھے نہیں رکھتے، جسم بیمار ہو جائے لیکن اگر خلوص تندرست ہے اخلاص صحت مند ہے، جذبات خیر سے مالا مال ہیں تو پھر ایسے شخص کو نیکی کرنے والوں کی صف میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

یاد رکھیں! مسلمان کے لیے اخلاص سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں یہی سرمایۂ زندگی اور جوہر بندگی ہے۔

انبیاء و رسل علیہم السلام کا اخلاص

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تمام انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا موسیٰ اور عیسیٰ اور یونس اور ابراہیم علیہم السلام سب کا ذکر کر کے فرمایا کہ اَخْلَصْنٰهُمْ یہ سارے انبیاء علیہم السلام اپنے اللہ اور اپنی اپنی قوموں کے ساتھ مخلص تھے اگرچہ قوموں نے جھٹلایا انہوں نے قوم والوں کے طعنے

اور طرح طرح کی باتیں برداشت کرلیں قوم کی ہر زیادتی کا جواب صبر و حلم سے دے کر ان کے لیے خیر کی دعائیں کیں۔ عظیم منصب، منصب نبوت و رسالت پر فائز ہونے کے باوجود کبھی دستِ ظلم اٹھایا اور نہ ہی کسی کی شان میں کمی کی۔ اگر ہمارے پاس کوئی عہدہ آجائے تو ہم اپنی انانیت کی تسکین کے لیے اپنے مخالف کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں، لیکن انبیاء کتنے مخلص ہیں، سب سختیاں جھیل کر بھی اپنی قوم کو اخلاص کیساتھ دعوت دین دیتے ہیں، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی خلوص بھری دعوت کا اندازہ ان کی درد بھری صداؤں سے ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوموں کو سب سے پہلے کہا کہ ہم ذاتی مفاد، ذاتی معاوضہ کے لیے کچھ نہیں کر رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور اخلاص

قوم نوح نے جس طرح سیدنا نوح علیہ السلام کو ستایا، تنگ کیا شاید تاریخ میں آپ کو اس کی مثال نہ ملے، آپ علیہ السلام کے ساتھ وہ سلوک کیا جو دشمنوں سے بھی نہیں کیا جاتا مگر آپ دعوت پیش کرتے فرماتے ہیں:

﴿ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ O فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ O وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O ﴾

[الشعراء: ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹]

”بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو، میں اپنی تبلیغ پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ میرا اجر اللہ کے ہاں ہے۔“

پھر یہ دعوت ایک بار یا دو بار نہیں، بلکہ شب و روز بار بار دیتے رہے راہِ راست پر لانے کے لیے ہر طرح محنت فرمائی اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی خلوص بھری صداؤں کو اپنی پیاری کلام کے لیے منتخب فرمایا:

رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَہَارًا Oوَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَاءِ یْ اِلَّا فِرَارًا O وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَلَھُمْ جَعَلُوْا

اَصَابِعَهُمْ فِى آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّى دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّى اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝

''اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا مگر میری پکار نے ان کے فرار میں اضافہ کیا اور جب بھی میں نے ان کو بلایا تا کہ تو انہیں معاف کر دے، انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لیے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے ان کو ہانکے پکارے دعوت دی۔ پھر میں نے علانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔''

سلام ہو! ایسے برگزیدہ رسول پر، سلام ہو آپ کے بے مثال خلوص کو، کہ ساری زندگی توحید کے لیے صدائیں لگاتے رہے، ہمت ہاری نہ ہی محنت و دعوت میں کمی آنے دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہی جذبہ نصیب فرمائے۔

حضرت ھود علیہ السلام اور اخلاص

آپ نے بھی اپنی امت کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی انتہا کر دی قوم والوں نے آپ کی عزت نفس کا ہرگز خیال نہ رکھا بلکہ کہا اے ھود! ہمیں تو یوں محسوس ہوتا ہے ہمارے کسی معبود نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے، کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو، چلے جاؤ ہم کو تمہارے وعظ کی ضرورت نہیں ہے یہ رویہ قوم کا ہے، جواب میں آپ صبر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

﴿اِنِّى لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝﴾

[الشعراء: ١٢٥، ١٢٦، ١٢٧]

''بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اتباع کرو،

میں اپنی تبلیغ پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ میرا اجر اللہ کے ہاں ہے۔"

حضرت صالح علیہ السلام اور اخلاص

آپ علیہ السلام نے بڑے احسن انداز میں اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا مگر قوم نے ایک نہ سنی بلکہ یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ اے صالح! آپ بڑے منحوس ہیں تیری وجہ سے ہمارے بہت سے معاملات خراب ہوتے ہیں اور بہت سی خرابیوں کا اندیشہ ہے، ہمارے پاس نہ آیا کرا اور نہ ہی تیرا ماننے والا ہمارے پاس آئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کا گستاخانہ انداز دیکھا تو آپ بھی یہی کہتے رہے:

﴿اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ○ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ○ وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾

[الشعراء: ۱۴۵،۱۴۴،۱۴۳]

"بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اتباع کرو، میں اپنی تبلیغ پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ میرا اجر اللہ کے ہاں ہے۔"

حضرت لوط علیہ السلام اور اخلاص

آپ نے بھی بڑے اخلاص سے قوم کو ہدایت کی طرف بلایا قوم میں بہت سی برائیاں جنم لے چکی تھیں، بالخصوص مردوں کے ساتھ بے حیائی کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا، آپ نے بہت سمجھایا۔ مگر انہوں نے حق تسلیم کرنے کی بجائے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس کو بستی سے ہی نکال دو۔ نہ یہ ہمارے پاس ہو اور نہ ہم کو اس کی باتیں سننا پڑیں۔ لیکن آپ علیہ السلام نے بھی طلب ہدایت کے لیے خلوص کی انتہا کر دی اور فرماتے ہیں:

﴿اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ○ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ○ وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○﴾

[الشعراء: ۱۶۴،۱۶۳،۱۶۲]

"بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اتباع کرو

میں اپنی تبلیغ پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ میرا اجر اللہ کے ہاں ہے۔"

حضرت شعیب علیہ السلام اور اخلاص

آپ نے بھی قوم کو یہی کہا، مجھے تم سے کوئی مطلب ومفاد نہیں میں تو تمہاری دنیاوی واخروی نجات کا طالب ہوں اور برملا الفاظ میں اپنی بے لوثی اور اخلاص کو یوں بیان کرتے ہیں:

﴿اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝﴾

[الشعراء: ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰]

"بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اتباع کرو، میں اپنی تبلیغ پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ میرا اجر اللہ کے ہاں ہے۔"

سامعین کرام! ان تمام آیات کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ آپ جب بھی کسی سے حسن سلوک کریں، کسی کے ساتھ احسان کریں، تو آپ کا مقصد صرف خدا کو خوش کرنا ہو، آپ کا مخاطب، مقابل اور جس کے ساتھ آپ اچھا برتاؤ کر رہے ہیں سلیم الفطرت، اعلیٰ ظرف اور احسان مند ہو تو نور پر نور ہے وگرنہ اللہ آپ کا اجر کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں! خلوص سے کام کرنے والے اور صرف اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھنے والے کبھی نامراد نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کو اللہ ضائع کرتے ہیں۔

امام الانبیاء علیہم السلام بھی پیکر اخلاص تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے لیے ہر قربانی پیش فرمائی، ایسا اخلاص پیش کیا کہ تیئس سال کے مختصر ترین عرصہ میں ہر سو اور ہر طرف اخلاص کی خوشبو پھیلا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی ہر آفر اور لالچ کو ٹھکرا کر علی الاعلان کہا:

﴿قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ

لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ○﴾

[الزمر : ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴]

''میرے پیغمبر! آپ فرما دیں، کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصتاً اللہ کی عبادت کروں اور سب سے اولین اللہ کا مطیع وفرمانبردار بن جاؤں، آپ یہ بھی کہہ دیں اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی تو میں اللہ کے عذاب والے دن سے ڈرتا ہوں، فرمادیجئے! میں اللہ کی خالصتاً عبادت کرتا ہوں۔''

کبھی آپ ﷺ نے یوں فرمایا:

﴿قُلْ مَا سَاَلْتُکُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَکُمْ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○﴾ [سبا: ۴۷/۳۴]

''آپ فرمادیں! میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ میرا اجر تو اللہ کے پاس ہے اور وہی ہر چیز پر گواہ ہے۔''

سامعین کرام!

یہی انبیاء ورسل علیہم السلام والے اخلاص بھرے پاکیزہ جذبات ہمارے لیڈروں اور قائدین کرام میں پیدا ہو جائیں تو بہت جلد دین الٰہی غالب آ سکتا ہے، مگر افسوس کہ کئی بظاہر دیندار اندر کھاتے اپنی دکانداریاں چمکا رہے ہیں اور وہ صرف نمود ونمائش، طلب شہرت اور طلب معاوضہ کے لیے اپنی کوشش جاری رکھے ہوئے ان کے شاہانہ طور طریقے آنے جانے کے انداز خرچے واضح اشارہ کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں قربانی کا جذبہ نہ ہونے کی حد تک ہے۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اخلاص کا نور نصیب فرمائے۔ آمین

سرکار دو عالم ﷺ اور اخلاص

مشرکین مکہ نے میدان احد میں نبی کریم ﷺ کے وندان مبارک شہید کر دیئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ احد کے علاوہ بھی کوئی دن آپ پر بھاری گزرا

ہے؟ کیا اس امت نے اس سے بڑھ کر بھی زیادتی کی ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر کوئی پریشان کن دن آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اگرچہ میدان احد میں مجھے بڑی تکلیف اٹھانی پڑی ہے، مگر ایک دن مجھے بہت یاد ہے، جب میں نے سب مکہ والوں کو توحید کی دعوت دی ان کو بتوں کو چھوڑنے کا حکم دیا، میں نے ان سے کہا کہ ان کی عبادت چھوڑ دو۔ ایک اللہ کے سامنے جھک جاؤ، انہوں نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا، ان لوگوں نے مجھے مجنوں اور دیوانہ کہنا شروع کر دیا، آخر کار ان کی سختیاں اور اذیتیں اپنی انتہا کو پہنچ گئیں، میں اسی طرح توحید کی دعوت دیتا رہا اور ایک دن جب میں نکلا اور ابن عبد یالیل نامی آدمی کو دعوت توحید پیش کی مگر انہوں نے مجھے ٹھکرا دیا، جب ان لوگوں نے مجھے دل برداشتہ باتیں کیں تو میں بہت پریشان ہو گیا تھوڑی دیر بعد اللہ کا فرشتہ آ گیا، مجھے اللہ کا پیغام دیا، کہ ان کے نصیب میں ہدایت نہیں ہے، آپ نے بڑے خلوص کیساتھ دعوت دی ہے، ہمیں حکم دیں کہ ہم عذاب نازل کر دیں اور پہاڑوں والا فرشتہ کہنے لگا کہ مجھے حکم دیں میں انکو پیس کر رکھ دوں گا اور ان کو تباہ و برباد کر دوں گا، اگر آقا اپنی امت کے ساتھ مخلص نہ ہوتے تو کہہ دیتے کہ تمام کو تباہ و برباد کر دو، لیکن فرشتہ کو جواب دیا کہ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَلَا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا "اے اللہ کے فرشتو! میں ان کو تباہ کرنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ میں تو امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں سے ایسے لوگ پیدا کر دیں گے اور اگر ان کے نصیب میں ہدایت نہیں ہے، تو ان کی اولادیں ہدایت یافتہ ہوں گی، جو اللہ کی عبادت کریں گی اور اس کیساتھ شرک نہیں کریں گی" ممکن ہے اللہ ان کو سمجھ عطا کر دے (صحیح البخاری، بدء الخلق ۲۹۹۲، صحیح المسلم، الجهاد، ۳۳۵۲ باب مالقی النبی ﷺ) کون ہے؟ جو اپنی برادری کے طعنے اور زیادتیاں برداشت کر کے ان کے لیے دعائیں کرے ہاں ایک ہی ذات ایسی نظر آتی ہے اور وہ ہے نبی کریم ﷺ کی ذات طیبہ اور آپ نے ہمیں بھی یہی حکم دیا کہ ہم یہ سبق یاد کر کے دوسروں کو دیتے رہیں:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ [البينة: ۹۸/۵]

ایمان والو! اپنے اللہ کی اخلاص سے عبادت کیا کرو، اپنے اللہ کے دین کے ساتھ مخلص ہو جاؤ، اسی کی قدر ہوگی جو اللہ کے دین کی قدر کریگا، آدمی جب نیک اعمال کرتا ہے تو اس کے دماغ میں سوچ آتی ہے، کہ میں یہ عمل کیوں کر رہا ہوں؟ کیا میں اپنی برادری اور رشتہ داروں کو خوش کرنے کے لیے کر رہا ہوں یا اللہ کو راضی کرنے کے لیے کر رہا ہوں؟

صاحب اخلاص کے لیے اجرِ کثیر

دل میں خلوص ہو تو انسان کا ذرہ بھی اللہ کے ہاں سونے سے زیادہ قدر رکھتا ہے اور اگر مقصد اعلیٰ نہ ہو، خوشنودیٔ الٰہی سے دل کا ہر خانہ خالی ہو تو پھر بڑے سے بڑا عمل بھی اپنی قدر کھو جاتا ہے۔ کوئی نیک عمل بھی معاشرتی مجبوری سمجھ کر نہ کریں کہ اگر میں نے یہ نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے، فلاں کیا کہے گا ہمیشہ یہی ذہن میں رکھیں کہ اس عمل پر میرا پروردگار مجھے کتنا پیار کرے گا اور مجھ پر خوش ہو کر میرے نامۂ اعمال میں اجر و ثواب کے کتنے ڈھیر لگا دے گا۔ میں بطور مثال ایک مختصر عمل بیان کرتا ہوں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی کے جنازہ میں شرکت کرتا ہے اسکی نیت یہ ہے کہ میرا مسلمان بھائی فوت ہو گیا ہے اور میرا حق بنتا ہے کہ میں اپنے بھائی کے لیے دعا کروں اور وہ جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کرنے تک ساتھ رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص کی برکت سے اسے دو احد پہاڑوں جتنا ثواب عطا کرتے ہیں (صحیح البخاری، الایمان اتباع الجنائز: ٤٧)، ہم تو تمام کام لوگوں کو راضی کرنے کے لیے کرتے ہیں ،میرے بھائی اگر کوئی نیکی کریں تو اللہ کو راضی کرنے کے لیے ورنہ اللہ ہمیں دنیا و آخرت میں ذلیل کر دے گا، اگر کسی جنازے میں شریک ہوں تو اللہ سے ڈر کر اس میں شامل ہوں، مگر ہم یہی سوچ کر کہ لوگ کیا کہیں گے؟ نیکی کرتے ہیں، ان نیکیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے، منافق برباد کیوں ہوئے؟ یہ منافقین تہجد بھی پڑھتے ہیں اور حج وعمرہ مسلمانوں کے ساتھ کرتے ہیں، مگر اللہ نے تمام اعمال ضائع کر دیے کیونکہ خلوص نہیں ہے اور جہاد کے لیے بھی کبھی

نکل پڑتے ہیں اور منافقین کا تذکرہ اللہ نے اس انداز میں کیا ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَلَهُمْ نَصِیْرًا﴾ [نساء: ۱۴۵/۴]

منافق جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہونگے، اوران کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوگا، اگرچہ انہوں نے کلمہ پڑھا اور نمازیں پہلی صف میں ادا کیں، مگر اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے اللہ نے تمام اعمال برباد کردیئے اوران کی نیکیوں کی کوئی قدر نہیں کی، مزید فرمایا:

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ [نساء: ۱۴۶/۴]

یہ منافق جہنم میں جائیں گے مگر وہ لوگ جو توبہ کر کے اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو گئے، منافقانہ روش چھوڑ کر دین اسلام کے ساتھ مخلص ہو گئے اور ایمان والوں کے ساتھ مل گئے اور مومنوں کی صف میں شامل ہو گئے، تو ان کا انجام مؤمنین کے ساتھ ہوگا۔

ذرا رُکیے

ذرا ٹھہر کر آج ہی فیصلہ کرلیں کہ ہمارے نیک اعمال کس مقصد کے لیے ہورہے ہیں بطورِ عبادت یا بطور شہرت، اگر ہمارے عمل بطور عادت ہیں تب بھی ہلاکت اور اگر بطور شہرت ہیں تو تب بھی بربادی۔ نیک اعمال دنیا وآخرت میں باعثِ برکت اور ذریعہ نجات صرف اسی صورت میں بنتے ہیں جب وہ رضائے الٰہی کے لیے کیے گئے ہوں اور خلوص کیساتھ ساتھ رنگ ڈھنگ، طریقہ اور انداز حضرت محمد ﷺ کا اپنایا گیا ہو۔ وگرنہ خسر الدنیا والاخرہ۔

اخلاص والوں سے شیطان ہمیشہ مایوس رہتا ہے

جب شیطان لعین کو اللہ نے اپنے دربار سے نکال دیا تو اس نے کہا مجھے مہلت چاہیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾

[حجر: ۱۵/۳۸،۷۳]

جا تجھے میں مہلت دیتا ہوں ایک وقت مقررہ تک تجھے مہلت ہے، جب اللہ نے اسے اجازت دے دی تو اس نے کہا: فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ اللہ مجھے تیری عزت کی قسم ہے میں ان کو مرتے دم تک گمراہ کرتا رہوں گا، جس طرح میں تیری رحمت سے دور ہو گیا ہوں اسی طرح میں انہیں تیرا نافرمان بناتا رہوں گا اور ان کے رستے میں بیٹھ کر میں انہیں راہ ہدایت سے گمراہ کرتا رہوں گا اور وسوسہ ڈال کر ان کی توجہ نیکی سے ہٹا دوں گا، اور ان کی تمام نیکیاں برباد کر دوں گا، مگر إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ اللہ تیرے مخلص بندے میری چال کا شکار نہیں ہوں گے، جو اخلاص کی دولت سے مالا مال ہیں وہ میرے جال میں نہیں آئیں گے۔ لوگو! اگر تم شیطان کی چالوں سے بچنا چاہتے ہو تو اپنے اندر اخلاص پیدا کرو کیونکہ دشمن نے بول کر اپنی کمزوری بتا دی ہے کہ صاحبِ اخلاص سے میرا کوئی سروکار نہیں۔ وہ میری وارداتوں سے محفوظ ہی محفوظ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اخلاص

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے تن من دھن اور مال و زر سب کچھ اسلام کے لیے، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربان کر کے اپنے خلوص کی شہادت پیش کی اور صدق و خلوص کی ایسی ایسی نایاب مثالیں قائم کی کہ دنیا ان کو پیش کرنے سے قاصر ہے، صحابہ کرام کے دلوں میں سوائے اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے کچھ نہ تھا، توحید میں اخلاص، نیت میں اخلاص، عبادات میں اخلاص، معاملات میں اخلاص، اعمال میں اخلاص، اقوال میں اخلاص، افعال میں اخلاص، غرض کہ ہر معاملہ میں اخلاص ہی اخلاص تھا، ایک صحابی جنگ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا ہے: اے اللہ کے رسول! اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرا انجام کیا ہوگا، نبی کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فِي الْجَنَّةِ تو جنت میں رب کا مہمان ہوگا، اتنی بات سننے کی دیر تھی کہ اخلاص نے جوش مارا اور ہاتھ میں جو کھجوریں تھیں وہ پھینک دیں، حتی کہ شہید ہو گیا۔ [سنن ابی داؤد : ۲۵۰۰]

سامعین کرام! توجہ فرمائیں، شہید ہونے والا صحابی کیسا مخلص انسان ہوگا، کہ لمحہ

بھر کے لیے کچھ نہ سوچا، نہ ہی یہ کہا چلو ہاتھ میں پکڑی کھجوریں کھا کر میدان کی طرف نکلتا ہوں، بلکہ فوراً اپنا آپ اسلام کی بلندی کے لیے قربان کر دیا، جب تمام غیر معروف صحابہ کا اخلاص ایسا بے مثال ہے تو معروف و مقبول صحابہ کے اخلاص کی بلندی کو کون چھو سکتا ہے، بد بخت ہیں وہ لوگ جو زمانہ کے مخلص ترین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق منفی جذبات رکھتے ہیں، رب تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے اور ہم کو ان ہی کی طرح جذبہ اخلاص سے خدمت دین کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آپس میں اخلاص کا عالم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاں رب رسول کے ساتھ حد درجہ مخلص تھے وہاں آپس میں بھی اخلاص کی انتہا کر دیتے، رضائے الٰہی کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر اخلاص سے پیش آتے کہ رب العالمین قرآن مجید میں ان کو رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

میں آج کے خطبہ میں اس حوالہ سے ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں، امام احمد نے اسے اپنی مسند میں نقل فرمایا ہے اور امام ابن کثیر اس صحیح حدیث کو اپنی تفسیر میں لائے ہیں: ایک دفعہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم نے انصار جیسے عظیم لوگ کبھی نہیں دیکھے، تھوڑے میں سے تھوڑا اور زیادہ میں سے زیادہ برابر ہمیں دے رہے ہیں، لمبے عرصہ سے ہم پر خرچ کر رہے ہیں، مگر اخلاص کا عالم یہ ہے کہ ان کے ماتھے پر کبھی شکن تک نہیں آئی، بلکہ وہ دے کر اور نواز کر اور خوش ہوتے ہیں، کام کاج خود کر کے اس کی کمائی ہمیں کھلاتے ہیں، اے اللہ کے رسول! ہمیں تو یہ خدشہ لاحق ہے کہ ان کی اچھی نیت اور حسن اخلاص کی بنا پر اللہ تعالیٰ ہمارے نیک اعمال کا اجر بھی کہیں ان کو نہ دے دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر فرمانے لگے: آپ دو کام کریں، ان شاء اللہ رب تمہیں بھی اجر عطا فرمائے گا اور انہیں بھی اجر عطا فرمائے گا اور وہ دو کام یہ ہیں:

① ان کی تعریف کرو، ان کو اچھے الفاظ سے یاد کرو، ان کے احسان کو تسلیم کرو۔

② ان کے لیے دعا کرو...... نتیجۃً اللہ تعالیٰ ان کے درجات بھی بلند کرے گا اور تمہیں

بھی اجر وثواب سے نوازے گا۔

سامعین کرام! اس حدیث کی روشنی میں ہم سب کو اپنے اپنے معاملات بہتر کرنے چاہئیں اور اپنے مسلمانوں کے لیے ہمہ وقت اپنا دامن وسیع رکھنا چاہیے ایسا کرنے سے کبھی کمی نہیں آتی۔ بلکہ یہی جذبات عمر، عمل اور رزق میں خیر وبرکت کا باعث ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت وتوفیق کو لازم فرما دیتے ہیں اور اس حدیث سے ایک دوسری بات یہ سمجھ آتی ہے کہ اپنے مخلصوں کی قدر کرنی چاہیے، صاحبِ اخلاص دوست، ساتھی اور رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ جذبات میں آ کر ہم اپنے مخلصوں، محسنوں اور پیاروں کی عزت کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ حدیث یہ بھی تربیت کرتی ہے کہ اپنے محسنوں اور مخلصوں کے قدردان بنو اسی میں تمہاری خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عظیم حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے اسلاف

جیسا کہ آپ سن چکے ہیں کہ اخلاص ہی نیک عمل کی روح ہے انبیاء ورسل کے حقیقی وارث آئمہ ومحدثین رحمہم اللہ بھی حد درجہ مخلص لوگ تھے اور ہمارے اسلاف نے حسن اخلاص کی ایسی ایسی مثالیں قائم کی ہیں کہ عقلیں ان کو ماننے سے دھنگ رہ جاتی ہیں، اخلاص کے حوالہ سے ہمارے اسلاف کے کردار واقوال کی ایک جھلک سماعت فرمائیں۔

جسے دکھانا تھا اس نے دیکھ لیا

سب سے پہلے شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ انسان نیک عمل نہ کر پائے، لیکن اگر وہ نیک عمل کی سعادت حاصل کر لے تو وہ پھر بھی ہمت نہیں ہارتا، بلکہ ریاء، دکھلاوا اور عدم خلوص کے ذریعے بندے کے نیک عمل کو باطل کر دیتا ہے۔

ایک ممتاز عالم دین اور محدث کو ان کی اہلیہ کہنے لگیں، حضرت صاحب ہماری شادی ہوئی ہے آپ نے کبھی کوئی پسندیدہ کھانا مجھ سے نہیں بنوایا جو معمول کے مطابق گھر میں پکتا ہے آپ شکر الحمد للہ کہہ کر تناول کر لیتے ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے

خدمت کا موقع دیں، اپنی پسند بتائیں جو میں تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں، حضرت صاحب نے اپنی پسند بیان فرمائی، اہلیہ نے دو تین گھنٹے خوب محنت کر کے حضرت صاحب کے لیے ان کی پسندیدہ ڈش تیار کر دی، چنانچہ جب حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے تھالی پکڑ کر گھر کے باہر سامنے ایک خالی پلاٹ میں بیٹھے ہوئے نیم پاگل شخص کو دے دی، اس نے کھا لیا اور کچھ گرا دیا اور حضرت صاحب پلیٹ واپس لے آئے یہ سارا ماجرا انکی اہلیہ دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھیں، کہنے لگیں میرے سر کے تاج! میں نے آپ کے لیے اتنی محنت سے کھانا تیار کیا، آپ کی پسند آپکی خدمت میں پیش کی مگر آپ نے تھوڑی سی کھا کر باقی سب ایک بے وقعت شخص کو کھلا دی جس سے کل کوئی مفاد بھی نہیں اور آپ کو کوئی دیکھ بھی نہیں رہا تھا، حضرت صاحب فرمانے لگے: اے اللہ کی بندی! میں اس شخص کو کھلا کر جس کو دکھلانا تھا اس نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے وہ میرے عمل کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ سبحان اللہ۔ قارئین کرام! آج ہمیں بھی ہر کام دکھاوے کے لیے نہیں کرنا چاہیے بلکہ جہاں تک ممکن ہو اپنی نیکی کو چھپائیں تا کہ اخلاص سے کیا ہوا پوشیدہ عمل قیامت کے روز آپکی نجات اور کامیابی کا باعث بن جائے۔

مخلص اساتذہ کا ایک انداز

جو کام بھی پورے اخلاص سے کیا جائے اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی ضرور عطا فرماتے ہیں، بلکہ اخلاص والا عمل ہی باعث برکت ہوتا ہے آج اساتذہ مخلص رہے اور نہ ہی شاگردوں میں اخلاص کی جھلک نظر آتی ہے، کبھی دور تھا کہ اساتذہ، حضرات محدثین کرام دن بھر طلباء کو محنت کرواتے، ان میں علمی و تحقیقی اور انقلابی شعور پیدا کرنے میں سارا دن مصروف عمل رہتے اور جو طلباء ذہنی اعتبار سے کچھ کمزور ہوتے تو ان کے لیے راتوں کو اٹھ کر دعا کرتے، کہ یا اللہ! فلاں میرے شاگرد کو سبق اچھی طرح یاد نہیں ہوتا اے اللہ! اس کے حافظہ میں برکت فرما دے۔

فرمان ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اخلاص کے متعلق فرماتے ہیں:

"اِذَا اَخْلَصَ الْعَبْدُ انْقَطَعَتْ عَنْهُ كَثْرَةُ الْوَسَاوِسِ وَالرِّيَاءُ
[مدارج السالکین ۲/ ۹۶]

جب انسان مخلص ہو جاتا ہے، اس کے دل میں اخلاص اپنی جڑیں مضبوط کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے مخلص شخص سے وسوسات اور ریاء کو ختم فرما دیتے ہیں، اور وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ مگر شاید آج ہم کو وسوسات اور ریاکاری کی جڑیں کاٹنے کا شوق ہی نہیں بلکہ ہم شہوات وسوسات اور دکھلاوے کے درخت کی باقاعدہ آبیاری کرتے ہیں۔

امام عالی مقام کا فرمان

امام مکحول رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَا اَخْلَصَ عَبْدٌ قَطُّ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ [مدارج السالکین : ۲/ ۹۶]

جو خوش نصیب اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے چالیس دن اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے، ہر عمل اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتا ہے، اللہ اس کے دل پر دانائی کے چشمے جاری فرما دیتے ہیں اور وہ زبان سے بہنا شروع ہو جاتے ہیں، ہم نمازیں بھی ادا کرتے ہیں اور قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور ہماری دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور نہ ہی ہم جرائم سے باز آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری عبادتیں عادتیں بن چکی ہیں۔ اگر سچا خلوص ہمہ وقت ہماری نگاہوں کے سامنے رہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں صرف اور صرف اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے کے لیے کر رہا ہوں۔ تو انسان عبادت کے بعد کبھی برائی کا شوق نہ رکھے۔

ولی کامل کی بے مثال بات

امام ابوالحسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو آدمی مخلص ہے، وہ زندگی بادشاہوں کی طرح گزارتا ہے، اخلاص کا سب سے زیادہ فائدہ اسے یہ ہوتا ہے کہ اسے کسی تعریف کرنے والے کی تعریف تکبر میں مبتلا نہیں کرتی اور کسی مذمت کرنے والے کی مذمت سے نادم ہو کر

عبادت ترک نہیں کرتا اور دنیا والوں کی باتوں سے پریشان بھی نہیں ہوتا، اسے معلوم ہے کہ میں جس اللہ کے لیے عمل کر رہا ہوں، چاہے کوئی تعریف کرے یا مذمت اس نے قبول کر لینا ہے، اللہ اس کے دل کو قرار عطا فرماتے ہیں۔ ہمارے اخلاص کا یہ حال ہے کہ ہم چند سال کہیں عبادت کر لیں اور قرآن پڑھائیں اور اتفاقاً کسی سے معمولی جھگڑا ہو جائے تو ہم کہتے ہیں کہ مجھے محنت کر کے کیا ملا؟ یاد رکھو! جاہل لوگ دنیا والوں سے شاباش کے خواہش مند ہوتے ہیں، آیئے! اپنی نیکیوں کو اس طرح برباد مت کیجیے اور اپنی نیکیوں کا صلہ دنیاداروں سے نہ مانگیے بلکہ اپنی نیکیوں کے صلہ کو اللہ سے مانگیے اللہ بہترین صلہ عطا فرمائیں گے۔

نیکیوں کو چھپانا اخلاص کی دلیل ہے

عموماً نیک لوگوں میں عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر مجلس میں اپنے نیک اعمال کی داستان سنانا شروع کر دیتے ہیں شاید مقصد یہ ہو کہ لوگ میری نیکی کی وجہ سے میرے قدردان بن جائیں جب کہ ایک مخلص شخص ہمیشہ اپنے نیک اعمال کی حتی الوسع چھپا کر رکھتا ہے معاشرے میں قبولیت رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے نہ کہ نیک اعمال کا چرچا کرنے سے، حضرت ابو حازم سلمہ بن دینار رحمہ اللہ کیا خوب فرماتے ہیں:

اُكْتُمْ حَسَنَاتِكَ كَمَا تَكْتُمُ سَيِّاٰتِكَ [العبر من فوائد السير : ١٠٣]

''اپنی نیکیوں کو اسی طرح چھپاؤ جس طرح تم اپنی برائیوں کو چھپاتے ہو۔''

سامعین حضرات! اس جلیل القدر محدث کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ مجلسوں اور محفلوں میں بیٹھ کر اپنی عبادات کی داستانیں سنانا اور دین کے لیے پیش کی ہوئی قربانیوں کو بڑھ چڑھ کر بیان کرنا اور اپنے اخلاص اور اپنی محنت کی شاباش لینا یہ سراسر اخلاص کے منافی ہے۔ اللہ والے ہمیشہ نیک اعمال کا سرمایہ دنیاداروں سے چھپا کر رکھتے ہیں آخر میں دعا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

❀❀❀

خطبہ:2

اخلاص اور مخلص لوگوں کی نشانیاں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ﴾ [مؤمنون: ٢٣/ ٦٠]

''اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر جاتے ہیں، بیشک وہ اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

حمد وثنا کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لا شریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

اخلاص کا معنی ہے صاف کر دینا اور ممتاز کر دینا، جو عمل صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے اور اسی کی خوشنودی مقصود ہو، اسے اخلاص والا عمل کہتے ہیں، اللہ تمام کاموں میں سے صرف اسی کو اچھا سمجھتے ہیں جو کام آدمی اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتا ہے، چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی اگر اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا جائے تو اللہ اس کا بھی ثواب زیادہ عطا کرتے ہیں، بڑے سے بڑے کارنامے کو اللہ صرف اس وجہ سے کہ اس میں اللہ کی خوشنودی مراد نہیں رائیگاں وضائع کر دیتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی کے کام کرنے کا مقصد اللہ کو راضی کرنا ہے اور دین کے نام کو روشن کرنا ہے، اور ساتھ یہ بھی چاہتا

ہے کہ اس کا نام بھی روشن ہو اور اس کا تذکرہ کیا جائے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ صرف وہ اعمال قبول کرتے ہیں جو اس کو راضی کرنے کے لیے کیے جائیں، دنیا کے مفاد اور شہرت کے لیے جو بھی عمل کیا جائے اللہ ثواب سے محروم کر دیتے ہیں۔

حدیث طیبہ کے متن پر غور فرمائیں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَرَاَیْتَ رَجُلاً غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ مَالَهُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشَیْءٌ لَهُ فَاَعَادَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِیَ بِهِ وَجْهُهُ))

[سنن النسائي، سلسله احاديث صحيحه: ٥٢]

”ایک شخص بارگاہ نبوت میں آیا اور اس نے کہا: اس شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال جو جہاد اس لیے کرتا ہے کہ اس کو اجر کے ساتھ دنیا کی شہرت بھی ملے؟ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: ایسے مجاھد کو کچھ نہیں ملے گا اللہ تو صرف وہی عمل قبول فرماتے ہیں جو خالص ہو اور اس کی رضا جوئی کے لیے کیا گیا ہو۔“

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اخلاص میں ذرہ بھر ملاوٹ عمل کو برباد کر دیتی ہے۔

جہاد جیسا عظیم عمل بھی برباد

بلاشبہ جہاد افضل ترین اور مبارک ترین عمل ہے لیکن اگر خلوص میں ذرہ برابر فرق آجائے تو اللہ تعالیٰ اس عظیم عمل کو بھی برباد فرما دیتے ہیں اس سلسلہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں:

((سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ یُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَیُقَاتِلُ حَمِیَّةً وَیُقَاتِلُ رِیَاءً اَیُّ ذٰلِكَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؟))

”آپ ﷺ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو بہادری، غیرت یا شہرت کیلئے جہاد لڑتا ہے ان تینوں میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا، جہاد

کرنے والا کون ہے؟ (آپ ﷺ نے فرمایا: ان تینوں میں سے کوئی مجاھد فی سبیل اللہ نہیں، سب اجر سے محروم ہیں ہاں:)

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

''جو صرف اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے (لڑا وہی مجاھد ہے) اور وہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔'' [بخاری/ العلم:۱۲۳ ومسلم/الامارۃ:۱۹۰۴]

سامعین کرام! آج بھی جہاد کا نام لیا جا رہا ہے لیکن کئی تنظیمیں اس کے پس پردہ اپنے مفادات حل کر رہی ہیں، جہاد کے نام پر خوب کمائی ہو رہی ہے ہماری تہہ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلص جہادی تنظیموں کی مدد فرمائے، انکی نصرت کے لیے آسمان سے سکینت نازل کرے اور محض مفادات کی جنگ لڑنے والوں کو خلوص ،للّٰہیت اور اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے۔ آمین قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے تو ایسی نشانیاں موجود ہیں جن کو پڑھ کر پتہ چلتا ہے، فلاں مخلص ہے اور فلاں مخلص نہیں ہے، کون رب کے لیے جی رہا ہے اور کون دین کے نام پر دکانداری کر رہا ہے۔

صاحب اخلاص کی پہچان

اللہ جل شانہٗ نے دنیا کا نظام کچھ اس طرح تشکیل دیا ہے کہ ہر چیز اپنی علامات سے پہچانی جاتی ہے، رنگ، بُو، ذائقہ اور چیز کا حجم اس کی پہچان کرواتا ہے اسی طرح جو رب والے ہوتے ہیں اور ان کی زندگی کا اولین مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے وہ بھی اپنے معاملے، عادات اور طور طریقوں سے باآسانی پہچان لیے جاتے ہیں:

① ایسے لوگ کام کی نوعیت وکیفیت کو نہیں دیکھتے، بلکہ جس کام میں خوشنودی الٰہی کی خوشبو آئے، بظاہر وہ کتنا حقیر کیوں نہ ہو معاشرہ کی نظروں میں کس قدر کم وقعت والا کیوں نہ ہو، وہ بلا جھجک کر گزرتے ہیں۔ مخدوم کے روپ میں کم جبکہ خادم کے روپ میں زیادہ نظر آتے ہیں۔

② بڑے سے بڑا نیک عمل کر کے بھی وہ جلالت خداوندی اور عذاب آخرت سے ڈرتے

رہتے ہیں، نیکیاں کرنے کے بعد ان میں عُجب، کبر اور جھوٹی بڑائی کے جذبات پیدا نہیں ہوتے۔

③ ان کا باطن ان کے ظاہر سے ہزار درجے بہتر ہوتا ہے جب وہ اہل دنیا سے کٹ کر عرش وفرش کے مالک اللہ جل جلالہ کے سامنے تنہائی میں ہوتے ہیں تو ان کی عبادت کے انداز دیکھ کر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔

آج اسی حوالہ سے چند مثالیں اور گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ رب تعالیٰ ہم سب کو خلوص کی نعمتِ عظمیٰ سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

اخلاص والوں کی پہلی نشانی

میں اخلاص والوں کی چند نشانیاں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں، پہلی نشانی یہ ہے کہ جس آدمی نے دین کو اخلاص کے ساتھ قبول کیا ہے، جس کے اندر صرف رب کی رضا ہے وہ سب سے زیادہ محبت اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کرتا ہے اور اسے انکی محبت میں اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ کام بھی کرنا پڑے تو وہ اس میں عار محسوس نہیں کرتا بلکہ وہ کام کر گزرتا ہے، کیونکہ اس کی سوچ اور مطلوب، مقصود بہت بلند ہے کہ مجھے یہ کام کر کے اللہ کو راضی کرنا ہے، وہ کام کی کیفیت اور لوگوں کی باتوں اور برادری کے طعنوں کو سامنے نہیں رکھتا، اس کی نگاہ اللہ کی رضا اور خوشنودی کی طرف ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اندر اس قدر اخلاص تھا کہ اگر آپ کو اپنے صحابہ کے ساتھ مل کر مزدوری بھی کرنی پڑی اور اینٹیں بھی اٹھانی پڑیں تو آپ نے اس کام میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کی۔ آپ ﷺ نے اس قدر اخلاص کے ساتھ اپنے اللہ کو راضی کیا صحیح البخاری کتاب بدء الخلق میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے اور دو یتیم بچوں سے مسجد کے لیے جگہ خریدی اور صحابہ کرام نے بڑی محبت اور اخلاص کے ساتھ اس مسجد کو بنانا شروع کر دیا اور اللہ کو راضی کرنے کے لیے مزدوری بھی خود ہی شروع کر دی تو نبی کریم ﷺ بھی صحابہ کے ساتھ مل کر مزدوری کر رہے ہیں اور اپنے کندھوں پر مٹی اور گارا اٹھا رہے ہیں، اور ساتھ ہی نبی کریم ﷺ کی زبان پر یہ کلمات بھی جاری ہیں:

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ
فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ [صحیح بخاری]

اللہ اصل میں اجر تو آخرت کا اجر ہے انصار اور مہاجرین دونوں ساتھیوں کو معاف فرما، اللہ میرے مخلص جانثاروں کو معاف فرما۔ نبی کریم ﷺ دین کے ساتھ اتنے مخلص تھے کہ دین کے لیے مزدوری کرنے میں عار محسوس نہیں کی بلکہ اپنے کندھوں پر گارے اور مٹی کو اٹھایا ہے، اللہ والے بظاہر کم سے کم تر کام بھی اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتے ہیں اور عار محسوس نہیں کرتے انکا تذکرہ اللہ نے قرآن میں کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی یہی تربیت کی ہے اللہ کی رضا کے لیے جو کام بھی کرنا پڑے کر گزرنا ہے۔

خندق کے موقع پر

صاحب اخلاص کام کی کیفیت و نوعیت نہیں دیکھتا کہ یہ کام کم تر لوگوں کے کرنے والا ہے میں کیوں کروں، بلکہ اس کے سامنے ایک بلند و بالا منزل ہوتی ہے وہ صرف رضائے الٰہی کی بلندی پانے کے لیے بظاہر معمولی سے معمولی کام بھی کر گزرتا ہے، آپ بلاشبہ جنگ خندق کو مسلمانوں کے لیے نہایت خطرناک جنگ کہہ سکتے ہیں کہ جب اہل اسلام کو مٹانے کے لیے، مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لیے پورا کفر اکٹھا ہو چکا تھا، بالآخر جب خندق کھودنے کا وقت آیا تو آپ ﷺ گھر میں نہ بیٹھے رہے، یا صرف کھدائی کی نگرانی میں مصروف نہ رہے بلکہ آپ کا جذبہ اخلاص دیکھنے کے لیے صحیح بخاری کا مطالعہ فرمائیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ الْاَحْزَابِ یَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَی التُّرَابُ بَیَاضَ بَطْنِہٖ)) [صحیح بخاری/المغازی]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ خندق والے دن مٹی منتقل کرتے دیکھے، آپ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ مٹی نے آپ ﷺ کے گورے گورے پیٹ مبارک کو چھپا رکھا تھا یعنی مٹی سے آپ ﷺ کا پیٹ نظر نہیں آتا تھا۔"

سامعین کرام! ایک طرف آپ ﷺ کا جذبہ اخلاص دیکھیں اور دوسری طرف اس پیاری مٹی کا نصیب دیکھیں جس نے آپ ﷺ کے بطن مبارک کو ڈھانپنے کی سعادت حاصل کی، میں ایسی مٹی پر کروڑوں من سونا قربان کردوں۔ اللہ والوں کی، اخلاص والوں کی پہلی نشانی یہی ہے کہ وہ حصول رضا کے لیے بظاہر کم تر کام کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے، توجہ فرمائیں! آپ کی شان وشوکت اور عظمت کا مقام یہ ہے کہ آپ کے سر پر نبوت ورسالت کا تاج ہے اور اخلاص کا عالم یہ ہے کہ رضائے الٰہی کے لیے پیٹ پر مٹی اور گردوغبار ہے۔

مسلمانو! ہمارے قائدین جب تک اس حد تک مخلص نہیں ہوتے ہماری اصلاح ہوسکتی ہے نہ ہی اسلامی انقلاب آسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے سیاسی اور مذہبی لیڈروں کو مفادات کی دلدل سے نکل کر خالصتاً اللہ کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیر دل قائد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایمانی غیرت اور شخصیت کی جلالت سے کون واقف نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ بھی اخلاص، تواضع اور خلوص کی بلندی پر فائز تھے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَیْتُ عمرَ بنَ الخطّابِ رضی اللہ عنہ عَلٰی عَاتِقِهٖ قِرْبَةُ مَاءٍ فَقُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا یَنْبَغِیْ لَكَ هٰذَا، فَقَالَ رضی اللہ عنہ لَمَّا اَتَانِی الْوُفُوْدُ سَامِعِیْنَ مُطِیْعِیْنَ، دَخَلَتْ نَفْسِیْ نَخْوَةٌ فَأَرَدْتُ اَنْ اُكْسِرَهَا۔ [تهذيب مدارج السالكين: ٤٩٧]

”میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ کے کندھے پر پانی کا مشکیزہ تھا تو میں نے کہا اے امیر المومنین! یہ آپ کی شان کے لائق نہیں ہے آپ نے فرمایا جب میرے پاس بڑے بڑے وفد مطیع فرمانبردار ہو کر آئے تو میرے دل میں تھوڑی سی نخوت پیدا ہوئی، میں اس کو ختم کررہا ہوں۔“

سامعین کرام! اندازہ فرمائیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ

ساتھیوں کا کیا حال تھا کہ وقت کی بادشاہت کا تاج سر پر ہے خدمت گزار اشارے کے منتظر ہیں مگر وہ اخلاص، سچائی اور خلوص کی اس قدر بلندی پر تھے وہ اپنے ذاتی کام کاج میں ذرہ بھر عار محسوس نہیں کیا کرتے تھے اور وہ ظاہری رکھ رکھاؤ، بناوٹ اور تکلف کو اخلاص کے منافی سمجھتے تھے۔

ہمارے اسلاف

آپ ﷺ کے بعد ہر صحابی اور تابعی میں آپ کو یہ نشانی مکمل نظر آئے گی، کہ انہوں نے کبھی اپنے آرام کو دینی کاموں پر ترجیح نہیں دی، وہ کبھی دنیاوی مفاد دیکھ کر نہیں نکلے بلکہ ساری زندگی رضائے الٰہی اور خدمت انسانیت کے لیے کھپا دی۔ بڑے اختصار سے میں ماضی قریب کے بہت بڑے محدث حضرت نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ آپ وقت کے بلند پایہ امام تھے مگر سادگی واخلاص کا عالم یہ تھا کہ دن بھر بخاری پڑھاتے اور رات کو اسٹیشن پر جا کر قلی بن کر، مسافروں کا سامان منزل مقصود تک پہنچاتے اور جو پیسے روپے جمع ہوتے وہ طلباء حدیث پر خرچ کر دیتے۔ یہ راز اس دن کھلا جب ایک طالب علم کا سامان اٹھا کر آپ مدرسہ آئے، تو کلاس میں بیٹھے طالب علم نے پہچان لیا کہ رات کو میرا سامان اٹھا کر لانے والے تو یہی بزرگ تھے۔ اللہ اکبر

اسی طرح آپ ہی کے شاگرد حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کے اخلاص کا عالم یہ تھا کہ جب امام نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے پاس حدیث پڑھنے گئے تو وہاں کھانے کا اہتمام نہ تھا، تو آپ ہر طالب علم کا بچا ہوا لقمہ اٹھا کر کھا لیتے، اسی طرح تعلیم حاصل کرتے رہے حتی کہ حدیث رسول ﷺ کے عظیم امام بن گئے، معلوم ہوا کہ صاحب اخلاص لوگ رضائے الٰہی کے لیے بظاہر گھٹیا سا کام کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہی جذبہ نصیب فرمائے۔ آمین!

مخلصین کی دوسری نشانی

مخلصین کی دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ نیک عمل کرکے اللہ سے ڈرتے ہیں اس پر

فخر وتکبر نہیں کرتے بلکہ وہ سب کچھ کر کے بھی یہی کہتے ہیں ہم نے کچھ نہیں کیا، انبیاء ورسل سے لیکر ہر مخلص شخص میں آپ کو یہ خوبی نمایاں نظر آئے گی، جبکہ جن دلوں میں اخلاص نہیں ہوتا محض عادت کے طور پر عبادت کے عادی ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو بڑا ہی باکمال اور بے مثال سمجھنا شروع کر دیتے ہیں، نیکی کا خمار ایسا چڑھتا ہے کہ دوسرے کو انسان ہی نہیں سمجھتے، آیئے اس حوالہ سے اپنی تربیت کریں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل آیت کے متعلق سوال کرتی ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاآتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ﴾ [مؤمنون: ٦٠/٢٣]

”کئی اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے اللہ کی طرف لوٹ کر بھی جانا ہے۔“

عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

﴿اَلَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ﴾

کیا یہ لوگ شرابی ہیں یا چور ہیں جن کی صفت بیان ہوئی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لٰكِنِ الَّذِيْنَ يَتَصَدَّقُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَلٰكِنْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ))

[جامع ترمذی: ٤١٧٥]

جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور نمازیں ادا کرتے ہیں، اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں، یہ نمازیں بھی ادا کرتے ہیں اور صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں، اور ڈرتے بھی ہیں، کہ کہیں اللہ ان کے اعمال ضائع نہ کر دے، تمام اعمال کر کے بھی اللہ سے ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہ ہوئے ہوں، بہت زیادہ نیکیاں کرتے ہیں اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، جن کے دل میں اللہ کے لیے اخلاص موجود ہے وہ تمام اعمال کر کے بھی اللہ سے ڈرتے ہیں، شاید اللہ نے اجر نہ دیا ہو۔

ولی کا طرزِ فکر

اللہ کا ایک نیک آدمی گھر سے چلا کہ میں اللہ کے ولی کی زیارت کرتا ہوں جب ان بزرگوں کے پاس پہنچا تو ملاقات کے بعد واپسی پر عرض کی کہ مجھے کوئی وصیت فرما دیں، اللہ کا ولی کہنے لگا کہ میں نے تمہیں کیا وصیت کرنی ہے۔ میں تو خود ہر وقت ڈرتا ہوں کہ پتہ نہیں میرے اللہ نے میرے اعمال قبول بھی کیے ہیں یا نہیں، میرے اعمال کہیں اللہ نے ٹھکرا نہ دیئے ہوں، میرے اعمال کا اجر بھی دیا ہے یا نہیں، معلوم ہوا کہ اللہ والے اور اخلاص والے نیکیاں کرنے کے باوجود ڈرتے رہتے ہیں اور اپنا محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔

باوجود نیک اعمال کے صحابہ کا ڈر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین اسلام پر سب کچھ لٹا کر بھی یہی کہا ہم نے کچھ نہیں کیا جس صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دیتے ہوئے پکا جنتی قرار دیتے ہیں۔ اس کا ڈر اور خوف عام صحابہ سے زیادہ ہوتا، آپ خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ کی سیرت پڑھ کر دیکھیں آپ حیران ہونگے کہ یہ لوگ ہر طرف نیکیوں کے انبار لگانے کے باوجود کیسے ڈرتے رہتے تھے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہنے لگے: اے میرے بھائی صدیق! میں تو منافق ہو گیا ہوں میرے دل میں نفاق پیدا ہو گیا ہے، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حنظلہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی کہنے لگے: کہ میری بھی یہی کیفیت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتا ہوں تو میرے دل کی کیفیت بھی یہی ہوتی ہے، یہ بات کر کے دونوں صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرہ بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھیو! جو کیفیت تمہاری میری مجلس میں ہوتی ہے اگر تمہاری یہی کیفیت گھروں میں جا کر رہے تو آسمانی فرشتے تمہارے ساتھ آ کر مصافحہ کیا کریں، کوئی بات نہیں مومن کا ایمان قرآن وحدیث سن کر بڑھ جاتا ہے اور اگر مومن کا ایمان قرآن وحدیث کی چھتری سے دور ہو جائے اور چند ایام خالی گزر جائیں تو ایمان میں کمی آ جاتی ہے اور اس بات پر اللہ تعالی مؤاخذہ نہیں کریں گے۔ [صحیح المسلم/التوبۃ: ۲۷۵۰]

مخلصین کا قرآن اس انداز سے تذکرہ کرتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ﴾ [مؤمنون: ٦٠/٢٣]

کئی اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے اللہ کی طرف لوٹ کر بھی جانا ہے، ہر نیک عمل بھی کرتے ہیں، وَلٰكِنْ يَخَافُونَ اس کے باوجود اللہ سے ڈرتے ہیں، اپنی نیکیوں پر فخر و غرور اور تکبر نہیں کرتے، یہ اخلاص والوں کی دوسری نشانی ہے۔

مدرسہ نبوت کے پہلے شیخ الحدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو ساری زندگی احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہے جب آخر عمر بیمار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا ساتھی نے کہا: مَا يُبْكِيكَ آپ کو کس چیز نے رُلا دیا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

”لَا أَبْكِي عَلَىٰ دُنْيَاكُمْ هَذِهِ، وَلٰكِنْ أَبْكِي عَلَىٰ بُعْدِ سَفَرِي وَقِلَّةِ زَادِي“ [شرح السنة للبغوي: ٣٧٣/١٤]

میں اس دنیا پر نہیں رو رہا بلکہ سفر آخرت کو دیکھ کر رو رہا ہوں کہ سفر بہت لمبا ہے اور میرے پاس نیکیوں کا زادِ راہ بہت کم ہے، معلوم ہوا بکثرت نیک اعمال کرنے کے باوجود خوف زدہ رہنا، ڈرتے رہنا اور قبولیت کی فکر کرنا اہل اخلاص کی خاص نشانی ہے۔

مخلصین کی تیسری نشانی

تیسری نشانی یہ ہے کہ باطن ظاہر سے زیادہ پاک ہوتا ہے اور انکی تنہائیاں آنسوؤں سے مالا مال ہوتی ہیں اور جنہوں نے اللہ سے پیار کر لیا یہ نماز ادا کرتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں اور ان میں رو رو کے اللہ کو راضی کرتے اور جب لوگوں کے سامنے آتے تو عام نماز ادا کرتے، لیکن تنہائیوں میں اللہ کے سامنے گر کر معافیاں مانگتے، اخلاص والے لوگ دکھلاوے سے بہت زیادہ بچتے ہیں۔

اخلاص کی ایک جھلک

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے بڑے نیک آدمی تھے قرآن کی تلاوت کرتے تو بہت زیادہ روتے اور جب دیکھا کہ کوئی ملنے کے لیے آرہا ہے تو قرآن پاک بند کر کے رکھ دیتے اور اپنی آنکھوں کو صاف کر لیتے تا کہ اس کو معلوم نہ ہو کہ میں اللہ کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ (سلاح اليقظان لطرد الشيطان/٥٦)

اللہ والوں کا باطن ظاہر سے زیادہ پاکیزہ ہوا کرتا ہے، ان کی خلوت اور جلوت دونوں پاک ہیں اور نیکیاں کر کے بھی اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور تنہائی میں تلاوت

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور اس مقام پر پہنچے:

﴿ هَذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴾

[المرسلت: ٣٦/٧٧]

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کسی کو بھی بولنے کی اجازت نہیں دیں گے، جو باغی اور نافرمان ہیں وہ اس دن معذرت کریں گے اور معافیاں مانگیں گے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اندر اللہ کا ڈر اور اخلاص اس قدر تھا کہ اس آیت پر پہنچے تو فَغَشِيَ عَلَيْهِ قرآن پڑھ کر بے ہوشی طاری ہوگئی، وقت کے امام ہیں اور اللہ کا ڈر اس قدر کہ رو رو کر بے ہوش ہو گئے، آج جن کی زبانیں بہت زیادہ چلتی ہیں اور باتیں کرتے کرتے وہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتے، ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ لوگ رو رو کر اللہ سے معافیاں مانگیں گے مگر اللہ انکی معذرت کو اپنی بارگاہ میں قبول نہیں کریں گے۔

مشہور ولی کا اخلاص

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ اللہ کے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے کہ اس مقام پر پہنچے:

﴿ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ [المطففين: ٦/٨٣]

وہ کیسا دن ہوگا جب لوگ اللہ کی عدالت میں کھڑے ہوں گے فَخَرَّ خَاشِعًا تو بے ہوش ہو کر گر گئے، آج ہم غور کریں کہ وہ بھی قرآن پڑھتے تھے اور ہم بھی قرآن پڑھتے اور

نیکیاں کرتے ہیں فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ وہ نیکیاں اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرتے تھے ور اپنے اللہ کو راضی کرنے کی سوچ رکھتے تھے، لیکن ہم بوجھ یا عادت سمجھ کر نیک اعمال کرتے ہیں۔

ایک مخلص شخص کا اللہ سے بے مثال تعلق

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب سیر اعلام النبلاء میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ روضۃ من ریاض الجنۃ میں نماز تہجد پڑھ رہے تھے تو آپ نے اچانک ایک شخص دیکھا کہ وہ ایک ستون کے ساتھ اپنے سر کو جھکائے ہوئے بڑی رقت آمیزی کے ساتھ یہ دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ! لمبے عرصے سے بارش نہیں ہو رہی اور لوگ بارش کے قطرات کو ترس چکے ہیں مجھے تجھے قسم دیتا ہوں کہ لازماً بارش نازل فرما۔ امام محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ اس اللہ کے بندے کا دعا کرنا ہی تھا کہ اِذْ اَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ اچانک ایک بدلی آئی اور پورے مدینے میں بارش ہونا شروع ہوگئی۔ امام صاحب نے جب اس نیک شخص کی دعا کی قبولیت کو دیکھا تو بہت متاثر ہوئے اور نمازِ فجر ادا کر کے اس شخص کے پیچھے چل دیے۔ چنانچہ وہ ایک گھر میں داخل ہوا آپ نے وہاں نشانی لگائی اور واپس آ کر نوافل اور ذکر سے فارغ ہو کر دوبارہ اس کے پاس گئے دروازے کو دستک دی اور سلام کہہ کر اجازت طلب کی اور فرمایا: كَيْفَ اَصْبَحْتَ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ تو نے کیسے صبح کی ہے؟ اللہ تیرے تمام معاملات کو بہتر کرے۔

امام صاحب فرماتے ہیں وہ اپنے کام کاج میں مصروف رہا اور اس نے میری طرف کوئی توجہ نہ کی۔ میں نے اس کے سامنے رات والی ساری حقیقت بیان کر دی اور کہا اے اللہ کے نیک بندے! تیرا سارا خرچہ میں اٹھاتا ہوں تو کام کاج چھوڑ کر ذکر و فکر اور امت کے لیے خیر و برکت کی دعا کیا کرو۔ وہ کہنے لگا حضرت صاحب! مجھے آپ کے عطیات کی ضرورت نہیں میری صرف ایک گزارش ہے آپ اللہ کے لیے اس کو قبول فرمالیں اور وہ میری گزارش یہ ہے کہ میرے اس تعلق باللہ کا ذکر کسی دوسرے سے نہ کریں۔ امام صاحب بیان کرتے ہیں چنانچہ میں اس کے مکان سے واپس آ گیا اور چند دنوں کے بعد جب پھر اس کو ملنے کے لیے گیا تو وہ شخص مجھے نظر نہ آیا۔

صاحبِ فکر نے کیا خوب لکھا

اے انسان! اپنے ظاہر کو، جسے تو نے مخلوق کے سامنے لے جانا ہوتا ہے، دیکھ تو کس قدر سنوارتا، نکھارتا ہے۔ خدا کو دکھانے کے لیے تیرے پاس صرف گناہ اور برے سے برے کرتوت ہی ہیں؟ کیا سب شرم تو نے مخلوق کے لیے بچا رکھی ہے، خالق کے سامنے شرم سار ہونے کا تجھے خیال نہیں آتا؟ کیا تجھے دیکھنے والوں میں سب سے کم وقعت صرف پیارا خالق ہی نظر آتا ہے؟ سوچ اسی نے تجھ کو پیدا کیا اور وہ ہی تیرے ہر سانس کا مالک ہے۔

لوگوں کی شرم سے عمل نہ کرو

یہ نہ ہو کہ آدمی لوگوں کے ساتھ مل کر مجلس میں بیٹھا تھا کہ شرم کی وجہ سے ساتھ ہی نماز پڑھنے چلا گیا، اور لوگوں کی عار کی وجہ سے نماز ادا کی لیکن جب گھر میں ہے تو کسی نماز کا بھی فکر نہیں ہے، جو تنہائی میں نماز کی فکر نہیں کرتا ایسا آدمی مسلمان نہیں منافق ہے، اور نیکی کا جذبہ نہیں رکھتا، اخلاص والے وہ لوگ ہیں جن کا ظاہر اور باطن دونوں پاک ہیں، اللہ نے قرآن میں اخلاص والوں کا اس طرح ذکر کیا اور ہمیں اس طرح اعمال کرنے کا حکم دیا ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾

اپنے اللہ کو رو رو کر پکارا کرو اور تنہائی کے عالم میں پکارا کرو تنہائی میں اپنے گناہوں کی معافیاں مانگا کرو، تنہائی میں اللہ کو راضی کر لیا کرو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی خلوت میں اپنے اللہ کو یاد کرتا ہے، اور اللہ کی ہیبت اور جلالت اور اللہ کے عذاب کو یاد کر کے اس نے رونا شروع کر دیا، اللہ کو اس کا ایک آنسو اتنا پسند ہے، کہ وہ قطرہ بعد میں گرتا ہے، اللہ اسے پہلے معاف فرما دیتے ہیں، آیئے! اپنی تنہائی کو پاکیزہ بنالیجیے، اپنے جسم کے اعضاء کو صحیح جگہ استعمال کریں جو اپنے والدین کے سامنے زبان درازی کرتا ہے نظر کو غلط جگہ استعمال کرتا ہے، اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے، اخلاص والوں کی نشانی یہ ہے کہ اخلاص والوں کا ظاہر اور باطن دونوں پاک ہوتے ہیں، تنہائیوں میں اتنا روتے ہیں کہ اپنے اللہ کو راضی کر لیتے ہیں، اور دنیا والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا، ائمہ اور محدثین کے حالات پڑھنے

سے معلوم ہوتا ہے، ان کے پاس مہمان آتے اور وہ رات کو آرام کر رہے ہوتے اور محدثین رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے اور کسی کو اس بات کی خبر بھی نہ ہوتی، ہمارے لیے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہم تنہائی میں اپنے اللہ کو کتنا پکارتے ہیں، دن رات گزرتے جا رہے ہیں اور ہم تنہائی میں اللہ کو کتنا یاد کرتے ہیں اور ہمارا ظاہر اور باطن کتنا پاک ہے، جیسے ہم ظاہر میں نیک ہیں کیا ہم باطن میں بھی اتنے ہی نیک ہیں؟ اگر تو اسی طرح ہے تو ہم سرخرو ہو جائیں گے وگرنہ اللہ کے عذاب سے بچنے کیلئے سامان کر لیجیے، لوگوں کے سامنے تو بڑے پرہیز گار اور متقی بنتے ہیں اور اندرون خانہ ہم اپنے اہل خانہ اور والدین اور ہمشیرگان کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھتے ہیں، جس کے کردار میں تضاد ہوگا وہ اللہ کی بارگاہ میں منافق بن کر اٹھے گا، نبی کریم ﷺ کی سیرت ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے نیک اعمال کیے ہوں گے، تو نے مجھے راضی کرنے کے لیے تمام نیک اعمال کیے تھے، اللہ پوچھیں گے کہ بتلا تجھے کیا چاہیے اور جو تو چاہے گا میں تجھے عطا کروں گا اور جس طرح تو نے مجھے خوش کیا اسی طرح میں تجھے خوش کر دونگا، یہ آدمی عرض کریگا کہ اللہ میرے اعمال قبول کر کے مجھے اپنے عذاب سے محفوظ فرما، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ اس کے اعمال قبول کر کے جنت عطا کریں گے۔

اخلاص کی قیمتی دولت پانے کے لیے

مسلمان کے پاس سب سے قیمتی دوات اخلاص ہے یہ دولت بغیر محنت، جستجو اور جدوجہد کے حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کو ہمیشہ اپنے آپ ان تینوں علامات اور نشانیوں کے ذریعے پرکھتے رہیں اور ساتھ ساتھ اللہ کے حضور رو رو کر التجا بھی کریں کہ اے الٰہ العالمین! مجھے اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما، اخلاص کی بھیک مانگتے رہنا اگر آپ کا معمول رہا تو اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی محروم نہیں کریں گے۔ اللہ والے ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَعْمَالِي كُلَّهَا صَالِحًا وَاجْعَلْ لِوَجْهِكَ

خَالِصًا وَلَا تَجْعَلْ لِأَحد فِيها حَظًّا ۔

"اے اللہ! میرے تمام اعمال نیک کردے اور اپنی ذات کے لیے خالص کردے اور میرے عملوں میں کسی غیر کا حصہ نہ کرنا (کہ میں کسی کی خوشنودی کے لیے نیک عمل کروں۔")

اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَا نِيَتِي صَالِحًا

"اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہت بہتر کردے اور میرے ظاہر کو بھی نیک کردے۔" یہ الفاظ مرفوع صحیح ثابت نہیں ہیں۔

اخلاص کا بدلہ دنیا میں بھی

اس دنیا میں بڑے بڑے لوگ آئے اور انہوں نے بڑے سے بڑا مقام حاصل کیا، لیکن جو شان وشوکت اور عزت صاحبِ خلوص لوگوں کو نصیب ہوئی کوئی بادشاہ بھی اس کا مقابلہ نہ کرسکا۔ سب مٹ گئے بالآخر پھنس گئے مگر خلوص والے آج کتابوں کے صفحات لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔ اللہ مخلص لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں بھی عطا کرتے ہیں، تین آدمی جب غار میں بارش سے بچنے کے لیے پناہ گزین ہوئے اور غار کا منہ بند ہوگیا تو انہوں نے اپنے اخلاص والے اعمال کا وسیلہ پیش کیا، اللہ میں اپنے والدین کے لیے ساری رات دودھ لیکر کھڑا رہا اور مجھے کوئی لالچ نہیں تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب پہلے نے اپنے اخلاص والے عمل کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ نے وہ پتھر ہٹادیا، جب انہوں نے اپنے اخلاص والے اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ نے ایسی مصیبت سے نجات دی کہ جس سے نجات ممکن نہ تھی، جو اللہ اتنی مصیبتیں دور کرسکتا ہے وہ ہمیں بھی پریشانیوں سے نجات دے سکتا ہے۔

آیئے! نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسوہ اور سیرت اپنائیں، اللہ کے حضور دعا ہے کہ ہمیں تنہائی میں رونے کی توفیق عطا فرمائے اور ساری زندگی تنظیم بازی اور برادری کے جھگڑوں میں نہ مبتلا رہیں، بلکہ اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خطبہ:3

موجودہ حالات اور استغفار کی اہمیت و برکت

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ﴾ [هود: ۱۱/ ۳]

”اے لوگو! ایک اللہ کی عبادت کرو بیشک میں اس کی طرف سے تمہیں ڈرانے اور بشارتیں سنانے آیا ہوں، اپنے پروردگار سے معافیاں طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو وہ تم کو دنیا کی بہترین زندگی عطا کریگا اور ہر صاحب فضل کو فضل بھی عطا کریگا۔ یاد رکھو! اگر تم نے استغفار نہ کیا اور اپنے رب کی طرف رجوع نہ کیا، میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تمہیں قیامت کے دن عذاب میں مبتلا نہ کردے۔“

حمد وثنا کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت بخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے

تمہیدی گزارشات

سامعین حضرات! حالات حاضرہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ منبر و محراب سے مسلمانوں کو یہ شعور ملنا چاہیے کہ جب حالات پسپائی، رسوائی اور دن بدن ذلت و پستی کی طرف بڑھتے چلے جائیں، بحیثیت مسلمان ایک نوجوان اور بوڑھے کا

کردار کیا ہونا چاہیے؟ اس ملک کو سنوارنے اور غلبہ اسلام کے لیے ہمیں کیا حصہ ڈالنا چاہیے؟ اوران حالات میں میرا اور آپ کا کردار کیا ہونا چاہیے؟ آج بھی اس حوالہ سے کچھ باتیں ہوں گی۔ ان شاء اللہ

سامعین حضرات! قرآن مجید ایک روحانی اور انقلابی کتاب ہے اس جملہ پر غور فرمائیں! کہ قرآن صرف عرب کے لیے مخصوص نہیں یا جس دور میں یہ نازل ہوا صرف اس کی ضرورتیں پوری نہیں کرتا بلکہ قیامت تک کے لوگوں کی تمام ضرورتوں کو اللہ کا قرآن پورا کرتا ہے، یہ انقلابی اور روحانی کتاب ہے قرآن مجید کے بعد جو قومیں سنہری اصولوں کو اپنے سامنے رکھ کر عزت وعظمت، شان وشوکت اور حکومت حاصل کرسکتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے وہ تمام سنہرے اصول بڑی تفصیل کے ساتھ قرآن مجید میں بیان کردیئے ہیں اور جن اسباب وعوامل اور وجوہات کی بنا پر قومیں ذلیل ورسوا ہوتی ہیں۔ انفرادیت سے لے کر اجتماعیت تک ذلت کا سامنا ہوتا ہے ان خرابیوں اور خامیوں کو بھی قرآن پاک نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

مثال کے طور پر ہمارا ملک پاکستان بنا تب سے لے کر آج تک کے حالات اگر آپ قرآن کی آیات سے تلاش کرنا چاہیں یا آپ میں سے کوئی سوچے کہ قرآن قیامت تک کے لیے اصول بیان کرتا ہے قوموں کی پستی اور عروج کی داستان بھی قرآن بیان کرتا ہے، کیا قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب پاکستان بنا تو حالات کیا تھے؟ یا قرآن تعمیر پاکستان کے حالات کا کس انداز میں بیان کرتا ہے؟ یا موجودہ حالات کا ذکر قرآن کس انداز سے کرتا ہے؟ مندرجہ ذیل آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حالات آج سے کئی سو سال پہلے بیان فرمائے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [انفال: ۸/۲۶]

”جب تم تعداد میں بہت کم تھے اس وقت کو یاد کرو اور زمین میں تمہاری

حیثیت بھی نہ تھی (یعنی بہت کمزور تھے) تمہیں ہر وقت ڈر لگا رہتا تھا، تو اللہ
نے تمہیں زمین عطا کی (یعنی آزادی دی) اور اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کیا
(یعنی تمہیں ایٹم بم عطا کیا) اور چاروں طرف رزق کی فراوانیاں کر دیں
تاکہ تم اللہ کے شکر گزار بندے بن جاؤ۔''

قرآن نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کی پوری پوری تفصیل اور تصویر کشی کی ہے اس آیت کے تناظر میں آپ پاکستان بننے سے قبل کے حالات کا مطالعہ فرمائیں کہ ہندو اور سکھ کس طرح مسلمانوں پر ظلم کرتے تھے ان کو جانی اور مالی نقصان پہنچا کر کس قدر بے دردی سے ان کی عزت و آبرو کو پامال کرتے تھے ہندو درندوں نے ہمارے آباء واجداد پر ایسے ایسے ظلم کیے کہ سابقہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے آپ حیران ہونگے کہ چک سادھوانڈیا میں ہماری ماؤں کے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک کیا گیا کہ ان کی گودوں سے بچوں کو چھین کر، ان کی جھولیوں سے معصوموں کو کھینچ کر ان کے سامنے کوئلوں پر بھونا گیا پھر انہی ماؤں کو ان کا گوشت کھانے پر مجبور کر دیا گیا، رب تعالیٰ ہم مسلمانوں کو وہی وقت یاد کروا رہے ہیں کہ اپنی کمزوری، بے بسی اور پستی کو یاد کرو جب تم بہت تھوڑے اور بہت کمزور تھے ہر وقت تمہیں ہندو مظالم کا خدشہ لاحق رہتا تھا، مگر میں نے تمہیں پاکستان عطا کیا آزادی و خود مختاری کی نعمت دی حتی کہ تمہیں جدید آلات حرب وضرب سے مالا مال کرتے ہوئے ایٹمی قوت بنا دیا اور تمہیں اس قدر رزق کی فراوانی عطا کی، کہ تمہارا ملک اچھی صنعت و زراعت میں بلند مقام رکھتا ہے اور یہ بھی کہ تمہیں پاکستان اس لیے عطا کیا گیا تاکہ تم اللہ کے شکر گزار بن جاؤ اور آزادی کے ساتھ توحید کے پرچم کو بلند کر سکو مگر اس وقت ہمارے عیاش حکمرانوں نے جس طرح اس عظیم نعمت واحسان کی ناقدری کی ہے آپ موجودہ حالات ذرا قرآن پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ [ابراهيم: ١٤/ ٢٨]

''کیا آپ نے کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ تعالیٰ

کی بہت بڑی نعمت (پاکستان) کی ناشکری کی اور ان (پاکستانیوں) کو ذلت کے دھانے پر کھڑا کر دیا ہے۔''

ان تمام حالات کو قرآن کی روشنی میں دیکھنے کے بعد آیئے ایک اہم سوال اور اس کے جواب پر غور کریں......!

سوال: اگر قرآن پاک نے قیامت تک کے تمام حالات کو بیان کر دیا ہے تو آج یہ حالات کیوں پیدا ہو چکے ہیں ان کی وجہ کیا ہے کیا موجودہ خرابی کی وجہ قرآن بتلاتا ہے؟

جواب: ملک پاکستان چونکہ گناہوں کی دلدل بن چکا ہے انفرادی اور اجتماعی طور پر گناہ کیے جا رہے ہیں اور جب کوئی قوم یا بستی سرتاپا گناہوں میں ڈوب جائے، استغفار کی بجائے استکبار (تکبر) کا شکار ہو جائے، معافی کی بجائے بغاوت اور سرکشی کی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو پھر ان لوگوں کی مہلت ختم ہو جاتی ہے جیسے ہمیں اللہ تعالیٰ نے کم و بیش نصف صدی سے زیادہ مہلت عطا کی مگر ہم نہ سمجھے بالآخر ہمارے گناہوں کے اثرات ظاہر ہونے لگے، قرآن پاک ہماری خرافات کو اس انداز سے بیان کرتا ہے:

﴿وَ ذَرُوا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ﴾ [انعام: ٦/١٢٠]

''ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دو (علی الاعلان اور تنہائی میں چھپ کر کرنے والے تمام گناہ چھوڑ دو) جو لوگ گناہ کرتے ہیں (خواہ کسی بھی طریقہ سے ہوں) عنقریب وہ اپنے گناہوں کی دلدل میں پھنس جائیں گے۔''

آیئے! اپنے ملک کو گناہوں اور ان کے برے اثرات سے بچائیں، اگر آپ کراچی، اسلام آباد، فیصل آباد و دیگر شہروں کو گناہوں سے پاک نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے دل اور زبان کو تو گناہوں سے محفوظ رکھ سکتے ہو، اپنے گھر کی چاردیواری کو تو نیکیوں کا گہوارہ بنا سکتے ہو، اپنے گھر میں حسنات کا پہرہ لگا سکتے ہو۔ درج ذیل ارشاد ربانی پر غور کیجیے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ثُمَّ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُكُمۡ فَنُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴾ [یونس: ۱۰/ ۲۳]

''اے لوگو! تمہارے گناہ تمہارے لیے ہی وبال کا سبب ہیں، دنیا کی زندگی کا تھوڑا فائدہ فاسق وفاجر سبھی کو ملتا ہے، پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آؤ گے تو تمہیں تمہارے دنیاوی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔''

میں پاکستان کے تمام حالات آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں آج جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ان کا سبب ہمارے گناہ ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ تمام قصور حکمرانوں کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہمیں خود غور کرنا چاہیے، کہ ہم نماز کو کتنا محبوب رکھتے ہیں؟ قرآن سے کتنی محبت ہے؟ ہمارا اپنی زبان پر کتنا کنٹرول ہے، ہم اپنی آنکھ کی کس قدر حفاظت کرتے ہیں؟ آیئے! فحاشی وعریانی، جھوٹ اور تکبر سے توبہ کیجیے، لوگو! یہ وقت ناچ گانے، بھنگڑا مستی، رقص وسرور کا نہیں بلکہ یہ استغفار کا وقت ہے ان تمام غلط کاریوں نے ہمیں اس جگہ لا کھڑا کیا ہے کہ ہم اگر توبہ نہیں کرتے تو قریب ہے کہ عذاب الٰہی کا شکار بن جائیں، اس لیے توبہ واستغفار کے ذریعے اللہ کو راضی کر لیجیے اور اپنے اللہ کا دروازہ کھٹکھٹا لو۔ اللہ تعالیٰ یہ سب باتیں قرآن پاک میں بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو قومیں اپنے گناہ کا اعتراف کر کے میرے سامنے ہاتھ اٹھا لیتی ہیں میں ان کے گناہوں کو نظر انداز کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے معافی کے لیے آنا تیرا کام ہے بخش دینا میرا کام ہے۔

آدم علیہ السلام کا استغفار اور ابلیس کا استکبار

غلطی آدم علیہ السلام نے بھی کی تھی اور غلطی ابلیس نے بھی کی مگر آدم علیہ السلام نے غلطی کے بعد استغفار کیا اور ابلیس لعین تکبر کا شکار ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر رحمتوں کے دروازے کھول دیئے، آدم علیہ السلام نے اللہ سے ان الفاظ کے ساتھ معافی طلب کی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴾ [اعراف: ۷/ ۲۳]

''اے ہمارے رب! ہم اپنے نفسوں پر ظلم کر بیٹھے اگر تو نے معاف نہ کیا اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا تو ہم خسارا اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

آدم علیہ السلام کی دعا بر موقع تھی ہر چیز بر موقع ہی صحیح ہوتی ہے نماز، صبر اور شکران تمام کے مخصوص اوقات ہیں، جس طرح بے وقت پڑھی جانے والی نماز قبول نہیں ہوتی، مصیبت پہنچنے پر واویلا اور آہ و بکا کر کے صبر قبول نہیں ہوتا، مصیبتوں میں پھنس کر مجبوراً شکر ادا کرنے والے کا شکر قبول نہیں ہوتا بعینہ معافی کا بھی ایک خاص وقت ہوتا ہے ویسے تو ہر وقت معافی مانگتے رہنا چاہیئے مگر جب حالات حد درجہ خراب ہو جائیں پھر معافی میں تاخیر ہلاکت ہے آپ آدم علیہ السلام کی دعا کی گہرائی میں جا کر رو رو کر اللہ سے دعا مانگیں :

''اللہ ہم خود پر ظلم کر بیٹھے اور اگر اللہ تو نے معاف نہ کیا رحم نہ کیا تو ہم خسارا اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

ممکن ہے ہم ملک پاکستان جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو جائیں، ہماری آزادی غلامی میں تبدیل ہو جائے اس دعا کو ہر جگہ پڑھو اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور صرف اپنے گناہوں کی معافی نہ مانگو بلکہ اپنے حکمرانوں کے گناہوں کی بھی معافی طلب کرو جو گناہ ہو چکے ان کی معافی طلب کر کے آئندہ پختہ عزم کے ساتھ گناہ کو چھوڑ دو۔

ایک غلط فہمی

بعض ساتھی کہتے ہیں کہ ہم استغفار کیوں کریں ہم کونسا زنا کرتے ہیں، ہم کوئی شرابی تھوڑے ہیں، ہم جوا بھی نہیں کھیلتے، ہم کونسا بانڈز وغیرہ کی کمائی کھاتے ہیں؟ ہم تو نمازیں ادا کرتے ہیں ہمیں استغفار کی کیا ضرورت ہے؟ غور کریں! جو نیکی توجہ کے ساتھ ادا نہ کی جائے وہ ثواب کی بجائے گناہ بن جاتی ہے اپنی نیکی کا فکر کیا کرو۔

ضمیر کو بیدار کر دینے والی مثال

ایک آدمی اللہ کا ولی چادریں بنانے کا کام کرتا تھا ایک گاہک نے آ کر کہا کہ مجھے ایک بہترین چادر چاہیے، قیمت طے ہو گئی، دکاندار نے چادر بڑی توجہ، محنت، یکسوئی اور لگن

کے ساتھ تیار کی، حسب وعدہ گاہک چادر لے گیا لیکن چند دنوں بعد چادر لیکر واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ اس میں ڈھیر ساری خرابیاں ہیں، حالانکہ میں نے تمہیں بہترین چادر بنانے کو کہا تھا دکاندار چادر پکڑ کر رونا شروع ہو گیا گاہک نے یہ صورحال دیکھ کر کہا کہ میں تو صرف دکھانے کے لیے آیا ہوں چادر کی واپسی یا اپنی قیمت کا کوئی مطالبہ نہیں ہے آپ پریشان نہ ہوں، وہ اللہ کا ولی جواب دیتا ہے میں چادر کی وجہ سے نہیں رو رہا بلکہ مجھے اپنے اعمال کی یاد آ گئی کہ تو انسان ہو کر اتنا نفاست پسند ہے کہ میری بنائی ہوئی چیز میں اتنا سا عیب برداشت نہیں کر سکا جبکہ وہ رب رحمان کتنا نفیس ہے پتا نہیں میری کوئی نیکی اس کے ہاں قبول بھی ہوئی ہوگی یا نہیں۔

اس لیے مت سوچیں کہ ہم تو نمازیں پڑھتے ہیں کسی سے بغض وعناد، کینہ وحسد نہیں رکھتے، غیبت اور چغل خوری بھی نہیں کرتے اس لیے ہمیں استغفار کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اللہ کا شکر ادا کیا کرو کہ تم ان گناہوں سے محفوظ ہو جو لوگ ان برائیوں میں مبتلا ہو گئے ان پر ایسے ایسے دردناک عذاب آئے کہ ہم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

آیئے اپنے اعمال کا محاسبہ کیجیے! کہیں ثواب کی بجائے ہم گناہ کے حقدار تو نہیں بن رہے؟

گناہ کی ادھوری حقیقت

ہمارے معاشرے میں برے اعمال یعنی سود، زنا، جھوٹ، گالی وغیرہ کو گناہ سمجھا جاتا ہے، یہ بات درست ہے لیکن برے اعمال ہی گناہ نہیں بلکہ نیک اعمال کو اگر ان کے اصل وقت اور صحیح طریقہ سے ادا نہ کیا جائے تو یہ بھی گناہ ہے۔ آج جہاں لوگ برے اعمال کی وجہ سے گناہ گار ہیں وہاں نیک اعمال کی ادائیگی کرنے والے اس کو پوری توجہ اور حسن اہتمام سے نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہیں، انسان چاہے جس قدر خشوع، توجہ اور اطمینان قلب سے نیک اعمال کرے وہ حقیقت میں اعمال صالحہ کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفتاویٰ میں امام روحانیت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں اس طرف خوب توجہ دلائی ہے۔ بظاہر نیک لوگوں کو اس لیے استغفار کرنا چاہیے کہ وہ ادائیگی میں غفلت، بے توجہی اور بے قاعدگی کا شکار ہو ہی جاتے ہیں اور اسلامی شریعت میں

یہ بھی گناہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء ورسل علیہم السلام بھی استغفار کرتے ہی آئے ہیں، حالانکہ وہ برائی کے خیال سے بھی پاک لوگ ہیں۔ضرب المثل ہے: حسنات الابرار سیئات المقربین ''نیکوں کی اچھائیاں مقربوں کی برائیاں (شمار) ہوتی ہیں۔

آیئے! معافی واستغفار کی اہمیت کو سمجھ کر اللہ کے سامنے رونے والے بن جائیں۔

پہلے تمام انبیاء ورسل علیہم السلام معافی کے طلبگار

نیک اعمال کرتے ہوئے کہیں نہ کہیں خامی رہ ہی جاتی ہے انسان اپنی محنت اور شوق کا حق ادا کردے تب بھی وہ حق ادا نہیں ہوتا ہے کہ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ لوگ ہمہ وقت معافی مانگتے رہے وہ سمجھتے تھے کہ جہاں استغفار سے گناہ اور کمی وبیشی کو ختم کر دیا جاتا ہے وہاں استغفار سے بے شمار رحمتیں سعادتیں، برکتیں اور بہاریں نصیب ہوتی ہیں، ہمہ وقت معافی کا طلب گار کبھی نامراد نہیں ہوتا سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کا یہ شیوہ رہا ہے، میں آپ کو چند پیارے رسولوں کی معافی کا ذکر سنانا چاہتا ہوں توجہ فرمائیں!

سیدنا نوح علیہ السلام اور معافی

ساری زندگی توحید کے لیے ماریں کھانے والے برگزیدہ رسول، اللہ کے لیے سب کچھ حتی کہ لخت جگر چھوڑ دینے والے محبوب پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام بھی یہی فرماتے ہیں:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾ [نوح: ۲۸/۷۱]

''اے میرے اللہ! مجھے اور میرے والدین اور جو بھی مومن مرد اور عورتیں میرے گھر میں داخل ہو جائیں معاف فرما۔''

رب تعالیٰ کے حد درجہ مقرب ومحبوب حضرت نوح علیہ السلام بھی معافی کے طلبگار ہیں تو ہم کس باغ کی مولی ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور معافی

کون ہے؟ جو مسلمان بھی ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں سے واقف نہ ہو، دین کے لیے سب لٹا دینے والے پیارے جدالانبیاء بھی یہی کہتے نظر آتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ [ابراهيم: ۱۴/ ۴۱]

"اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین اور تمام مؤمنین کو معاف فرما جس دن حساب کتاب ہوگا۔"

کبھی اپنے رب سے ایسی امیدیں وابستہ کرتے ہیں:

﴿وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ﴾ [شعراء: ۲۶/ ۸۲]

"اور اس ذات سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ روز جزا مجھے معاف فرما دے گا۔"

اہم نکتہ

سامعین حضرات! مقام غور ہے سیدنا نوح اور ابراہیم علیہما السلام صرف اپنی ذات کے لیے معافی نہیں مانگتے رہے بلکہ اپنے والدین اور رشتہ دار اور پوری امت مسلمہ کے لیے بخشش مانگتے رہے آج ہمیں بھی یہی کردار اپنانا چاہیے جب اپنے لیے ہاتھ اٹھائیں ساتھ ماں باپ کے لیے بھی بخشش کی دعا کریں اور رشتہ داروں کو بھی نہ بھولیں بلکہ پوری امت کے گناہوں کی بخشش کی بھیک مانگیں میں پیدا کرنے والے کبریا کی کبریائی کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں جب ہم امت کے لیے تڑپیں گے اور معافی مانگیں گے تب وہ ہمیں کبھی مایوس نہیں کرے گا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور معافی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جلالت وعظمت سے قرآن بھرا پڑا ہے مگر اس سب کچھ کے باوجود بھی کہتے ہیں:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ [اعراف : ۱۵۱/۷]

''اے میرے رب! میری اور میرے بھائی کی خطا معاف فرما اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما تو سب سے زیادہ رحم کرنے والی ذات ہے۔''

اہم نکتہ

نبی علیہ السلام کی سیرت سے پتہ چلا کہ اگر چھوٹے بھائی سے کمی بیشی ہو جائے تو اسے ذلیل کرنے کی بجائے تعلق توڑنے کی بجائے اس کے لیے بخشش کی دعا کی جائے یہ ہر بڑے بھائی کا فرض ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب فرمائے، آمین! اپنی قوم کے لیے معافی مانگتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ﴾

[اعراف : ۱۵۵/۷]

''تو ہی ہمارا کارساز ہے پس ہم پر رحمت فرما اور تو سب معافی دینے والوں سے زیادہ اچھا ہے۔''

ایک دفعہ جب غلطی ہو گئی مکا مار کر بندہ قتل کر دیا تو فرمانے لگے:

﴿رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ﴾

[قصص : ۱۶/۲۸]

''اے میرے پروردگار! میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے معاف فرما دے تو اللہ نے اسے بخش دیا۔''

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور معافی

ہمارے حکمران سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس حکومت ہے ہمیں معافی کی کیا ضرورت ہے، ہمارے پاس تو سب کچھ ہے اللہ کے بندو! سب کچھ پا کر پھر معافی مانگنا اس معافی میں تو اصل لذت ہے اس معافی میں تو اصل عظمت ہے آیئے میں آپکی ملاقات ایک ایسے

حکمران سے کرواتا ہوں اور پوری دنیا کا بادشاہ ہی نہیں نبی کا فرزند بھی ہے اور خود بھی نبی ہے سیدنا سلیمان علیہ السلام جن، ہوا، چرند پرند سب تابع مگر اللہ کے حضور درخواست کیا ہے:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ﴾ [ص: ۳۵/۳۸]

''اے میرے رب! مجھے معاف فرما اور ایسی حکمرانی عطا کر کہ میرے بعد کسی کو نہ ملے، بیشک تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔''

اہم نکتہ

جلیل الشان پیغمبر نے یہاں ایک اصول سمجھا دیا ہے کہ جب بھی رب سے کچھ مانگنے لگو پہلے معافی کا سوال کر لیا کرو، اللہ معاف کر دے تو خیر و برکت اور کامیابی کے سارے دروازے کھول دیتا ہے پہلے معافی مانگی پھر بے مثال حکومت و سلطنت مانگی رب تعالیٰ نے سب کچھ عطا کر دیا۔ سبحان اللہ

سامعین حضرات! بات لمبی ہو رہی ہے آیئے اس حوالہ سے میں آخری ذکر سید الانبیاء، امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا ہوں جو ساری زندگی مانگتے ہی معافی رہے کبھی دن کے سجدوں میں معافی، کبھی رات کے قیاموں میں معافی، سفر ہو حضر ہو، صبح ہو شام ہو ایسا با کمال رسول کہ اس کی زبان ہمیشہ معافی سے تر رہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ ان کے تمام گناہ معاف ہو چکے تھے ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں بارہا مقام پر اس بات کا حکم دیا ہے:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور استغفار

مغفور و معصوم پیغمبر امام دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پڑھ کر دیکھیں آپ کو دل کے اجالوں اور رات کی تاریکیوں میں بھی کہتے نظر آئیں گے: رَبِّ اغْفِرْ لِي ، اللّٰهم اغْفِرْ لِي اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کو اوڑھنا بچھونا کیوں نہ بناتے خالق کائنات نے حکم ہی یہی کیا تھا:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ۱۹/۴۷]

''میرے پیغمبر! اپنے گناہوں اور مومن مردوں اور مومنات عورتوں کے گناہوں کی مجھ سے معافی طلب کیا کرو۔''

دعائے مصطفیٰ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا کوئی دن اور آپ کی کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں آپ نے کثرت سے استغفار نہ کیا ہو بلکہ رسول اللہ ﷺ ایک دعا کیا کرتے تھے جو ہمیں بھی یاد کرنی چاہیے تا کہ جب بتقاضہ بشریت کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر لذت کی بجائے مغفرت حاصل ہو جائے۔ صدیقہ کائنات ام المؤمنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں آپ ﷺ کہا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوْا)) [سنن ابن ماجہ: ۳۸۲۰ /شعب الایمان: ۶۹۹۲]

''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں کر دے جو جب نیکی کرتے ہیں تو انہیں خوشی ہوتی ہے اور جب گناہ کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں۔''

اندازہ فرمائیں! آپ کی دعا کس قدر اسلامی فطرت کے عین مطابق ہے آپ کائنات کی وہ ہستی ہیں جو ہمیشہ ظاہری و باطنی گناہ سے دور رہیں اور ہمیشہ عبادت کی سعادت اور استغفار کی برکت سے لذت حاصل کرتے رہے اور آپ کے معمول کے استغفار کو بیان کرتے ہوئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مجلس سے اٹھتے تو ہم شمار کرتے کہ یہ جملہ آپ نے کتنی مرتبہ ادا فرمایا ہے ((رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ)) بسا اوقات آپ یہ جملہ سو سے زیادہ مرتبہ پڑھتے تھے۔ [سنن ابن ماجہ ۳۸۱۴؛ سنن ابی داود: ۱۵۱۶]

لیکن ہم جہاں بھی بیٹھتے ہیں سو سے زیادہ غیبتیں اور جھوٹ بولتے ہیں، ہماری زندگی میں نحوست اسی وجہ سے ہے خاندان، رشتہ داری، کاروبار اور گھر بار سب نعمتیں ہونے کے باوجود ہم خود کو قیدی اور کائنات کا سب سے زیادہ مظلوم سمجھتے ہیں وجہ کیا ہے یہ سب غیبت، جھوٹ اور تنقید کا اثر ہے میں سمجھتا ہوں جہاں مسلمانوں پر دیگر عذاب الٰہی ہیں بعینہ

ایک عذاب تنقید کا بھی ہے ہر جگہ تنقید برائے تنقید جاری ہے، کسی نے صحیح کہا ہے کہ دوسرے کی طرف انگلی اٹھانا اس کے عیب تلاش کرنا آسان ہے لیکن اپنے ضمیر کو بیدار کرنا اور اپنے عیب ڈھونڈنا بہت مشکل ہے اپنی طرف انگلی اٹھانا کہ میری حیثیت کیا ہے۔ جس آدمی کو کلمہ طیبہ نصیب ہو گیا مگر وہ اپنے رب سے معافی نہ مانگ سکا جی بھر کر استغفار کے مزے نہ لوٹ سکا، سمجھو وہ کلمہ طیبہ کے نور سے محروم رہ گیا اسے دین کا صحیح شعور ہی حاصل نہیں ہوا، میں جو بات سمجھانا چاہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ ایک مجلس میں سو سو مرتبہ استغفار کرتے تھے آپ کا دن بھی استغفار میں گزرتا اور جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو آپ ﷺ اللہ کے سامنے قیدی بن کر کھڑے ہو جاتے، صحیح البخاری میں ہے آپ عرض کرتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَائُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَ مَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّااَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

[صحیح البخاری/کتاب الدعوات: 6317]

''اے اللہ! تمام تر تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ تو زمین و آسمان اور ان میں موجود اشیاء کو منور کرنے والا ہے اور تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو زمین و آسمان اور ان میں موجود ہر چیز کو سنبھالنے والا ہے اور تیرے لیے ہر قسم کی ثنا ہے اللہ تو حق ہے تیرا وعدہ سچا ہے، تیری ملاقات کا ہونا برحق ہے، جنت، جہنم سب حق ہیں، تمام انبیا بھی برحق ہیں محمد ﷺ حق ہیں، اے اللہ! میں تیری لیے مطیع ہوا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور میں نے تیری

طرف ہی رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے باطل کے ساتھ لڑتا ہوں اور اپنا معاملہ تیرے ہی سامنے پیش کرتا ہوں، میرے اگلے اور پچھلے، پوشیدہ وظاہر تمام گناہ معاف فرما تو ہی ہر چیز کو اس کے مقام تک مقدم وموخر کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

دوستو! ہم اس پاک پیغمبر کی امت میں سے ہیں اپنے پیغمبر کی راتیں اور دن دیکھو، زندگی بہت بڑی نعمت ہے دنیاوی عیش وآرام کی خاطر یہ زندگی برباد مت کرنا، اللہ سے معافی مانگو، تنہائی میں اپنے اللہ کے سامنے رونا سیکھو اور میں تو سمجھتا ہوں کہ جس کو اللہ کے سامنے رونے کا طریقہ آ گیا اسے جینے کا سلیقہ آ گیا اور جو اپنے رب کے سامنے رونا نہ سیکھ سکا وہ اپنی زندگی برباد کر بیٹھا نبی کریم ﷺ کے استغفار پر غور فرمائیں، تہجد کے لیے کھڑے ہوتے استغفار پھر بار بار آپ کی زبان پر یہی جملہ رہتا:

اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

''میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں'' پھر آپ تشھد میں بیٹھتے اور درود کے بعد پھر یہی کہتے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ))

[صحيح مسلم : ١٨١٢]

''میرے اگلے اور پچھلے، پوشیدہ وظاہر تمام گناہ معاف فرما تو ہی ہر چیز کو اس کے مقام تک مقدم وموخر کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ یہ کلمات بڑی کثرت سے پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ))

[صحيح بخاري : ٤٩٦٨]

''اللہ تیری ذات پاک ہے اور حمد کے لائق ہے مجھے معاف فرما اور میں تیری

طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔''

سامعین کرام! انبیاء ورسل علیہم السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ استغفار سرمایہ بندگی ہے گناہ کے قریب نہ جا کر بھی معافی مانگنا نیکی کی معراج ہے اللہ انبیاء علیہم السلام کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دو رکعات کے بعد استغفار کرنے سے گناہوں کی بخشش

زندگی بھر کے گناہوں کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتارنے کے لیے لمبی آزمائش سے نہیں گزرنا پڑتا بلکہ ندامت کے آنسو سے سچی توبہ کا جذبہ لیکر دو رکعات نماز ادا کریں رب تعالیٰ معاف ہی نہیں کریں گے بلکہ اپنا مہمان بنالیں گے۔

((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ لَهُ))

[جامع ترمذی: ۳۰۰۶؛ سنن ابو داود: ۱۵۲۱]

''جو بندہ گناہ کر بیٹھتا ہے پھر وہ وضو کر کے دو رکعت نماز (صلوٰۃ توبہ) ادا کر کے اللہ سے معافی مانگتا ہے اللہ اپنی رحمت سے معاف فرما دیتے ہیں۔''

یہ وقت ہے اللہ سے معافی طلب کرنے کا اور اپنا نام اللہ کے ہاں توبہ استغفار کرنے والوں میں لکھوانے کا، قرآن پاک کی روشنی میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جب گناہوں کا اثر ظاہر ہوتا ہے تو سبھی عذاب الٰہی کا شکار ہو جاتے ہیں علماء، صوفیاء، صلحاء اور اتقیاء سبھی عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں، اس لیے اپنے گھروں میں فحش گانے وغیرہ کی بجائے زیادہ وقت استغفار میں گزارا کرو، گناہ چھوٹا ہو یا بڑا انسان ڈرامہ نہ رچائے یعنی استغفار بھی کرے اور بکواسات اور جھوٹ سے اجتناب بھی نہ کرے، کان سے لغویات بھی سنتا رہے، آنکھ سے غلط چیزیں بھی دیکھتا رہے، ظاہر کچھ ہو باطن کچھ ہو، یہ سب شیطان کے چکر ہیں حقیقت میں استغفار یہ ہے کہ انسان گناہوں کو چھوڑنے کا پختہ عزم کرے کہ اللہ میں توبہ کر چکا ہوں اب ساری زندگی گناہوں سے بچنے کی توفیق تو عطا فرما۔

دو رکعات کے لیے افضل اور بہتر ٹائم

صحیح حدیث کے مطابق اللہ رات کے آخری پہر میں آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں، کس طرح تشریف لاتے ہیں اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں جس طرح اس کی شان کے لائق ہے وہ تشریف لاتے ہیں اور صدائے عام لگاتے ہیں، رزق والا، رزق لے لے، صحت والا صحت لے لے، اور معافی کا طلبگار بخشش کے خزانے لوٹ لے، کیوں نہ ہو کہ ہم اس وقت اٹھ کر دو رکعت پڑھنا معمول بنالیں اور اپنے دونوں جہان سنوار لیں۔ آیئے! اگر آپ حقیقی بخشش کے طالب ہیں اور اگر اپنے رب کی نعمتیں وافر مقدار میں چاہتے ہو تو دو رکعت نماز رات کو اٹھ کر ادا کیا کرو، اللہ نے اپنے بندوں کا قرآن پاک میں ذکر کیا ہے:

﴿وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ [آل عمران: ۳/۱۷]

''سحری کے وقت اٹھ کر استغفار کرنے والے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [ذاریات: ۵۱/۱۸]

''یعنی میرے وہ بندے جو تہجد کے وقت اٹھ کر مجھ سے معافیاں مانگتے ہیں۔''

سامعین حضرات! جو لوگ فرض نماز میں استغفار کرتے ہیں، نفل نماز میں بھی معافیاں مانگتے ہیں دن کے اجالے اور رات کے اندھیروں میں (تہجد کے وقت) معافیاں مانگتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی تہجد کی دعائیں اگر انسان کو یاد ہو جائیں تو اللہ بندے کی دنیا کو جنت بنادیں گے اتنی پاکیزہ اور مبارک دعائیں، نبی کریم ﷺ پہلے صفحہ ڈیڑھ صفحہ اللہ کی حمد وثنا کرتے، میرے اللہ تو خوبصورت، رحیم، کریم، آسمان وزمین کا مالک، اول تا آخر تمام مخلوقات کا خالق، روزی دینے والا، پریشانیاں دور کرنے والا ایسی ڈھیر ساری تعریفات کے بعد پھر کہتے اللہ! مجھے معاف فرما، جس آدمی نے رات اپنے رب سے عہد کرنا ہے وہ دن کو گناہ کرنے سے قبل ہزار بار سوچے گا کہ رات میں اللہ سے کیا عہد کر کے آیا ہوں اور اب کیا کر رہا ہوں:

اللہ مجھے خالی نہ لوٹا نا ،تہجد کے وقت اپنے بیٹے اور بیٹیوں کی خیر مانگا کرو ،ٹھیک ہے کسی نیک آدمی سے دعا کروانا بڑی اچھی بات ہے مگر رب کعبہ کی قسم !جورات کو اٹھ کر رب کے سامنے رو کر تم نے مانگنا ہے وہ کوئی غیر تمہارے لیے نہیں مانگ سکتا۔

خامیوں پر قابو پانے کا نبوی نسخہ

کئی دوست اپنے گھر والوں کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ پیش آتے ہیں کبھی گالی بھی نکل جاتی ہے ایک صحابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا سنن ابن ماجہ کی صحیح روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ لِيَ فِيْ لِسَانِيْ ذَرَبٌ عَلٰى اَهْلِيْ وَلَا يَعْدُوْهُمْ اِلٰى غَيْرِهِمْ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ؟ تَسْتَغْفِرُاللّٰهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))

[كتاب الادب/الاستغفار: ۳۸۱۷]

حذیفہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں میں بڑی کوشش کرتا ہوں کہ گھر میں سخت رویہ اختیار نہ کروں مگر خود پر قابو نہیں رہتا پھر اللہ سے ڈر بھی آتا ہے کہ قیامت کے دن کہیں اللہ تعالیٰ یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے اسے میرے نام پر حاصل کیا تھا تو اسے میرے لیے معاف کیوں نہ کیا، اللہ کے نبی نہ چاہتے ہوئے بھی میری زبان پر سختی آجاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: حذیفہ بتلا استغفار کیوں نہیں کرتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دن میں ستر مرتبہ استغفار کیا کر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ یا اسی طرح کے جو اور کلمات استغفار ہیں ان کا ورد کیا کر ،اللہ تعالیٰ اجر وثواب ،خیر و برکت کے علاوہ ہر تیری یہ خامی دور کر دیں گے اور کمی کوتاہی معاف بھی کر دیں گے۔

خوشحال زندگی کا راز

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب غیبت ،جھوٹ ،گالی گلوچ اور دیگر غلط عادات نہیں چھوٹتیں۔ میں کہتا ہوں کہ روزانہ ستر مرتبہ اس خامی کو ذہن میں رکھ کر معافی

مانگو اللہ تعالیٰ خامی دور فرما دیں گے، میں نے جو آیت آغاز خطبہ میں تلاوت کی اس کے معنی ومفہوم پر توجہ فرمائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِیۡ لَکُمۡ مِّنۡهُ نَذِیۡرٌ وَّ بَشِیۡرٌ ۙ وَّ اَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡهِ یُمَتِّعۡکُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّ یُؤۡتِ کُلَّ ذِیۡ فَضۡلٍ فَضۡلَهٗ ؕ وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ کَبِیۡرٍ﴾ [هود: ۱۱/ ۳]

یہ سر جھکانا ہے تو صرف اللہ کے سامنے میں اللہ کی طرف سے تمہیں جہنم سے ڈرانے اور جنت کی بشارتیں سنانے آیا ہوں، استغفار کرو اللہ بہترین زندگی عطا فرمائیں گے، زندگی خوشحال ہو جائے تو اور کیا چاہیے ہر کوئی اپنی زندگی خوشحال کرنے کے لیے مختلف طریقے اپنا رہا ہے کوئی کار خرید رہا ہے، کوئی پلاٹ لے رہا ہے، کوئی دکان بنا رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندو! چاہے کسی چھپر میں زندگی گزارو استغفار کرنا تمہارا کام ہے زندگی خوشحال کر دینا میرا کام ہے، اگر تم باغی بن جاؤ گے تو چاہے چاند پر چلے جاؤ خوشحالی نہیں ملے گی، یورپین ممالک کی باتیں کرنے والو! ان کی ترقی سے متاثر ہونے والو! وہاں پر زنا، ڈکیتی اور واردات کی شرح تو دیکھو، ان کو معلوم نہیں کہ میرا باپ کون ہے، بیٹی کو معلوم نہیں کہ میری ماں کون ہے، اگر تمہارے ملک میں کچھ سکون ہے تو صرف اس وجہ سے کہ تمہارے ملک میں کچھ موحدین متبع سنت ہیں جو آپ کے اور میرے لیے دعائیں مانگ رہے ہیں ان کو وطن اور لوگوں کو سلامتی کی دعاؤں سے فرصت نہیں ملتی اور ہمیں گھر کے جھگڑوں سے فرصت نہیں ملتی، نکتہ چینی سے کچھ وقت مل جائے یا تنقید کی بیماری سے جان چھوٹ جائے جو کینسر کی صورت میں پھیل چکی ہے اللہ ان بیماریوں سے شفا عطا فرمائے۔

بعض ساتھی کہتے ہیں کہ استغفار کرنے سے کیا ملے گا؟ اللہ فرماتے ہیں میرے بندے استغفار تو لے کر آ جا کرم وفضل کے دروازے میں کھول دونگا اگر استغفار نہ کیا تو دنیا پر بچ گئے تو قیامت کے دن عذاب الٰہی کے شکنجے میں جکڑے جاؤ گے۔ ایک پیغمبر اپنی قوم کو

سمجھا رہے ہیں کہ استغفار کرو کیونکہ استغفار سے منہ موڑنا مجرمانہ کام ہے:

﴿وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ﴾ [ھود: ۱۱/۵۲]

یعنی جو اللہ کا کھا کر ناشکری کرتا ہے استغفار سے منہ موڑتا ہے وہ اللہ کی زمین پر اس کا مجرم ہے اللہ سے تعلق مضبوط کرنے کا واحد ایک ہی ذریعہ ہے کہ استغفار کو اپنا لو اور آیندہ گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کرو۔ بغیر سچے استغفار کے تعلق باللہ نہیں ہوسکتا۔

اللہ والے اور استغفار

استغفار ہی بہلد ہے اللہ والوں کی زندگی میں اسی سے بہار آئی۔ وہ استغفار اور معافی کی اہمیت و برکت سے اس قدر آگاہ تھے کہ امام ابن رجب رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''جامع العلوم والحکم'' میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے

اِنَّ هٰـذَا الْـقُرْاٰنَ يَدُلُّ عَلٰى دَائِكُمْ وَدَوَائِكُمْ فَاَمَّا دَاؤُكُمْ فَالذُّنُوْبُ وَاَمَّا دَوَائُكُمْ فَالْاِسْتِغْفَارَ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی بیماری بیان کرتے ہوئے اس کی دوا اور علاج بھی بیان فرمایا ہے نا چاہتے بھی انسان، مسلمان جس بیماری کا شکار ہو جاتا ہے وہ گناہ ہے اور اس کی دوا اور علاج استغفار ہی ہے، جو شخص کثرت سے استغفار نہیں کرتا اس کی مرض بڑھتی چلی جاتی ہے اور ایسا بیمار شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

مسلمانوں کے عظیم جرنیل اور استغفار

اختیار اور اعلیٰ منصب مل جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آدمی اللہ سے معافی مانگنا چھوڑ دے اور سمجھے کہ مجھے استغفار کی ضرورت نہیں میں تو بلند مرتبے پر فائز ہو چکا ہوں۔ جو شخص یہ سوچ رکھتا ہے وہ ہمیشہ ذلت اور پستی کا شکار ہو جاتا ہے اور جو لوگ اعلیٰ رتبہ پا کر بھی اپنے اللہ کے حضور آہ و بکاہ اور استغفار کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کے گوشے گوشے میں بہار پیدا کر دیتا ہے۔ مسلمانوں کے عظیم جرنیل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جرأت و غیرت کے پہاڑ تھے لیکن اس کے باوجود بھی کثرت سے استغفار کرتے تھے، خود استغفار کر کے

سیراب نہ ہوتے تو ننھے منھے بچوں سے استغفار کروایا کرتے تھے اور فرماتے تھے: میرے لیے اللہ سے معافی طلب کرو کیونکہ تمہارا گناہ کوئی نہیں، اللہ تم معصوموں کی پکار کو کبھی رد نہیں فرمائیں گے۔ (جامع العلوم والحکم، لابن رجب)

مدرسہ نبوت کے پہلے شیخ الحدیث اور استغفار

اعلیٰ ظرف اور آخرت کے طلب گاروں کو اللہ تعالیٰ جس قدر زیادہ نوازتے ہیں وہ اس قدر زیادہ معافی کے طلب گار بن جاتے ہیں اور اتنی کثرت سے استغفار کرتے ہیں۔ آج کوئی شیخ الحدیث یا عالم دین یہ ہرگز نہ سمجھے کہ مجھے استغفار کی ضرورت نہیں، میں تو گناہوں سے بچ کر دین پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہوں بلکہ ہر عالم اور اللہ والے کو یہ یقین کر لینا چاہیے کہ میری نیکیاں اس شہنشاہ عالم، رب کائنات کے معیار کے مطابق نہیں یقیناً ان میں نقص ہی نقص ہیں یہ ذوالجلال والاکرام کی رحمت ہے کہ وہ میری ٹوٹی پھوٹی نیکیوں کو خود سنوار کر قبول فرمالے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیرت و کردار کے عظیم پیکر تھے علم و عمل کے بادشاہ ہونے کے باوجود جی بھر کر استغفار کرتے اور مسجد میں پڑھنے کے لیے آنے والے بچوں کے پاس جایا کرتے اور فرماتے: اے بچو! ((اِسْتَغْفِرُوْا لِأَبِی هُرَيْرَةَ)) کہو اے اللہ! ابو ہریرہ کو معاف کر دے، اے اللہ! ابو ہریرہ کو معاف کر دے، جب بچے یہ کلمہ کہتے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: آمین، آمین، اے مولا وداتا! ان کلیوں اور معصوموں ہی کی سن کر مجھے معاف کر دے اور قبول فرمالے۔ (جامع العلوم والحکم، لابن رجب)

سامعین کرام! آج کے خطبہ جمعہ میں یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں بغیر استغفار کے کوئی بھلائی حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

ایک آسان مثال

کسی علاقہ میں ایک سکول کی دیوار گر گئی تو چند طلبا نے کچھ رقم اکٹھی کر کے اسکو پھر سے تعمیر کر دیا مگر وہ تھوڑے عرصہ بعد گر گئی انہوں پھر دیوار بلند کی مگر اس مرتبہ بھی دیوار

زیادہ دیر قائم نہ رہی اور زمین بوس ہوگئی، ایک دن ایک استاد محترم کا وہاں سے گزر ہوا جو بڑے سمجھدار اور زیرک انسان تھے، لڑکوں نے ان سے سوال کیا کہ ہم ہر چیز کا خیال رکھتے ہیں، سیمنٹ بھی اچھا لگاتے ہیں اور مستری بھی بڑا تجربہ کار ہوتا ہے پھر بھی یہ دیوار کیوں گر جاتی ہے؟ استاد محترم فرمانے لگے تم پہلی اینٹوں کے اوپر لگی گردوغبار کو خوب اچھی طرح صاف کرتے ہو؟ طلبہ کہنے لگے جی استاد جی ہم صاف کرتے ہیں، استاد صاحب فرمانے لگے مجھے دکھاؤ؟ چنانچہ استاد صاحب دیکھ کر کہنے لگے تم نے پہلی پرانی اینٹوں سے گردوغبار صاف تو کیا ہے مگر اچھی طرح صاف نہیں کیا، لوہے کا برش لے کر اچھی طرح خوب صاف کرو پھر ہلکا سا تر کرو پھر نئی اینٹ جوڑ دو کبھی نہیں گرے گی، چنانچہ جب طلبہ نے اسی طرح خوب صاف کرتے ہوئے پرانی اینٹوں کو تر کر کے نئی اینٹیں جوڑ دیں تو وہ مضبوطی سے ایسے چمٹ گئی جیسے سیسہ پلائی دیوار ہوتی ہے، استاد صاحب روحانی مزاج کے تھے فوراً طلبہ کو سمجھانے لگے کہ بیٹو! جس طرح پرانی اینٹ پر ذرا سا گردوغبار باقی رہے تو اسکا تعلق نئی اینٹ سے نہیں جڑ سکتا اسی طرح جس دل پر گناہوں کا گردوغبار ہو اسکا تعلق پاک وسبحان ذات سے نہیں جڑ سکتا۔

انسان سچا استغفار کرے تو تب جا کر اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط جڑتا ہے اور اگر واقعتاً اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط بنانا چاہتے ہو تو اپنے دلوں پر استغفار کا مانجھا مارو۔

میں انہیں الفاظ پر خطبہ جمعہ کا اختتام کرتا ہوں رب تعالیٰ مجھے اور آپکو استغفار کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❀❀❀

خطبہ:4

استغفار سے حالات بہتر ہوتے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [نساء: ٤/ ١١٠]

حمد وثنا کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے۔

ترتیبی تمہیدی گزارشات

موجودہ حالات کے اندر، یعنی ملکی حالات اور امت مسلمہ کے اجتماعی طور پر پسپائی والے حالات کے اندر میرا اور آپ کا کردار کیا ہونا چاہیے، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ منبر ومحراب سے حالات کی سنگینی کے بارے میں لازماً رہنمائی ملنی چاہیے سب سے پہلی بات کہ ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے، ہمیں اللہ سے معافی مانگنی چاہیے جب ہم انفرادی طور پر تنہائی میں بیٹھ کر خود کو گرا کر اللہ کی عظمت کو دل وجان سے تسلیم کر کے شرمندگی کے آنسو بہائیں گے تو اللہ کی نصرت اجتماعی اور انفرادی طور پر ہمارے شامل حال ہوگی اور اللہ! امت مسلمہ کے حالات بہتر بنا دیں گے، لیکن اگر ہم چوبیس گھنٹے گالیاں دے کر اور حکمرانوں پر تنقید کر کے یہ سمجھیں گے کہ ہم نے مسلمان ہونے کا حق ادا کر دیا ہے تو یہ ایک شیطانی چال ہے۔ حقائق

کی طرف آیئے اور تنہائی میں بیٹھ کر اس بات کا اقرار کیجیے کہ جس طرح غلطیاں ہمارے حکمرانوں میں ہیں، بعینہ شاید میں بھی اسی میں مبتلا ہوں، اللہ کے دین کے لیے تن من دھن قربان کرنا تو درکنار میرا تعلق صرف نماز کی حد تک رہ گیا ہے اللہ! مجھے اور حکمرانوں کو معاف فرما۔ اللہ! امت مسلمہ کو بھی معاف فرما۔ آمین!

معافی مل گئی سب کچھ مل گیا

ایک نیک آدمی کے پاس اللہ کی تمام نعمتیں موجود تھیں ایک آدمی نے پوچھا حضرت اللہ نے آپ کو علم و عمل، فضل و برکت اور تمام نعمتوں سے نوازا ہے آپ اللہ سے کیا مانگتے ہیں؟ شان و شوکت آپ کے پاس ہے مال و دولت آپ کے پاس ہے وہ کہنے لگے میں تو ایک (کچا) گنہگار سا بندہ ہوں، جب سے میں باشعور ہوا ہوں تب سے میں یہی بات اللہ سے کہتا ہوں کہ اللہ! مجھے معاف فرما، اگر تم بھی اللہ کی رحمت پانا چاہتے ہو تنہائی میں اللہ سے معافیاں مانگا کرو، اللہ فرماتے ہیں: سچے دل سے معافی مانگنا تیرا کام ہے بخشش و رحمت کے سب دروازے کھول دینا میں رب رحمان کا کام ہے۔

صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعریف سن کر استغفار کرنا

محترم محمد دین مجاھد عزیز میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماموں کانجن کو کہا: حضرت آپ نے بہت کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس قدر شاندار وسیع و عریض دینی درس گاہ تیار کروائی ہے، آپ نے تو وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے، جو بڑے بڑے نہ کر سکے جب محمد دین نے یہ باتیں کیں تو حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زاروقطار رونا شروع کر دیا پھر سسکیاں بھرتے ہوئے فرمانے لگے: محمد دین میں نے سب کچھ نہیں کیا یہ سب اللہ نے کیا ہے، بس رب مجھے معاف کر دے، حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنا جواب دیکر پھر رونے لگے، اور استغفار میں مصروف ہو گئے، رب تعالیٰ ہمیں بھی یہی تقویٰ اور جذبہ نصیب فرمائے۔ آمین!

ایک بزرگ کی نصیحت

حافظ یحییٰ عزیز میر محمدی رحمہ اللہ بہت بڑے ولی اللہ تھے وفات سے چند دن قبل ایک ساتھی نے کہا حضرت کوئی نصیحت فرما دیں جواب میں کہنے لگے کہ ذکر کرو، نماز پڑھو، حسنات کے ڈھیر لگادو، غرض کہ اپنا سارا وقت دین اسلام کی سربلندی میں لگا دو اور آخر میں یہی کہہ کر کہ اللہ! مجھے معاف فرما، میں تیرے دین کی خدمت کا حق ادا نہیں کر سکا۔ مت سمجھنا میں حاجی، نمازی اور قاری صاحب ہوں مجھے استغفار کی کوئی ضرورت نہیں، یہ سب شیطان کی چالیں ہیں، جن کے ذریعے وہ انسانوں کو گمراہ کرتا ہے۔

تسبیح زیادہ نفع بخش یا استغفار

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور بڑائی بیان کرنا بہت بڑی سعادت کی بات ہے مگر میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر ہمیں زیادہ توجہ استغفار کی طرف دینی چاہیے، حالات کی بہتری و برتری میں استغفار کا بہت زیادہ کردار ہے، جب اللہ کے فضل سے حالات بہتر ہو جائیں تو پھر اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے میں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔ امامِ تقویٰ وطہارت ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب ''الوابل الصیب'' ص: ۱۶۲ پر نقل فرمایا ہے۔ ایک عالم سے سوال کیا گیا'' آدمی کے لیے کون سی چیز زیادہ فائدہ مند اور نفع بخش ہے تسبیح یا استغفار؟ جواب دیا: کپڑا دھلا، اُجلا ہو تو اس پر عطر اور خوشبو کا چھڑکاؤ فائدہ مند ہے اور اگر کپڑا میلا اور گندہ ہو تو صابن اور گرم پانی ہی زیادہ اور صحیح فائدہ کرے گا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات میں نے اپنے استاذ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو سنائی تو فرمانے لگے: ابن قیم رحمہ اللہ! ہمارے نامہ اعمال میں گناہ کے دھبے کبھی بھی ختم نہیں ہوتے ہمیں تو گرم پانی اور صابن ہی کی زیادہ ضرورت ہے، استغفار صابن کا اور تسبیح وتکبیر خوشبو کا کام دیتی ہے۔

یاد رکھیں! حالات جتنے بھی بدتر ہو جائیں جب لوگ سچی نیت سے استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حالات کو بہتر بنا دیتے ہیں اللہ نے اپنے قرآن پاک میں اس کی وضاحت فرمائی ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا .... الخ﴾ [نساء: ٤/١١٠]

اے پیغمبر! جو برائی کر بیٹھتا ہے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھتا ہے اپنی غلطی پر گھمنڈ اور غرور نہیں کرتا، اصرار نہیں کرتا اپنے اللہ سے معافیوں کا طلبگار ہو جاتا ہے اللہ فرماتا ہے: گناہ بڑا ہو یا چھوٹا سچے دل سے توبہ کرنا تیرا کام ہے معاف کرنا میں رب رحمان کا کام ہے۔

کعبہ میں استغفار

نبی رحمت ﷺ ہمیشہ کے روشن مستقبل کے لیے کثرت سے استغفار کرتے، حالانکہ آپ ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ کامل، ہر گناہ سے پاک تھے مگر آپ کو جس قدر زیادہ قرب الٰہی حاصل تھا آپ ﷺ اس قدر زیادہ استغفار کثرت سے کرتے تھے۔

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَامَ فِي الْكَعْبَةِ فَسَبَّحَ وَكَبَّرَ وَدَعَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ وَلَمْ يَرْكَعْ وَلَمْ يَسْجُدْ))

[مسند احمد: ج٢ ص ٢١٠، مجمع الزوائد: ٣/٢٩٣]

آپ ﷺ کعبۃ اللہ میں کھڑے ہوئے اللہ کی پاکیزگی اور بڑائی بیان کرتے رہے پکارتے رہے حتی کہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا: اے اللہ! مجھے معاف فرما، میں تجھ سے معافی کا طلبگار ہوں، صحابی بیان کرتے ہیں آپ نے رکوع کیا نہ ہی سجدہ کیا، صرف استغفار ہی کرتے رہے، سامعین کرام! آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ معافی کامل جانا کامیاب اور مبارک مستقبل کی ضمانت ہے۔

ہماری خرابی کی اصل وجہ

ہمارے اندر خرابی یہ ہے کہ ہم فرائض کی ادائیگی میں بھی غافل ہیں، اعمال صالحہ بے توجہی سے ادا کرتے ہیں اور گالی بھی دیتے ہیں، شراب نوشی بھی کرتے ہیں، غیبت بھی کرتے ہیں، زبان کا غلط استعمال بھی کرتے ہیں، سود بھی کھاتے ہیں، ماں باپ کی نافرمانی بھی کرتے ہیں اور ان تمام گناہوں پر فخر بھی کرتے ہیں، ندامت و شرمندگی کی بجائے

جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں یہی بربادی ہے یہی چیز اللہ اور اس کے رسول کی لعنت کا باعث ہے جو گناہ کرکے جرأت کا مظاہرہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور نبی کی طرف سے اس پر لعنت کی جاتی ہے اور استغفار کرنے والے کے لیے بخشش ہے۔

استغفار سے حالات بہتر ہوتے ہیں

معافی کے اندر اللہ نے بڑی برکت اور رحمت رکھی ہے نبی اکرم ﷺ کے دور میں جب بھی حالات خراب ہوئے، اٹھایئے سیرت کی کتابیں نبی اکرم ﷺ پر جب بھی مشکل حالات آئے کاروبار میں گھربار میں، ملکی انتظام میں، دشمن کے تسلط سے جب بھی بے بس ہوئے تو آپ ﷺ نے یہی کہا: ''اللہ مجھے معاف فرما۔'' نبی اکرم ﷺ یہ جانتے تھے کہ جسے معافی مل گئی اسے عزت و دولت مل گئی۔ سعادت، نصرت اور کامیابی مل گئی۔

اہل مکہ کے حالات اور استغفار

ہمارے ہاں جب بھی حالات بگڑتے ہیں تو ہماری توجہ مادیت کی طرف ہوتی ہے، ہم دنیا کے ظاہری میک اپ کو سنوارنا شروع کر دیتے ہیں، جبکہ حقیقی بہتری اور کامیابی معاشرہ کو اسی وقت حاصل ہوتی ہے، جب وہ گناہوں کو چھوڑ کر استغفار کو لازم پکڑ لے، صحیح بخاری میں موجود ہے کہ قریش مکہ نے جب آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی انتہا کر دی، تعلیمات ربانیہ کا مذاق اڑایا تو آپ نے اہل مکہ کے لیے بددعا کر دی کہ اللہ ان پر سیدنا یوسف علیہ السلام کے دور جیسا قحط نازل فرما، تاکہ ان کو معلوم ہو کہ حق اور سچائی کو ٹھکرانے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی بددعا قبول ہوئی اور اہل مکہ کے حالات حد درجہ بدتر ہوگے، حدیث میں آتا ہے (حَتّٰی اَکَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ وَالْمَیْتَةَ) انہوں نے ہڈیاں، چمڑے اور مردار کھانا شروع کر دیا، زندگی ہر طرف سے بدمزہ ہوگئی جب اہل مکہ کو کچھ سمجھ نہ آیا تو آپ ﷺ کی طرف قاصد بھیجا تو اس نے آکر کہا: (یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَغْفِرِ اللّٰہَ) اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے معافی طلب فرمائیں، کہ وہ رب ہماری زیادتیاں معاف کر دے، یہ بات مشرک بھی سمجھتے تھے کہ بالآخر بہتری استغفار سے ہی آتی ہے، چنانچہ آپ رحمۃ للعالمین ﷺ نے دعائے استغفار فرمائی اور اللہ نے حالات

بہتر کردیئے۔[صحیح بخاری: ۴۸۲۱،صحیح المسلم: ۲۷۹۸]

مدینہ طیبہ میں قیامت سا منظر

مدینہ طیبہ میں صحابہ بیان کرتے ہیں کہ دن کا وقت ہے اچانک سورج گرہن لگ جاتا ہے دن کا اجالا تاریکیوں میں تبدیل ہوجاتا ہے ،صحابہ کہتے ہیں:

((فَقَامَ النَّبِیُّ فَفَزِعَ یَخْشَی اَنْ تَکُوْنَ السَّاعَةُ))

نبی کریم ﷺ پریشان ہو گئے کہ آج کہیں قیامت کا دن تو نہیں ہے اتنے حالات سنگین اتنی پریشانی ((حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَفَذَکَرَ اللّٰہَ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ))[صحیح بخاری: ۴۸۲۱،صحیح المسلم: ۲۷۹۸] مسجد میں آئے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کمال اہتمام سے دو رکعت نفل ادا کیے، یہ بات کہی: اللہ! مجھے معاف فرما، الٰہی میں اپنے لیے اور امت کے لیے بخشش کا طالب ہوں۔صحابہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ استغفار کررہے ہیں اور اللہ نے دن کی روشنیاں واپس لوٹا دیں ،رحمت وبرکات اور سعادتیں واپس لوٹا دیں ،سامعین کرام! ہم روزانہ اخبار پڑھتے ہیں، تنقید کرتے ہیں، حکمرانوں کو برا بھلا کہتے ہیں، کبھی مسجد میں آکر صلوۃ الحاجۃ دو رکعتیں پڑھی ہیں........؟؟؟؟ صلوۃ الحاجۃ کا معنی ہے ''مصیبت کی نماز یا کسی اہم موقع کی نماز'' کیا کبھی ہم نے مسجد میں آکر صلوۃ الحاجۃ ادا کر کے دعا کی کہ اللہ مجھے معاف فرما اور ہمارے ملک کے حالات بہتر بنا؟ دوستو! یہی طریقہ اپناؤ ،اگر تم وطن، اپنی ذات اور دھرتی سے مخلص ہو۔آیئے! آج یہ ذلت ورسوائی آوارگی دینی بدعات کا نتیجہ ہے، نبی کریم ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کیجیے، اللہ تعالیٰ حالات بہتر بنادے گا اللہ کا قرآن بھی یہی اعلان کرتا ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [نساء: ۴/۱۱۰]

اے میرے بندو! کوئی غلطی ہوجائے جرم ہوجائے، ذرا سوچیے! ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر مجرم، خاندانی اور کاروباری اعتبار سے بھی مجرم، کیا ہماری معیشت اسلام کے

مطابق ہے خاندانی معاملات، مساجد و ادارے یہ تمام اسلام کے مطابق ہیں؟ ہر معاملہ میں صرف اسلام کا نام باقی رہ گیا ہے صحیح اسلام کہیں بھی نہیں آتا آیئے! اللہ کے حضور استغفار کیجئے۔

خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں قحط اور استغفار سے رحمت کا نزول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا صحابہ بہت پریشان ہیں بارش نہیں ہو رہی، زمینیں بنجر ہو گئیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کو ساتھ لیا کھلے میدان میں جا کر نماز پڑھ کر کہنے لگے: ''اللہ! مجھے معاف فرما اللہ! میرے ساتھیوں کو معاف فرما۔''

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور دوستوں، بیوی بچوں کے لیے معافی مانگا کرو، تیرے گھر کا مسئلہ ہے برادری، مسجد، مدرسہ یا سکول کا مسئلہ ہے تو پریشان مت ہو دردر کی خاک مت چھان بلکہ اکیلا بیٹھ کر اللہ سے معافی مانگ لیا کر اللہ اپنی رحمتوں کو وسیع کر دے گا، حضرت عمر کی خلافت میں قحط کا زمانہ آ گیا میدان میں آپ استغفار کیے جا رہے ہیں، ساتھیوں نے عرض کی امیر المومنین! بارش مانگنے کے لیے نکلے ہیں اور آپ استغفار کیے جا رہے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے استغفار جاری رکھا اللہ نے آسمان سے بارش نازل فرما دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم مجھے کہتے ہو کہ میں معافیاں ہی مانگے جا رہا ہوں اللہ کا قرآن پڑھ کے دیکھو:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا﴾ [نوح: ۷۱/۱۰]

معافی مانگ لو بیٹے لے لو، بارش، عزت، کاروبار میں برکت، ان تمام کے حصول کے لیے صرف اللہ سے معافی مانگ لو، اللہ ہر چیز عطا کر دیں گے، مسائل کا حل سچی معافی کے اندر ہے جھوٹی معافی میں نہیں، آیندہ گناہ کرنے کا ارادہ ترک کر دو، انسان جب معاشرے سے مرعوب ہو جاتا ہے تو ذلیل ہو جاتا ہے، جو عزت والا رازق حی لا یموت کر سکتا ہے جس کی صفت ''ہو الرزاق ذو القوۃ المتین'' ہے اس جیسا باعزت رزق کوئی اور نہیں

عطا کر سکتا، ہمارے اعمال نامہ میں دنیا کے سارے گناہ موجود ہوں گے شاید ہی کسی گناہ سے ہمارا اعمال نامہ خالی ہوگا تو سچے استغفار سے خالی ہوگا۔

استغفار سے ہر نعمت کا حصول اور ہر زحمت دور

اللہ والوں کے پاس جب لوگ اپنی مشکلات اور محرومیاں لے کر آتے تو رب والے ہر مشکل کے حل اور ہر خیر کے حصول کے لیے استغفار کا حکم کرتے۔ آج کئی نام نہاد جاہل مولویوں نے تعویز گنڈہ اور استخارہ بازی کے دفتر کھول رکھے ہیں سادہ لوح مسلمانوں کا جہاں مال لُوٹا جاتا ہے وہاں ساتھ ایمان بھی لوٹا جاتا ہے۔ آج ہی ان دھندوں سے بچ کر استغفار کو لازم پکڑو، خود استخارہ کرو خود دم کرو، خود معافیاں مانگو، دیکھنا چند لمحات میں ہی حالات بہتر ہوتے ہیں۔ آقائے دو جہاں نے گارنٹی دی ہے کہ استغفار کرنے والے کا ہر دکھ دور ہوتا ہے اور خیر عطا ہوتی ہے۔ مسند احمد میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَّخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَيَرْزُقُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ))

[سنن ابی داود: ۱۵۱۸، مسند احمد: ۲۲۳٤ حدیث جید]

استغفار لازم پکڑلو تو تین چیزیں اللہ عطا کریگا: ① مصیبت سے کشادگی کے راستے اللہ دکھادے گا۔ ② پریشانیوں کو دور کر دیا جائیگا۔ ③ کاروبار میں الجھنیں آئیں تو اللہ رحمت و برکات کے دروازے کھول دے گا۔

اب بتائیں! کہ ہم در در کی خاک چھانتے پھرتے ہیں ہر کسی سے مشورہ کرتے پھرتے ہیں مگر اپنے اللہ سے مشورہ نہیں کرتے کوئی بھی کاروبار کرنا ہو اللہ سے معافی مانگ کر جاؤ، اللہ تمہیں ایسی جگہوں سے رزق عنایت فرمائیں گے کہ تم وہ جگہیں سوچ بھی نہیں سکتے، اللہ کی مخلوقات کتنی ہیں ان کو جسقدر رزق عطا ہوتا ہے یہ استغفار اور تسبیحات کی بدولت ہی عطا ہوتا ہے کبھی اللہ کی شہنشاہی پر غور کیا کر، وہ ان جگہوں پر رزق دینے پر قادر ہے جہاں کوئی ذات رزق نہیں پہنچا سکتی۔

دوسروں پر ظلم کر کے، یتیموں کا مال کھا کر سودی کاروبار کر کے، بانڈز وغیرہ کی

کمائی کھا کر، دیگر حرام کے دھندے کر کے اپنے پیٹ کو پالنے والے، شاید تو نے سمجھ رکھا ہے کہ جھوٹ دغا فراڈ کے بغیر رزق نہیں ملے گا، اللہ فرماتے ہیں کہ معافی تو مانگ لے رزق اور عزت میں عطا کر دونگا، میرے بھائی! جو اللہ ہاتھی کا پیٹ بھر سکتا ہے وہ تیرا پیٹ بھی عزت کی روٹی سے بھر سکتا ہے اللہ پر اعتماد کرنا سیکھ۔

اعلیٰ گھرانہ اور منحوس گھرانہ

ایک گھرانے میں تمام لوگ غیبت، چغل خوری کا شکار ہیں، چھوٹے اور بڑے گانوں، فلمیں اور ویڈیوز کے دلدادہ ہیں، جھوٹ انکی گھٹی میں بسا ہوا ہے جبکہ دوسرے گھرانے میں بچہ بچہ استغفر الله کا ورد کر رہا ہے اس گھرانے کے سبھی افراد توبہ و استغفار میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں، اللہ ان لوگوں کو ایسی لذتیں عطا فرماتے ہیں جن لذتوں کا مزا بادشاہ اپنے محل میں بیٹھ کر بھی نہیں پا سکتا، ہم سمجھتے ہیں کہ ہم تمام برے اعمال کا ارتکاب کر کے شاید باعزت اور چودھری بن جائیں گے، مگر جو بندہ گناہ کے بعد معافی نہیں مانگتا ایک وقت ایسا بھی آتا ہے اللہ اس کے گناہوں کا وبال اس کے اوپر ڈال دیتے ہیں، ہر کالم نویس اور تجزیہ نگار کی اپنی سوچ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی بربادی کی وجہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ہمارے اوپر ہمارے گناہوں کا وبال پڑ چکا ہے ساٹھ سال کی مہلت بہت لمبی مہلت ہے اگر اس وبال کے چھینٹوں سمیت ہم دربار الٰہی میں پیش ہوئے تو یقیناً ہم زیارت الٰہی سے محروم کر دیئے جائیں گے، مت سمجھو کہ آخر عمر میں تمام نیک اعمال کر لوں گا، پکا نمازی بن جاؤں گا، حج کروں گا یہ سب شیطانی دلاسے ہیں، جو آدمی اللہ کے ہاں اپنے جرم کا اقرار کر لیتا ہے اللہ اسے معاف کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا مہمان بھی بنا لیتے ہیں، اس کا میزبان خود بن جاتے ہیں اس پر رحمتیں اور برکتیں نازل کرتے ہیں۔

میرا پیغام یہ ہے اگر بیٹے چاہتے ہو، کاروبار چاہتے ہو تو جادو چلانے چھوڑ و، اللہ سے معافی مانگو اللہ ہر چیز عطا کریگا میرے اور آپ کی زندگی کے تمام مسائل کا حل استغفار میں ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مجلس میں ستر سے لیکر سو مرتبہ تک استغفار کرتے تھے۔

استغفار کی برکت سے رہائی مل گئی

جیسا کہ آپ سماعت فرمارہے ہیں کہ استغفار سے مشکلات ختم ہوتی ہیں، استغفار تمام تنگیاں دور کر دیتا ہے اور استغفار سے حالات میں بہتری آتی ہے۔ ایک شخص اپنے جرم کی پاداش میں جیل چلا گیا وَحَكَمَ عَلَيْهِ بِالسِّجْنِ اَكْثَرَ مِنْ سَنَة سال سے زیادہ قید کا فیصلہ سنایا گیا وہ شخص بیان کرتا ہے کہ مجھے اپنے کیے پر بہت شرمندگی ہوئی اور میں نے دن رات کثرت سے استغفار شروع کر دیا حتیٰ کہ تعداد کئی ہزاروں تک پہنچ گئی اس استغفار سے بہتری یہ ہوئی کہ ((بَعْدَ مَرُوْرِ شَهْرَيْنِ اسْتَدْعُوْنِيْ وَقَالُوْا انْتَهَتْ مُدَّتُ الْحُكْمِ عَلَيْكَ وَجَاءَ كَ الْعَفُوُ)) جیل والوں نے دو ماہ کے بعد مجھے بلایا اور کہا تمہاری سزا ختم ہوگئی ہے اور تیری معافی کا پروانہ آچکا ہے چنانچہ رہائی کے بعد میرے پاس ایک سخی شخص آیا اور کہنے لگا قید کی وجہ سے تیری مالی حالت بہت زیادہ کمزور ہے یہ تیس ہزار ریال لے لے اور اپنی ضروریات کو پورا کرلے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سارا کچھ ((لَقَدْ سَخَّرَهُ اللّٰهُ لِيْ بِسَبَبِ مُلَازَمَتِي لِلْاِسْتِغْفَارِ)) مجھ کو استغفار کی برکت ہی سے حاصل ہو۔ (علاج الذنوب/القصة الرابعة)

سامعین حضرات اس جیسے سینکڑوں واقعات روزانہ رونما ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے استغفار پر اس کے حالات کو بہتر سے بہتر بنا دیتے ہیں اور بظاہر ناممکن معاملات لمحہ بھر میں ممکن ہو جاتے ہیں۔

خواتین کو استغفار کا حکم

ہماری مائیں اور بہنیں زیادہ وقت فضولیات میں گزار دیتی ہیں۔ عزیز رشتہ داروں اور ملنے والوں کی غیبتیں کرنا، انکی خامیاں تلاش کرنا اور ہر چیز پر تنقید برائے تنقید کرتے رہنا، اکثر خواتین کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے، بلکہ کئی تو اپنے خاوند کے خلاف باتیں کرنے سے بھی باز نہیں آتیں، ایسی خواتین کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہی عادات و حرکات جہنم جانے کا سبب بن جائیں۔

نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو مخاطب ہو کر فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَاَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فَاِنِّي رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ)) [صحيح بخاری وصحيح المسلم: ٧٩]

آپ ﷺ نے فرمایا: دوران معراج مجھے اللہ نے دوزخ اور جنت دونوں کی سیر کروائی ہے وہاں میں نے جہنم میں دیکھا کہ مردوں کی نسبت عورتوں کی کثرت جہنم میں ہے نبی کریم ﷺ نے جب یہ حدیث صحابیات کو سنائی تو ان کی چیخیں نکل گئیں، آیئے! جدید فیشن سے توبہ کیجیے، مغربی لوگ تمہاری عزت کو نیلام کرنا چاہتے ہیں تمہارے سر سے دوپٹہ اتارنا چاہتے ہیں، ان ماؤں بہنوں کو شرم وحیا سے عاری کرنا چاہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جہنم میں عورتوں کی کثرت ہے صحابیات نے عرض کی کہ جہنم سے بچنے کا کوئی طریقہ بتلا دیں آپ نے فرمایا: دو کام کر لو اللہ جہنم سے محفوظ کر دے گا (۱) کثرت سے صدقہ کیا کرو (۲) کثرت کیساتھ اللہ سے معافی مانگا کرو، اس لیے میری بہنا! روزانہ صدقہ بھی کیا کر اور استغفار بھی کیا کر، دو کام جہنم سے بچا لیتے ہیں صدقہ کرنا اور کہنا ((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ)) اے اللہ! مجھے معاف فرما، جس استغفار سے جنت مل سکتی ہے کیا اس استغفار سے عزت کی روزی نہیں مل سکتی؟ کیا اس استغفار سے دین ودنیا کی عزت نصیب نہیں ہو سکتی؟

اے عائشہ لیلۃ القدر پالے تو معافی مانگ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے پوچھا: اے نبی رحمت! بتائیں اگر میں قدر والی رات پالوں تو اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں، کس چیز کا سوال کروں؟ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا عائشہ! تیری اولاد نہیں بیٹا مانگ لے، یا تیرے پاس دنیا کا سونا چاندی نہیں، دنیا کا مال ومتاع مانگ لینا۔ بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تجھے یہ بابرکت رات نصیب ہو جائے، تو کثرت سے معافی مانگ اور استغفار کرتے ہوئے یہ کلمات بار بار پڑھ:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

[جامع الترمذی: ٣٥١٣ ومستدرك حاكم: ١/٣٥]

''اے اللہ! تو معاف کرنے والا، معافی کو پسند کرنے والا ہے مجھے معاف فرمادے۔''

میری معزز ماؤں بہنو! بابرکت موقعوں پر ہمیشہ معافی کو لازم پکڑو۔ معافی ہی سے حالات بہتر ہوتے ہیں، معافی ہی سے جہنم سے خلاصی نصیب ہوتی ہے اور معافیہی جنت کا حقدار بناتی ہے۔

استغفار کی برکت سے اولاد کا ملنا

رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو بالخصوص استغفار پر پابندی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور اس کی وجہ یہی ہے کہ نیک عورت استغفار کی برکت سے گھر بیٹھے ہی ہر خیر حاصل کرسکتی ہے آج کل کئی عورتیں اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہیں اور وہ نرینہ اولاد کے حصول کے لیے ڈاکٹروں اور درباروں کا چکر لگاتی ہیں لیکن قرآن وحدیث اس بات کا شاہد ہیں کہ اگر یہی عورت چاردیواری میں رہ کر سچے دل سے پابندی کرتے ہوئے استغفار کو لازم پکڑ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو گھر بیٹھے نیک اولاد عطا فرمادیں اور اس طرح کے بے شمار واقعات موجود ہیں ایک صحیح واقعہ میں ایمان کی تازگی کے لیے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ ام یوسف بیان کرتی ہیں کہ میری شادی کو تقریباً پندرہ سال گزر گئے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اولاد جیسے میٹھے میوے سے محروم رکھا، میں اپنے علاج کے لیے یورپ تک گئی لیکن اولاد جیسی نعمت سے محروم رہی، ایک دن ایسا ہوا کہ ((ذَهَبْتُ إِلٰى أَحَدِ الدُّرُوسِ الدِّيْنِيَّةِ فَسَمِعْتُ دَاعِيَةً تَتَكَلَّمُ عَنِ الْاِسْتِغْفَارِ وَفَضْلِهِ)) میں ایک دینی مجلس میں گئی وہاں استغفار کی فضیلت و اہمیت کے بارے میں درس سنا تو مجھے سو فیصد یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ضرورت کا حل استغفار میں رکھ دیا ہے چنانچہ میں نے بڑی دلجمعی کے ساتھ اپنے حالات کی بہتری کے لیے اور نیک اولاد کے حصول کیلیے کثرت سے استغفار کرنا شروع کردیا۔ دَاوَمْتُ عَلَى الْاِسْتِغْفَارِ وَلَمْ يَمْضِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ وَهِيَ حَامِلٌ وَأَنْجَبْتُ يُوسُفَ وَهُوَ الْآنَ فِي السَّادِسَةِ مِنَ الْعُمُرِ مَاشَاءَ اللّٰهُ ابھی مجھے استغفار پر ہمیشگی کرتے ہوئے چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امید سے کردیا اور

بعد میں پوری سلامتی کے ساتھ بیٹا عطا فرمایا جس کا نام میں نے یوسف رکھا اب ماشاء اللہ اس کی عمر چھ سال ہے اور میں ام یوسف بن چکی ہوں۔ (علاج الذنوب/القصة الاولیٰ)

اس واقعہ کی روشنی میں ہر اس بہن کی خدمت میں گزارش کروں گا جو نیک اولاد کی خواہش رکھتی ہے کہ وہ نہایت عاجزی کے ساتھ استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اولاد تو کیا سب مرادیں پوری کردے گا۔ مگر پابندی لازمی ہے

بیوہ کے گھر میں استغفار کی برکت

زندگی میں حالات بدلتے رہتے ہیں مردوں کی بنسبت عورتوں کے لیے تنگ حالات کا مقابلہ کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے لیکن جو عورت حالات کی تنگی میں استغفار کو لازم پکڑ لے اور سچے دل سے اپنے اللہ سے معافی کی طلب گار بن جائے تو اللہ تعالیٰ حالات کو پہلے سے بھی بہتر بنا دیتے ہیں۔ یقین کے ساتھ مانگی ہوئی معافی اور کیا ہوا استغفار مستقبل کو روشن کردیتا ہے۔ ایک مسلمان بیوہ عورت کا بیان ہے: مَاتَ زَوْجِیْ وَاَنَا فِی الثَّلَاثِیْنَ مِنْ عُمْرِیْ وَعِنْدِیْ مِنْهُ خَمْسَةُ اَطْفَالٍ بَنِیْنَ وَبَنَاتٍ فَاَظْلَمَتِ الدُّنْیَا فِیْ عَیْنِیْ وَبَکَیْتُ حَتّٰی خِفْتُ عَلٰی بَصَرِیْ کہ میرا خاوند اس حال میں فوت ہوا کہ میری عمر تیس سال تھی اور وہ پانچ کے قریب بچے بچیوں کو یتیم چھوڑ گیا۔ دنیا میرے لیے اندھیر ہوگئی پیار کے سارے دعویدار دور ہوگئے حتی کہ رو رو کر میری حالت یہ ہوچکی تھی کہ قریب تھا کہ میں اپنی آنکھوں سے اندھی ہوجاتی کیونکہ میری آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور ننھے منھے جگر کے ٹکڑوں کا رونا مجھے ہر وقت بے چین اور بے قرار رکھتا تھا اسی دوران ایک دن میں نے اپنے ریڈیو کو آن کیا تو ایک شیخ استغفار کی فضیلت، اہمیت اور اس کے فوائد بیان کررہے تھے جو کہ سننے کے بعد میرے دل میں گھر کر گئے۔ فَاَکْثَرْتُ بَعْدَهَا مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ وَاَمَرْتُ اَبْنَائِیْ بِذَالِكَ اور میں کثرت کے ساتھ استغفار کرنا شروع کردیا اور اپنے بچوں کو بھی پابند کیا کہ وہ کثرت کے ساتھ استغفار کریں، چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد حالات نے کروٹ بدلی اور معاملات بہتری کی طرف آنا شروع

ہو گئے مجھے سلائی کڑھائی کا کام مل گیا اور میرے بچے بھی اچھے سکول میں پڑھنا شروع ہو گئے اور آج تک میں نے استغفار پر پابندی کی ہے اور میں نے اپنے بچوں سمیت فراخی وفراوانی کی زندگی بسر کر رہی ہوں اور میرے بچے بھی اچھے عہدوں پر ملازمت کر رہے ہیں۔ وَامْتَلَأَ بَيْتُنَا خَيْرًا وَصِرْنَا فِي عَيْشَةٍ هَنِيئَةٍ وَأَصْلَحَ اللّٰهُ لِي كُلَّ أَبْنَائِي وَبَنَاتِي ذَهَبَ عَنِّي الْهَمُّ وَالْحُزْنُ وَالْغَمُّ ۔ اور ہمارا گھر خیر و برکت سے بھرا پڑا ہے اور زندگی بھی حد درجہ مبارک ہے سارے بچے تابعدار ہیں اور بے سکونی و بے چینی کا نام و نشان بھی نہیں اور یہ سارا کچھ سچی معافی اور استغفار کا نتیجہ ہے۔

[علاج الذنوب القصة الثانية]

سامعین حضرات! قرآن وحدیث اس بات پر گواہ ہے کہ زبان کی چالاکی سے حالات بہتر نہیں ہوتے، مکر وفریب سے فراخی وفراوانی نہیں ملتی بلکہ جب بھی خیر ملتی ہے وہ استغفار سے ہی ملتی ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو ہر پل اور ہر دم استغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

استغفار کی برکت سے ازدواجی تلخیاں ختم

رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص خواتین کو جو استغفار کا حکم ارشاد فرمایا ہے اس میں بہت سی حکمتیں موجود ہیں آج کل میاں بیوی میں ناراضگیاں اس لیے بھی طول پکڑ جاتی ہیں کہ وہ دونوں استغفار کے عادی نہیں ہوتے اور بالخصوص بیوی جب استغفار کی بجائے بدزبان ہو جائے یا خاوند کی تابعدار نہ رہے تو پھر گھر کو اجڑنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ تاریخ اس بات پہ شاہد ہے کہ جو خاتون کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خاوند کی حق تلفی ہو جانے کے بعد اپنے اللہ کی طرف معافی کی درخواست کرے تو اللہ تعالیٰ سب کدورتیں محبتوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ ایک بیوی کا بیان ہے کہ زندگی میں جب بھی میرا اپنے خاوند کے ساتھ کسی معاملے میں جھگڑا ہوا اور ہمارا تنازع بڑھنے لگا تو میں کثرت کے ساتھ استغفار شروع کر دیا اور ناخوشگوار حالات میں استغفار کی برکت ہمیشہ یہ رہی کہ ہم

ایک دوسرے سے راضی ہوجاتے اور ساری کدورتیں لمحہ بھر میں محبتوں میں تبدیل ہوجاتیں۔[علاج الذنوب/من قصص الاستغفار،القصة الثالثة]

معلوم ہوا کہ ازدواجی زندگی میں خیر وبرکت اور پیار ومحبت کی فضا پیدا کرنے کے لیے استغفار ایک نسخۂ کیمیا ہے۔اور استغفار کو لازم پکڑنے والی خاتون کبھی نامراد نہیں رہتی۔

سچا استغفار ہی قابل قبول ہے

استغفار کی برکات حاصل کرنے کے لیے اور استغفار کے ذریعے حالات میں بہتری لانے کے لیے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی سوچ سمجھ کر استغفار کرے اور پھر استغفار کے تقاضوں کو پورا کرے، معافی مانگتے وقت اپنی معافی میں سچا ہونا بہت ضروری ہے۔ ہمارے ہاں تو استغفار بھی استہزا بن چکا ہے ہاتھ میں تسبیح ہے اور یہ عورت ننگے منہ گھوم رہی ہے، ہاتھ میں استغفار کی تسبیح ہے اور چوہدری صاحب کیبل کے سامنے بیٹھے بدکار لوگوں کی ایکٹنگ سے دل بہلا رہے ہیں۔ایسے منافق مسلمان کسی صورت بھی استغفار کی برکات کو حاصل نہیں کرسکتے۔

سامعین حضرات! لمحہ فکر یہ ہے کہ مسجد میں جا کر استغفار کا معمول رکھنا اور باہر جا کر علانیہ گناہ کرنا یا چھپ کر کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہونا، یہ نفس کا بہت بڑا دھوکہ ہے ایسا شخص رب سے مذاق کر رہا ہے، حضرت فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْاِسْتِغْفَارُ بِدُوْنِ اِقْلَاعٍ تَوْبَةُ الْكَذَّابِيْنَ [الاذکار/٤٨١] جو آدمی استغفار پختہ عزم کے ساتھ نہیں کرتا وہ جھوٹوں والا استغفار کرتا ہے مثلاً: ایک آدمی مسجد میں اللہ سے معافی مانگتا ہے اور باہر نکل کر تمام بری عادات کو اپناتا ہے شیطان کا پیرو بن جاتا ہے شیطان جو چاہے اس سے کروا لے اس کی سوچ میں یہ بات نہیں آتی کہ میں اللہ سے وعدہ کر کے آیا ہوں، حضرت فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو بندہ ایک طرف استغفار کرے اور دوسری طرف بری حرکتوں سے باز نہ آئے وہ بندہ اللہ کے ساتھ دغا کرتا ہے۔ ذرا سوچیے! اگر کوئی آدمی ہمارے ساتھ دھوکہ کرے ہم کہتے ہیں کہ بڑا بدزبان اور بداخلاق آدمی ہے، ہم اللہ سے کتنی مرتبہ عہد کر کے توڑتے ہیں:

اور اسی طرح ایک عارف باللہ کا حد درجہ حکیمانہ قول ہے کہ:

اِسْتِغْفَارُنَا يَحْتَاجُ اِلٰى اِسْتِغْفَارٍ كَثِيْرٍ [الاذکار/۴۸۱]

ہمارا استغفار بہت زیادہ استغفار کا محتاج ہے یعنی ہمارا استغفار اس قدر غیر سنجیدہ اور غیر حقیقی ہے کہ ہمیں اپنے کیے ہوئے جعلی استغفار پر بھی معافی مانگنی چاہیے کہ کہیں عادتاً کیا ہوا استغفار ہمارے لیے ندامت کا باعث نہ بن جائے۔ شاعر نے کیا خوب کہا

اللہ بڑا ہی غفور الرحیم ہے تو
رحم کر دا کدی ناں اکناں ایں
نافرمانیاں اسی تیریاں کر دے
پر تو رحمت دی نظر ای تک جا ایں
اسیں عیب کر دے پاویں اک جائیے
پر تو بخش دا کدی نہ تھک نا ایں

دل کا زنگ کیسے دور ہو؟

جیسا کہ آپ سن چکے ہیں کہ استغفار سے حالات بہتر ہوتے ہیں، انفرادی اور اجتماعی طور پر انقلاب آتا ہے، اسی طرح استغفار اور کثرت سے معافی مانگنا اس قدر مبارک اور پاکیزہ عمل ہے کہ چہرے چمک اٹھتے ہیں اور دل کی سیاہیاں دھل جاتی ہیں، اور دل نور ایمان سے منور ہو جاتے ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِيْئَةً نَكَتَتْ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةً))

جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس سے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، اگر وہ گناہ کرتا ہے دل سیاہ ہو جاتا ہے لیکن استغفار اور معافی میں اتنی برکت اور تاثیر ہے کہ (اِنِ اسْتَغْفَرَ صُقِلَتْ) اگر ایسا شخص سچی معافی مانگ لے اور استغفار کر لے تو رب تعالیٰ اس کے دل کو پالش فرما دیتے ہیں۔ [جامع الترمذی: ۳۳۳۴ وسنن ابن ماجہ: ۴۲۴۴]

آیئے ذرا اس آیت مبارکہ پر غور کیجیے!

﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [نساء: ٤/١١٢]

جو بندہ غلطی خود کرتا ہے اور اپنا گناہ کسی اور پر ڈال دیتا ہے اتنا شاطر اور زبان دراز ہے کہ کسی اور معصوم کو ملوث کر دیتا ہے ایسا آدمی بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، دوستو! آپ اپنے ساتھیوں میں ہو اور تم دیکھتے ہو کہ بعض لوگ بڑے تیز طرار ہوتے ہیں اپنی غلطیاں دوسروں کے سر تھوپ دیتے ہیں اللہ ایسے بندے کو دنیا میں ذلیل اور آخرت میں جہنم رسید کرے گا، کسی کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرنا کسی پر تہمت لگانے کے لیے لوگوں کی ذہن سازی کرنا آج کل کیا نہیں ہو رہا ہے جھوٹے مقدمات جھوٹی گواہیاں آج تو عہدہ داروں سے ملکر اپنا مقدمہ جیت لو گے لیکن اللہ کے ہاں تمہارے لیے عظیم جرم لکھا جا چکا ہے۔

استغفار سے آخرت کے حالات بھی بہتر ہوتے ہیں

یاد رہے! دنیا کی آسائش اور خیر کے لیے ہی استغفار ضروری نہیں، بلکہ قیامت کی تمام ہولناکیوں اور سختیوں میں نجات پانے کے لیے بھی گناہوں سے کنارہ کش رہ کر استغفار کی کثرت کرنا حد درجہ ضروری ہے، نبی رحمت کا فرمان ہے: ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ تَسُرَّهٗ صَحِيْفَتُهٗ فَلْيُكْثِرْ فِيْهَا مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ)) [صحیح الترغیب: ١٦١٩]

جس نے اس بات کو پسند کیا کہ اس کا نامہ اعمال اس کو روز قیامت خوش کر دے نامہ اعمال دیکھ کر وہ خوشی سے لہلہا اٹھے، اس پر لازم ہے، کہ وہ کثرت سے استغفار کرے ہر صغیرہ وکبیرہ گناہ سے بچ کر رہے، ہر اعلیٰ نیکی کی سعادت پا کر پھر بھی معافی کا طالب رہے۔

مگر افسوس! قیامت کے روز اکثریت ایسے لوگوں کی ہوگی کہ جن کے نامہ اعمال میں فضولیات و بکواسات کی بھرمار ہوگی اور وہ اپنی کی ہوئی آوارگی پر حد درجہ شرمندہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جیتے جی کثرت کے ساتھ استغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہماری دنیا ہی نہیں ہماری آخرت بھی سدھر جائے، سنور جائے اور بہتر ہو جائے۔

استغفار کی برکت سے جنتی درخت کا سایہ

ذی وقار سامعین حضرات! میں آخری حدیث سنا کر اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں استغفار اس قدر مبارک عمل ہے کہ اس کے ذریعے دنیا و آخرت کی ہر پیاری بہار نصیب ہوتی ہے۔ اور کثرت اور ہمیشگی سے استغفار کرنے والا سلامتی سے اپنے سفر کو منزل بہ منزل جاری رکھتا ہے حتی کہ جنت میں درخت طوبیٰ کے سایہ تلے جا بیٹھتا ہے۔ یہ استغفار دنیا میں ہی بلند نہیں کرتا، سچی معافی قیامت کو ہی خوش نہیں کرے بھی بلکہ یہی معافی و استغفار جنت کی بہاروں اور اونچائیوں کا سبب بنتے ہیں۔

سنن ابن ماجہ کی صحیح روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

((طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَةِ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا)) جو شخص اللہ کی زمین پر اللہ سے صحت تندرستی، رحمت و برکات لے کر رزق و کاروبار کی فراوانیاں لے کر، استغفار زیادہ سے زیادہ کرتا ہے کل قیامت کے دن جب یہ بندہ دربارِ الٰہی میں پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے طوبیٰ نامی درخت کا سایہ عطا کریں گے طوبیٰ کے دو معنی ہیں:

(۱) خوشخبری

(۲) جنتی درخت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے جھوٹ، گالی گلوچ، غیبت سے اجتناب کیا بلکہ آپ نے فرمایا: ((طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَةِ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا)) یعنی اللہ نے دیکھا کہ میرے بندے کا تمام نامۂ اعمال استغفار سے بھرا ہوا ہے، فرمایا حساب و کتاب کے بغیر آٹھوں دروازے کھول دو اور جنت کا سب سے بہترین درخت طوبی اس کا سایہ تیرے لیے تیار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دو جہانوں میں بہتر حالات نصیب فرمائے اور ہمیں بغیر حساب کے رحمتوں کا وارث بنا دے۔ آمین!

خطبہ:5

فوائد استغفار وکلمات استغفار

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ﴾ [محمد : ٤٧/ ١٩]

''اے میرے پیغمبر! آپ بھی اچھی طرح جان لیں کہ اللہ ایک ہی برحق معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس لیے اپنے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے''

حمد وثنا کبریائی، بڑائی، یکتائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لا شریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، شمس الضحی، بدر الدجی، احمد مصطفی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہ اللہ علیہم کے لیے۔

فکر انگیز تمہید

اللہ کا کروڑہا شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور اپنی بے شمار نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا، لیکن ہماری ناشکری اور نعمتوں کی بے قدری کی بنا پر مسلمانوں کی حالت عالمی، ملکی اور علاقائی سطح پر دن بدن پستی کی طرف جارہی ہے، ایک اللہ کو معبود ماننے اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور اتنا اچھا عقیدہ رکھنے کے باوجود ہمارے اندر کیا خرابی ہے کہ ہم اپنے گھر سے لے کر ایوان صدر اور پوری دنیا تک جہاں بھی مسلمان کو دیکھتے ہیں تو وہ محکوم، غلام اور پریشان نظر آتا ہے، اللہ کی توحید کے اقرار اور نبی کریم ﷺ کی احادیث کی تعلیم کے بعد ایک بہت بڑا سبق ہم بھول چکے ہیں اور جب ہم لوگ اس سے غافل ہو گئے

،اللہ کی رحمتیں بھی ہم سے روٹھ گئیں وہ سبق ہے اللہ سے استغفار کرنا اور معافی مانگنا، اس کے سامنے خود کو ذلیل کر لینا، انسان تہجد گزار ہو عالم بے مثال ہو، تاجر ہو، ذکر و اذکار کرنے والا ہو اس کے باوجود جب تک وہ تنہائی میں خود کو گنہگار سمجھ کر سچے دل سے استغفار نہیں کرتا وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے، استغفار مومن کی زندگی کی روح ہے اور اس کی زندگی کی بنیاد ہے، انفرادی طور پر جن کی تنہائی پاکیزہ ہے وہ اکیلے بیٹھ کر استغفار کرتے ہیں اللہ ان پر رحمت کرتا ہے، ان کے غم دور کرتا ہے لیکن افسوس در افسوس کہ آج کوئی خود کو گنہگار ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہے باوجود کہ ہم علانیہ باغی، احکامات الٰہیہ سے غافل اور لاپرواہیں۔

میں گناہ کے اسلامی تصور کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اپنے اوپر استغفار کی چھتری قائم کر لو یہی ایک آخری بخشش کی امید باقی ہے جب ہم خود کو نااہل سمجھ کر استغفار کریں گے تو اللہ ہماری دنیا و آخرت بہتر بنا دے گا، انسان کتنا بھی گنہگار ہو مایوس نہ ہو بلکہ وہ خیال کرے کہ میری بے بسی کے آنسوؤں میں اللہ نے بڑی قوت رکھی ہے مثلاً: ایک آدمی وہ کسی کو معاف نہ کرے مگر گنہگار بار بار معافی مانگتا چلا جائے تو اس انداز سے بڑے سے بڑا سخت دل انسان بھی معاف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے یہ انسان کی فطرت ہے کہ انسان لاکھوں خامیوں کے باوجود اپنے اندر اپنے گنہگار کے لیے رحمت کے جذبات رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو سراپا رحمت ذات ہے جب بندہ کسی اپنے دشمن کو معاف کر دیتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ تو نے اسے معاف کیوں کیا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ اس نے اتنی معافیاں مانگیں کہ مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں معاف کرنے پر مجبور ہو گیا۔

آئیے! اپنی تنہائی کو پاک کیجیے، ایک وقت آنیوالا ہے کہ اللہ کے روبرو حاضر ہوں گے، دین اسلام نے ہمیں بتلایا ہے کہ سابقہ انبیا سے لے کر نبی کریم ﷺ تک تمام نے توحید کی دعوت کے بعد سب سے زیادہ زور استغفار پر دیا ہے کہ جس اللہ کو مان لیا ہے اب اس کے سامنے اپنی عاجزی انکساری کا اظہار کرو، انبیاء کی سیرت پڑھ کر دیکھو ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیا علیہم السلام توحید کی تبلیغ کرتے رہے اور تنہائیوں

میں اپنے لیے اور اپنی امت کے لیے استغفار کرتے رہے یہ مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے جو سبق ہم بھلا چکے ہیں وہ سبق دوبارہ یاد کرنا ہے، دن کے اندر جس قدر استغفار کی دعائیں ہیں انہیں یاد کرو۔ موت سے قبل ،قبل استغفار کرنیوالوں کی صف میں شامل ہو جاؤ۔

انبیاء ورسل علیہم السلام اور استغفار کا وعظ

اللہ کی زمین پر رب کے سب سے زیادہ محبوب انبیاء ورسل علیہم السلام ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اپنی قوموں کو یہی وعظ کرتے رہے کہ ہر قسم کی مصیبت ٹالنے کے لیے اور ہر طرح کی نعمت ورحمت حاصل کرنے کے لیے معافی کو لازم پکڑو، میں آپکے سامنے چند انبیاء علیہم السلام کے وعظ کو بیان کرتا ہوں۔تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قوموں کو استغفار کا حکم کرتے رہے پہلے نمبر پر توحید کا سبق دیا پھر کہا کہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو۔

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کو استغفار کا حکم

قرآن پاک نے صالح علیہ السلام کا وعظ نقل کیا ہے:

﴿ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا قَالَ یَا قَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰـهٍ غَیْـرُهٗ هُـوَ اَنْشَـاَكُـمْ مِـنَ الْاَ رْضِ وَاسْتَـعْـمَـرَ كُمْ فِیْـهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴾

[ھود: ۱۱/ ۶۱]

”قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا انہوں نے قوم کو دعوت دی کہ حجر وشجر کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور زمین پر آباد کیا اپنے اللہ کی الوہیت کو مان کر اس سے گناہوں کی معافی مانگو اللہ سے معافی مانگنے کے بعد پھر رجوع بھی اپنے رب کی طرف کرو۔ میرا رب قریب اور قبول کرنے والا ہے۔“

سامعین کرام! کیسے دلنشین انداز میں نبی اپنی قوم کو استغفار کی تلقین فرما رہے ہیں پہلے فرمایا، تمہیں زندگی ،حیاتی اور صحت دیکر دنیا میں آباد کرنے والا وہی ہے اسی کے بن کر

رہو اسی سے بخشش مانگو اور وہ معافی مانگنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا بلکہ وہ ایسے لوگوں کے قریب ہے اور ان کی ہر پکار کو سننے والا ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی صدائے عام

ایک موقع پر بڑے ہی پیارے لہجہ میں قوم کو کہتے ہیں:

﴿ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ ﴾

''اپنے رب سے معافیاں کیوں نہیں مانگتے؟'' انسان کو گناہ کرنے کے بڑے طریقے آتے ہیں مگر گناہ بخشوانے کے طریقے نہیں آتے، انہوں نے پوچھا کہ ہم اللہ سے معافیاں مانگیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ صالح علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ میری قوم تم خلوت اور جلوت میں اللہ سے سچے دل سے معافی مانگو اللہ تمہارے اوپر اپنی رحمت نازل فرمائیں گے۔

اہم نکتہ

سیدنا صالح علیہ السلام کی اس صدا سے معلوم ہوا کہ استغفار سے اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں استغفار موجب رحمت ہے، رب تعالیٰ کی رحمت کے متلاشیو! سچا استغفار کرو، معافی کو لازم پکڑو اس کی رحمت کا سایہ نصیب ہوگا۔ اور جس کو رحمت الٰہی میں جگہ مل گئی وہ سمجھ لے اس کو دین، دنیا اور آخرت کے تمام خزانے مل گئے۔

سامعین کرام استغفار کے بے شمار فوائد میں سے یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرما کر اپنی رحمتیں عطا فرما دیتے ہیں۔

ھود علیہ السلام اور قوم کو استغفار کی دعوت

ھود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دعوت استغفار دی قرآن پاک اس انداز سے نقل کرتا ہے:

﴿ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴾

[ھود: ۱۱/۵۲]

"اے میری قوم! استغفار کرو اپنے رب سے پھر اسی کی طرف رجوع کرو وہ تم پر بارش نازل کریگا اور تمہاری قوت بڑھا دیگا، مجرموں کی طرح پیٹھ پھیر کر نہ جاؤ۔"

اس وعظ میں سیدنا ہود علیہ السلام نے استغفار کے فوائد بیان کرتے ہوئے اپنی قوم کو تین باتیں ارشاد فرمائیں:

① استغفار اور سچی معافی سے آسمان رحمت نازل کریگا جو تمہارے رزق میں اضافے کا باعث ہوگی، ظاہر ہے جب بارش ہوگی تب ہی پھل، پھول فروٹ اور سبزیاں تیار ہوں گی، یعنی استغفار کرو اور مزے کا رزق کھاؤ۔

② استغفار سے اللہ تعالیٰ تمہاری موجودہ قوت میں اور اضافہ کرے گا، رب کریم سے جب صدق دل سے معافی مانگی جائے تو دل میں نیکی کا جذبہ بڑھتا ہے، اور جب نیکی کا جذبہ بڑھتا ہے تو لوگ تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اسی طرح دن بدن افرادی قوت میں اضافہ ہوتا ہے یاد رہے! استغفار کی طاقت ہی اصل طاقت ہے جب مسلمان راتوں کو رب سے معافیاں طلب کرتے تھے تو دن کو یہود ونصاریٰ ان سے معافیاں طلب کرتے تھے، جب سے ہم نے استغفار ترک کر دیا ہے دشمن ہم کو اپنی مرضی سے ذلیل کر رہا ہے۔ آؤ! استغفار کی طرف تاکہ انفرادی اور اجتماعی قوت حاصل ہوگی۔

③ اگر استغفار نہیں کرو گے، معافی کی طرف نہیں آؤ گے، تو تم اللہ کی زمین پر اس کے مجرم بن جاؤ گے، اور مجرموں کا انجام بالآخر برا ہی ہوتا ہے۔

سامعین کرام! میں سمجھتا ہوں ہم پاکستانی انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے رب کے مجرم بن چکے ہیں اور ہمارا جرم یہی ہے کہ ہم گناہوں پر معافی واستغفار کی بجائے فخر اور تکبر کرتے ہیں، یہی ہماری تباہی کی اصل وجہ ہے رب تعالیٰ ہم کو صحیح معنوں میں کثرت سے استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نوح علیہ السلام اور قوم کو دعوت استغفار

اسی طرح نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو وعظ کیا اور وعظ کا حکم کرتے ہوئے استغفار کے اہم فوائد بیان کیے:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴾ [نوح: ۱۰ تا ۱۲]

''میں نے اپنی قوم کو استغفار کا کہا کہ اپنے رب سے استغفار کرو وہ تمہیں معاف کر دے گا اور آسمان سے تمہارے لیے بارش نازل کریگا اور تمہاری مدد بیٹوں اور مالوں کے ساتھ کریگا اور تمہارے لیے نہریں اور باغات پیدا کر دے گا۔''

اللہ ایک آدمی استغفار کرے تو کیا ملے گا اللہ فرماتے ہیں میں اسے مال و دولت گھر بار، بیٹیاں اور بیٹے سب کچھ عطا کر دونگا، نوح علیہ السلام نے فرمایا: تم صرف اللہ سے معافیاں مانگتے جاؤ تمہاری ضرورتیں اللہ پوری کر دے گا، دنیا کی زندگی گزرانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم موحد بن چکے ہیں اب اللہ سے معافیاں مانگتے رہیں تا آنکہ زندگی ختم ہو جائے اس سے اللہ ہمارے مسائل حل کر دے گا،

ہر مشکل کا حل

آج نجومی حضرات اور جعل ساز عامل مشکلات کے حل کے لیے اور فراخی و فراوانی کے حصول کے لیے عجیب و غریب موشگافیاں کرتے ہیں جب کہ زندگی کے تمام پیچیدہ مسائل کا حل استغفار میں موجود ہے۔ کسی اللہ والے سے کسی نے کہا' عرصہ دراز سے بارش نہیں ہو رہی وہ فرمانے لگے: اَكْثِرْ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ ''بہت زیادہ استغفار کیا کر'' کسی نے کہا: میرے ہاں اولاد نہیں۔ فرمایا: استغفار کثرت سے کیا کر۔ تیسرا شخص آ کر کہنے لگا: غلہ کی قلت ہے اناج وغیرہ نہیں، فرمانے لگے: بہت زیادہ استغفار کیا کرو۔ اللہ والے نے مختلف مشکلات کا ایک حل بیان فرمایا تو کسی نے کہا: مختلف مشکلات کا آپ نے ایک ہی حل پیش کر دیا؟ فرمانے لگے: حل میں نے پیش نہیں حل تو قرآن پیش کرتا ہے:

﴿ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ

مِدْرَارًا. وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهَارًا ﴾

امام المعصومین حضرت محمد ﷺ کو استغفار کا حکم

استغفار کی اہمیت اس بات سے سمجھ آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے تمام گناہ معاف کردینے کے باوجود بھی استغفار کرنے کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴾ [مومن: ٤٠/٥٥]

میرے پیغمبر حالات کیسے بھی ہوں صبر کیجیے اللہ نے جو آپ سے وعدے کیے ہیں، اللہ حق کر کے دکھلائے گا، اپنے گناہوں کی اللہ سے معافیاں طلب کرو اور صبح وشام اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے رہو جو بندہ صبح وشام اپنے اللہ کی تسبیحات کرتا ہے اللہ اسے دنیا سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ اللہ کی حمد وثنا کرنے والے کے سامنے دنیا حقیر بن جاتی ہے اور اس کا مطمع نظر یہ ہوتا ہے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے، آج ہمارے پاس اللہ کی عطا کردہ تمام نعمتیں ہیں مگر ہمارے پاس استغفار کی نعمت نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنے پیغمبر سے مخاطب ہیں:

﴿ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰكُمْ ﴾ [محمد: ٤٧/١٩]

”میرے پیغمبر! آپ بھی اچھی طرح جان لیں کہ اللہ ایک ہی برحق معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس لیے اپنے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے۔“

آج ہمیں فکر ہے روزی، روٹی اور مکان کی آج ہماری کوشش یہ ہے کہ لوگوں میں ہمارا مقام بن جائے۔ ارے اللہ کے ہاں اپنی حیثیت پیدا کرو، اس سے دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں تم عزیز بن جاؤ گے۔

استغفار پر اللہ کا خوش ہونا

اللہ کو استغفار کتنا پیارا ہے آنے والی حدیث پر غور فرمائیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے ان کے شاگرد علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گیا جب میں گھر کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک سواری پر سوار ہونے لگے، جب سواری کی رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو تین مرتبہ بسم اللہ کہا پھر سواری پر بیٹھ گئے تو الحمد للہ پڑھا، (مطلب یہ کہ اللہ اگرچہ میں سواری پر سوار ہو گیا ہوں مگر تیرے نام کے بغیر سوار نہیں ہوا اور تیرا شکر ہے کہ تو نے سواری پر بیٹھنے کی توفیق عطا کی ہے، ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری گاڑیوں میں اتنے غلیظ گانے بج رہے ہوتے ہیں کہ کوئی بھی باحیا آدمی سکون سے سفر نہیں کر سکتا اسی وجہ سے دن بدن ذلت بڑھتی جا رہی ہے اور ادھر اللہ والوں نے کیا طریقہ اختیار کیا) جب سواری چلنے لگی تو یہ دعا پڑھی:

﴿ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴾

”اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ سواری کو تو نے مسخر کیا ہے ہمارے پاس تو کوئی اعمال نہیں ہیں آج میرا سفر کسی شہر کی طرف ہے ایک وقت آئے گا کہ میرا سفر تیری طرف ہوگا۔“

یہ دعا پڑھنے کے بعد تین مرتبہ الحمد للہ کہا، پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا، پھر حضرت علی نے یہ کلمات پڑھے: ”سُبْحَانَكَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ“ ”اے اللہ! بیشک تو پاک ہے میں ہی ظالم ہوں میرے گناہ معاف فرما تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا کسی کے اندر اتنی طاقت نہیں ہے، علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ تمام دعائیں پڑھنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرائے میں نے پوچھا: مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی امیر المومنین آپ کس بات پر مسکرائے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اسی طرح آپ سوار ہوئے اور یہی دعا پڑھ کر مسکرائے، میں نے پوچھا: مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (دیکھیے اسوۂ رسول سے کس قدر لگاؤ تھا۔) پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں مسکرائے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اے علی! اصل میں بات

یہ ہے کہ ((اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ عَنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُبِي لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) جب کوئی بندہ اپنے اللہ سے یہ بات کہتا ہے کہ اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی مجھے معاف فرما اللہ تیرے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ عاجزی کے ساتھ معافی مانگتا ہے تو اللہ عرش پر خوش ہوتے ہیں، مسکراتے ہیں کہ میرا بندہ گناہ بھی کرتا ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھتا ہے کہ میرے سوا کوئی معاف بھی نہیں کرسکتا۔

(جامع الترمذی: ٣٤٣٦، ابو داؤد: ٢٦٠٢، صحیح ابن حبان: ٢٦٨٩)

ابلیس لعین کو اللہ کریم کا جواب

رسول رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کو کہا:

وَعِزَّتِكَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِيْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِيْ أَجْسَادِهِمْ

"مجھے تیری عزت کی قسم! میں سدا تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا، جب تک وہ زندہ رہیں گے مسلسل میرے زہریلے واران پر چلتے رہیں گے۔"

جب اتنی بات شیطان لعین نے کہی تو رب العالمین نے اپنی بے پناہ رحمت، کمال بخشش اور بے مثال شفقت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے شیطان لعین کو منہ توڑ جواب دیا اور فرمایا:

وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أَزَالُ اغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ

"مجھے بھی اپنی عزت اور بزرگی کی قسم ہے میں ہمیشہ ان کو معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی کا سوال کرتے رہیں گے۔" [صحیح الترغیب: ٦١٧، سلسلہ احادیث صحیحہ: ١٠٤]

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ﴾ [محمد: ٤٧/١٩]

"میرے پیغمبر! آپ بھی اچھی طرح جان لیں کہ اللہ ایک ہی برحق معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس لیے اپنے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے۔"

استغفار کرنیوالوں پر عذاب نہیں آتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾ [انفال : ۸/۳۳]

جن لوگوں میں آپ جیسا مجسمہ رحمت نبی موجود ہو اللہ ان پر عذاب نازل نہیں کرتا اور جو قوم استغفار کرتی ہیں، اللہ ان پر بھی عذاب نازل نہیں کرتا۔

سامعین کرام! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو باتیں ارشاد فرمائی ہیں:

① آپ کی عظمت وجلالت کا ذکر فرمایا، آپ کی رحمت وبرکت کو بیان فرمایا کہ آپ کے ہوتے ہوئے رب ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا۔

② جب یہ استغفار کرتے رہیں اور معافی کے طالب رہیں، اللہ معافی مانگنے والوں سے بھی اپنا عذاب ٹال دیتا ہے، اسی لیے امام موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كَانَ لَنَا اَمَانَانِ ذَهَبَ اَحَدُهُمَا وَهُوَ كَوْنُ الرَّسُوْلِ فِيْنَا وَبَقِيَ الْاِسْتِغْفَارُ مَعَنَا ، فَاِنْ ذَهَبَ هَلَكْنَا

[التوبه الى الله : ١٢٤]

دو چیزیں ہمارے لیے امن وامان اور سلامتی کا باعث ہیں ایک تو اللہ اپنے پاس لے گیا ہے، یعنی ذات رسول ﷺ کو، اب ہمارے پاس ایک باقی ہے اور وہ استغفار ہے اگر ہم نے استغفار بھی چھوڑ دیا تو تباہ وبرباد ہو جائیں گے۔

سامعین کرام! آیئے، اگر آپ خود کو، اپنی قوم کو اور اپنے وطن کو تباہی سے بچانا چاہتے ہیں، تو استغفار کو لازم پکڑیں، بفضل اللہ استغفار کی وجہ سے ہمیشہ ہم پر سلامتی کا سایہ رہے گا۔ ان شاء اللہ

گناہ کا صحیح اسلامی تصور

ہم نے گناہ یہ سمجھ رکھا ہے کہ چوری، جھوٹ، غیبت یہ تو گناہ ہیں ہی، مگر جو کام اللہ نے لازم قرار دیئے ہیں وہ کام آدمی توجہ سے نہ کرے مثلاً: ایک طبقہ گناہوں میں علانیہ مبتلا ہے جبکہ ہم نیکی کر رہے ہیں، لیکن اگر ہماری نیکی جذبہ اور شوق سے خالی ہوئی تو وہ نیکی قبول نہیں ہوگی بلکہ گناہ بن جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے ہم نماز کے لیے آتے ہیں تو دیکھا کرو کہ ہماری توجہ واقعۃً نماز کی طرف ہے نہ کہ نماز میں کھڑے ہو کر دھیان دنیا کی طرف ہو اس حالت میں نماز نیکی کی بجائے گناہ بن جائے گی۔

دلوں کو تڑپا دینے والی مثال

ایک آدمی چادریں بنایا کرتا تھا ایک گاہک اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے ایک چادر بنا دو جتنے روپے چاہو لے لو مگر چادر بہترین ہونی چاہیے، اس نے بڑی محنت سے چادر تیار کی جب گاہک حسب وعدہ چادر لے کر چلا گیا تو تھوڑے عرصہ بعد چادر ہاتھ میں لیے ہوئے واپس آ گیا، چادر بنانے والے کے پاس آ کر اس کے نقص گنوانے شروع کر دیے وہ بندہ اللہ کے سامنے رونے والا جب چادر میں تین چار جگہ نقص دیکھتا ہے تو زاروقطار رونا شروع ہو گیا، آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لیتے، گاہک کہتا ہے پریشان مت ہو میں چادر واپس نہیں کرتا، وہ کہتا ہے بات چادر کی نہیں تو نے مجھے اور بات یاد کروادی ہے گاہک نے اس بات کے متعلق پوچھا تو اس آدمی نے جواب دیا کہ میں نے تجھے اتنی محنت سے چادر بنا کر دی اور تو نے انسان ہو کر اتنے عیب نکالے ہیں، میں نے جتنی توجہ سے چادر بنائی ہے ممکن ہے کہ اتنی توجہ سے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو، کوئی نماز ادا نہ کی ہو کہیں میری نیکیوں اور نمازوں میں نقص نہ نکل آئے، میری نمازیں کہیں عیب دار نہ ہوں اور اللہ میری نیکیوں کو میرے منہ پر نہ مار دے۔ اگر اللہ نے نیکی کی توفیق دی ہے تو جذبے اور شوق سے نیکی کیجئے قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برے اعمال اور گناہ کرنے والے جہنم کے حقدار ہوں گے لیکن کچھ نیک اعمال کرنے والے بھی عذابِ الٰہی میں گرفتار نظر آئیں گے،

پوچھا جائے گا باوجود نیک اعمال کے آج تم کو عذاب کا سامنا کیوں کرنا پڑا؟ وہ جواب دیں گے: یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ہم نیکی کرنیوالے تھے، بظاہر نیک اعمال کرتے تھے مگر ہماری نیکیوں میں حسن، جذبہ اور شوق نہیں تھا، ہم پوری توجہ اور لگن سے نیک اعمال نہ کر سکے، اسی نقص اور کمزوری کی وجہ سے آج ہم کو شرمندگی وعذاب کا سامنا ہے۔

سامعین کرام! نیک اعمال کرنے والوں کو بھی معافی کا طلبگار رہنا چاہیے تاکہ کمی کوتاہی کا ازالہ ہوتا رہے۔

ہائے! پچھتاوا

خلیفہ منصور عباسی اپنے آخری دور حکومت میں بڑا بے بس ہو گیا اور کہنے لگا کہ اس بات کا مجھے چند دن قبل معلوم ہو جاتا کہ موت کے قریب آدمی اتنا بے بس ہو جاتا ہے تو میں اپنی حکومت کو اپنے ہاتھوں تباہ کر دیتا، میں ساری زندگی بادشاہی پر اکڑتا رہا کاش کہ میں ساری زندگی میں ایک نیکی صحیح طریقہ پر کر لیتا، جب موت کا فرشتہ آجائے اس وقت استغفار کا کوئی فائدہ نہیں جب آدمی میں مکمل قوت ہو اس وقت وہ اللہ سے ڈر کر زندگی گزارے تب استغفار کا فائدہ ہے، ہم عاجز مطلق ہیں، یعنی ہر طرف سے بے بس ہیں، ایک وقت ہم نے قادر مطلق کے سامنے کھڑا ہونا ہے، دعا ہے کہ اللہ ہم کو تمام قسم کی خرافات سے محفوظ فرمائے۔ آمین

استغفار کے چند مبارک مسنون کلمات

خطبہ کے آخر میں آپ کو چند مسنون کلمات سنانا چاہتا ہوں، اچھی طرح یاد کر لیں اور بے بسی وموت کے آنے سے پہلے پہلے ان کو روزانہ کا معمول بنالیں، ان شاء اللہ دونوں جہانوں کی بھلائی نصیب ہوگی۔

ہمارے معاشرے میں کئی دین کا دعویٰ کرنیوالوں نے مختلف عربی کلمات استغفار بنا رکھے ہیں جو کسی صورت آپ ﷺ کے بیان کردہ کلمات استغفار کا مقابلہ نہیں کر سکتے، ہماری شروع دن سے یہی دعوت ہے کہ کائنات کے لوگو! مسنون عمل کو لازم پکڑو، صرف

یہی برکت اور نجات کے لیے کافی ہے۔

① سب سے پہلے وہ مبارک کلمات استغفار سماعت فرمائیں جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات تمام کلمات استغفار کے سردار ہیں اور ان کی فضیلت اس قدر زیادہ ہے کہ اگر کوئی یہ کلمات صبح پڑھ لے اور شام تک فوت ہو جائے تو رب تعالیٰ ایسے خوش نصیب کو جنت عطا فرمائیں گے اور اگر کوئی ان کو رات کے وقت پڑھ لے اور وہ صبح تک فوت ہو جائے، فرمایا وہ بھی جنتی ہے یہ مبارک کلمات استغفار یہ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ)) [صحیح البخاری]

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں اپنے عہد اور وعدے پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں، میں تجھ سے برے کاموں کے وبال سے پناہ چاہتا ہوں مجھے تیرے احسانات جو تو نے مجھ پر کیے ہیں اور اپنی غلطیوں کا اعتراف ہے مجھے معاف فرما سو تیرے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا۔''

② اسی طرح آنے والے معافی کے کلمات اس قدر عزت وعظمت اور فضیلت والے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کو کبیرہ گناہ (جن پر حد لاگو نہیں) کے بعد سچے دل سے توبہ، صدق جذبہ لیکر پڑھ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کبیرہ گناہ بھی معاف فرما دیتے ہیں، نبی کریم ﷺ کی زبان سے نکلنے والے کلمات میں ہے کہ غُفِرَلَهٗ اِنْ كَانَ فَرَّمِنَ الزَّحْفِ جنگ سے بھاگنے والا، میدان جہاد سے پیچھے لوٹ آنے والا اگر سچی نیت سے یہ کلمات پڑھ لے تو وہ بھی جرم معاف کر دیا جائے گا اور وہ کلمات یہ ہیں:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ))

ان کا مطلب یہ ہے میں اس ذات عظیم سے معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہمیشہ زندہ، قائم رہنے والا ہے میں صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

[سنن ابی داود : ۱۵۱۷]

سامعین کرام! ان کلمات کی عظمت وفضیلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر کوئی آوارہ مزاج شخص جان بوجھ کر کبیرہ گناہ کرلے اور پھر بعد میں یہ کلمات پڑھ لے، ایسا کرنا شریعت کا مذاق اڑانے کے برابر ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

③ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

[سنن ابی داود : ۱۵۱٦]

"اے اللہ! مجھے معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما، بیشک تو بہت توبہ قبول کرنیوالا ہے۔"

④ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ [سنن ابی داود : ۲٦۰۲]

"اے اللہ! تو پاک ہے اور میں اپنے اوپر ظلم کر بیٹھا ہوں تو مجھے معاف فرما تیرے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا۔"

⑤ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

"اے اللہ! مجھے معاف فرما اور میرے اوپر رحم فرما بیشک تو سب سے بڑھ کر معاف کرنے والا ہے۔" [مسند احمد : ج۲ ص٦۷]

⑥ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ

"اے اللہ! میرے سابقہ، لاحقہ، علانیہ، پوشیدہ گناہ معاف فرما اور جو میں نے اسراف کیا اور جو گناہ میں نہیں جانتا سب معاف فرما۔"

⑦ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَائُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

”اے اللہ! تمام تر تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ تو زمین و آسمان اور ان میں موجود اشیاء کو منور کرنے والا ہے اور تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو زمین و آسمان اور ان میں موجود ہر چیز کو سنبھالنے والا ہے اور تیرے لیے ہر قسم کی ثنا ہے اللہ تو حق ہے تیرا وعدہ سچا ہے، تیری ملاقات کا ہونا برحق ہے، جنت، جہنم سب حق ہیں، قیامت کا آنا برحق ہے تمام انبیا بھی برحق ہیں، محمد ﷺ حق ہیں، اے اللہ! میں اسلام لایا تجھ پر، اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور میں نے تیری طرف ہی رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے باطل کے ساتھ لڑتا ہوں اور اپنا معاملہ تیرے ہی سامنے پیش کرتا ہوں، میرے اگلے اور پچھلے، پوشیدہ و ظاہر تمام گناہ معاف فرما تو ہی ہر چیز کو اس کے مقام تک مقدم و موخر کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔“

[صحیح بخاری کتاب الدعوات باب اللھم اغفرلی ماقد مت وما اخرت : ٦٣٩٦]

⑧ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ [صحاح ستہ]

”اے اللہ! مجھے معاف فرما۔“

⑨ آج کا خطبہ ان مبارک کلمات استغفار پر ختم کرتے ہیں کہ جن کے متعلق صحیح

حدیث میں آتا ہے، کہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ سے کہا آپ ہر مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ کلمات پڑھتے ہیں:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبِّيْ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ [جامع ترمذی/٣٤٣٣،صحیح ابن حبان/٢٣٦٦]

”اے اللہ! تو پاک ہے، اور حمد وثنا تیرے ہی لائق ہے میں تجھ سے بخشش اور معافی مانگتا ہوں۔“

آپ ﷺ فرمانے لگے: اے عائشہ! جس مجلس کے اختتام پر یہ پاکیزہ کلمات استغفار پڑھ لیے جاتے ہیں اس مجلس میں جو کمی کوتاہی یا کوئی گناہ ہوتا ہے اللہ ان کلمات کی برکت سے معاف فرمادیتے ہیں۔ سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوران معافی، استغفار کرتے ہوئے مسنون کلمات کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

خطبہ: 6

دنیا وآخرت کے دکھوں کا علاج، اپنے خالق ومالک کے سامنے رونا اور رو رو کر اس کو منانا

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ ○

﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَانِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا﴾

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى مَقَامٍ آخَرِ

﴿وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾

[سورۃ الاسراء آیت: ۱۰۹]

بے حد حمد وثنا اور کبریائی، بڑھائی، یکتائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے۔

سامعین کرام! اللہ کی ذات کا دل وجان سے انتہائی زیادہ شکر ہے کہ ہمیں وقت پر پہنچ کر خطبہ جمعۃ المبارک سننے کا موقع عطا کیا ہے، اللہ نے زمین وآسمان کا نظام بنایا ہے، اور ہمیشہ سے اللہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ کچھ لوگوں کو دنیا میں عزت سے نوازتا رہا ہے اور کچھ لوگ ذلیل وخوار ہو کر چلے گئے، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی کریم ﷺ تک یہ سلسلہ جاری رہا اور آخر کار آپ کے اصحاب کرام کو سب سے زیادہ عزت سے نوازا اور انہیں دکھوں سے نجات دی اور اگر کوئی دکھ آیا بھی تو اس میں اتنی لذت رکھی کہ جو بڑے بڑے بادشاہوں کو محلات میں حاصل نہیں ہوئی ہے، اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ کے ساتھی انہوں نے گھریلو اور ہر طرح کے کاروباری غموں سے نجات حاصل کر لی اور ایسی باعزت زندگی بسر کی کہ ان کی آواز سے قیصر وکسریٰ کے محلات کانپ جاتے تھے؟ ان کے پاس کونسا دکھوں کا علاج تھا

جس کی وجہ سے وہ دکھوں کی بے قرار کر دینے والی کیفیت سے محفوظ تھے قرآن وسنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے ذکر واذکار، تلاوتِ قرآن اور نماز کے علاوہ ان کے پاس ایک ہی علاج تھا، یہ لوگ راتوں کو اٹھ کر اللہ کے سامنے رویا کرتے تھے اپنی جبین نیاز جھکا کر اللہ سے معافی مانگا کرتے تھے، اللہ کے حضور آنسو بہایا کرتے تھے اور جو ایک اللہ کے سامنے روتا ہے اللہ اسے در در کی خواری سے بچا لیتے ہیں، اسے شرمندگی سے بچا لیتے ہیں، ایسے خوش نصیب کو اللہ اپنے فضل سے غنی کر دیتے ہیں، ہر کوئی دکھوں کا علاج علیحدہ بتاتا ہے میرے بھائی اگر تو اپنے کاروباری اور گھریلو دکھوں سے نجات چاہتا ہے، پھر تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کے سامنے رویا کر اور جلوت وخلوت میں اللہ کے سامنے آنسو بہایا کر یہ دکھوں کا علاج ہے۔

آپ علیہ السلام نے دکھوں کا علاج یہی بیان کیا

صحابہ کرام کی سیرت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ ہمہ وقت اپنی تربیت، بہتری اور کامیابی کے متلاشی رہتے تھے۔ اکثر اوقات آپ ﷺ سے یہی سوال کرتے کہ ہماری نجات کیسے ہوگی؟ ہمیں جہنم سے خلاصی اور جنت کا داخلہ کیسے ملے گا؟ آپ ﷺ بھی اصلاح وتربیت کے جواہر بیان فرماتے۔ آج کل لوگ بڑے بڑے پیچیدہ اور مشکل سوال علمائے کرام اور مفتیان عظام سے پوچھتے ہیں، مگر شاید کوئی ایسا ہو جس نے کہا کہ حضرت صاحب میری خامیاں کس طرح دور ہوسکتی ہیں۔ میری اصلاح بہتری اور تربیت کے اصول کیا ہیں؟ وغیرہ غور فرمائیں! جنتی شہزادے اپنی تربیت کے لیے کیسے سوال کیا کرتے تھے؟

نبی کریم ﷺ کے پاس عقبہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سوال کیا کہ پریشانیوں سے نجات کیسے ملے گی؟ دکھوں کا علاج کیا ہے؟ ہر کوئی اپنے دکھوں کی وجہ سے پریشان ہے، کسی کو معذوری نے دکھی بنا دیا ہے، اور کوئی کاروبار کی وجہ سے دکھی ہے، کوئی اپنے محبوب کی وجہ سے دکھی ہے، غرضیکہ ہر کسی کے ساتھ دکھ آتے ہی رہتے ہیں مگر ان کا علاج کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان دکھوں کا علاج بتلایا:

((وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ)) [جامع الترمذی، الزھد: ۲٤۰٦]

اے عقبہ! اپنے گناہوں پر رویا کر۔ اپنی غلطی کو یاد کر کے اللہ کے سامنے رویا کر جو اللہ کے سامنے روتا ہے، اللہ اس کے دکھوں کا علاج کر دیتے ہیں اور اس کے غموں میں بھی لذت رکھ دیتے ہیں، آج ہر کوئی دکھوں میں مبتلا ہے اور پریشان ہے کیونکہ ہم اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتے نہیں ہیں، ہمارا وقت لوگوں کی غیبتیں کرتے ہوئے اور اللہ کے ولیوں کو تنگ کرتے ہوئے گزرتا ہے۔

آیئے! بھولا ہوا سبق یاد کر لیجئے اور چھنی ہوئی دولت دوبارہ حاصل کر لیجیے، تنہائی میں بیٹھ کر شرمندگی کے آنسو بہایئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان دکھوں کا علاج یہی ہے، اگر تیرے اوپر کوئی پریشانی آئے تو پریشان ہونیکی بجائے اللہ کی رضا کیساتھ راضی ہو جایا کر، جو اللہ غم دینے والا ہے وہ ان کو دور کرنے پر بھی قادر ہے، اسی کے سامنے معافی مانگا کر۔

اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونے والا خوش نصیب

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے دکھوں کا علاج یہی بتایا ہے کہ اگر دنیا و آخرت کے مصائب سے چھٹکارا پانا چاہتا ہے تو اپنے گناہوں کو یاد کر کے اپنے اللہ کے سامنے خوب رویا کرو۔ آج گناہوں پر رونا تو درکنار ہم اپنے گناہوں کا اقرار و احساس بھی اپنے اندر پیدا نہیں کرتے بلکہ سرعام بڑے بڑے سمجھدار لوگ اپنے گناہوں پر دندناتے اور سرکشی کرتے پھرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اللہ کے حضور رونا جہاں دکھوں کا علاج قرار دیا ہے وہاں ایسے شخص کو روشن مستقبل کی ضمانت بھی دی کہ ایسے شخص کو ہمیشہ خوشیوں، راحتوں اور کامیابیوں کا سامنا ہوتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((طُوْبٰى لِمَنْ بَكٰى عَلٰى خَطِيْئَتِهٖ))[صحیح الترغیب، البکاء وحسن]

ایسے آدمی کے لیے اللہ کی طرف سے خوشیاں ہیں، جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ

کے سامنے روتا ہے، جو اپنی غلطیوں پر آنسو بہاتا ہے۔ جب سے ہم نے یہ سبق بھلا دیا ہے ہمیں سوائے الجھنوں، فتنوں اور رسوائیوں کے اور کچھ نہیں مل رہا۔ یہ بھولا ہو سبق اچھی طرح یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ زندگی کو ایسا بامزہ بنا دیں گے کہ کوئی غم بھی بغیر لذت دیئے نہیں جائے گا۔

رونے سے دکھ دور اور رحمت کا نزول

ہمارے اسلاف اپنے بچوں کی روحانی تربیت کا حددرجہ اہتمام کرتے۔ بڑے بڑے صلحاء ومحدثین کی خدمت کے لیے اپنے بچوں کو وقف کر دیتے، جب ننھے منے بچے خوف خدا سے بہنے والے آنسوؤں کو دیکھتے، اپنے اساتذہ کی للّٰہیت وروحانیت سے فیض یاب ہوتے تو مستقبل میں علم وعمل اور تقویٰ کا مینار بن کر معاشرے کی تاریکیوں کو ختم کرتے اس حوالہ سے میں تاریخ کا اہم ترین واقعہ سنانا چاہتا ہوں:

حضرت حمزہ رحمہ اللہ بہت بڑے محدث ہیں ان کی والدہ ان کو حضرت حسن رحمہ اللہ کے پاس لے گئیں اور کہنے لگیں کہ آپ اللہ کے نیک آدمی ہیں میں چاہتی ہوں کہ میرا بیٹا آپ کی مجلس میں بیٹھا کرے: لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّنفَعَهٗ بِكَ ہوسکتا ہے کہ اللہ میرے بیٹے کو ہدایت نصیب کر دے، واہ میں ماں کی سوچ پر قربان جاؤں، کہنے لگیں: شاید میرے بیٹے پر بھی اللہ کے دین کا رنگ چڑھ جائے، حضرت حمزہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، کہ میں حضرت حسن رحمہ اللہ کی مجلس میں آتا رہا اور انہوں نے مجھے ایک بات بتائی کہ خود کو آخرت کا غم لگا لے، اگر تو آخرت کے غم میں روئے گا، اللہ تجھے دنیا و آخرت میں عزتیں عطا کر دیں گے، آج ہم صرف دنیا کی عزت اور دنیا کی خاطر روتے ہیں، وَابْكِ عَلٰى طَاعَاتِ الْخَلْوَةِ لَعَلَّ مَوْلَاكَ يَطَّلِعُ عَلَيْكَ فَيَرْحَمَ اَحْوَالَكَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْفَائِزِيْنَ تنہائی میں بیٹھ اللہ سے معافیاں مانگا کر، آدمی چاہے جتنا بھی گنہگار ہو جب وہ اللہ کے سامنے روتا ہے تو اللہ اس کی تمام غلطیاں معاف کر کے اس کے غموں کو دور کر دیتے ہیں، اپنے آپ کو تنہائی میں رونے والا بنا لے ساری زندگی کامیابیوں میں گزرے گی، ساری زندگی خوشیوں اور رونقوں میں گزرے گی اور حضرت حمزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب بھی میں حضرت حسن رحمہ اللہ کی ملاقات کے لیے گیا، آپ

کو روتے ہوئے پایا۔ میں ان کے اتنے آہ و بکا کو دیکھ کر سوال کر دیا کہ آخر کیا وجہ ہے؟ آپ اتنا کیوں روتے ہیں حالانکہ آپ نے کبھی گناہ بھی نہیں کیا؟ حضرت حسن رحمہ اللہ جواب دیتے ہیں: جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ کا خوف رکھتا ہے اس کی آنکھوں میں آنسو آہی جاتے ہیں اور یہی آنسو زندگی کی بہار ہوتے ہیں، میں کہنا چاہتا ہوں، اپنی غلطیوں کو یاد کر کے رویا کرو۔ صرف یہی زندگی کا نور اور آخرت کا سرور ہے۔ [صفوۃ الصفوۃ لابن الجوزی]

اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل

اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہو کر رونا بہت ہی مبارک عمل ہے اگر مبالغہ نہ ہو تو یہ افضل ترین عمل ہے اس سے دکھوں کا علاج بھی ہوتا ہے، انسان کو خوشیاں بھی نصیب ہوتی ہیں، رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہ عمل حد درجہ پیارا لگتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ)) [جامع الترمذی، الجهاد: ١٦٦٩]

اللہ فرماتے ہیں کہ آسمان زمین کی بادشاہت میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھے مومن کی آنکھ سے گرنے والا قطرہ ہے، میں سب سے زیادہ اس قطرہ کے ساتھ پیار کرتا ہوں، آج ہم دکانداری اور کاروبار اور دوستی یاری کی خاطر ہم نے اللہ کو بھلا دیا ہے مگر اللہ اپنے بندے کو کسی حالت میں نہیں بھولتا، جو آدمی اللہ کے سامنے آنسو کا ایک قطرہ بہا دیتا ہے اللہ کو یہ قطرہ بہت ہی پیارا اور محبوب لگتا ہے۔

مجھے اپنی عزت وجلالت کی قسم!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم کی فرمانبرداری کے بعد ابلیس نے نافرمانی کی تو اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا تو ابلیس نے کہا: فَبِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ اللہ مجھے تیری عزت اور جلالت کی قسم ہے، میں تیرے بندوں کو شراب، جوا، حرام خوری اور ہر قسم کی گمراہی میں مبتلا کر دونگا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے یہ باتیں کیں تو اللہ نے فرمایا: تو ساری زندگی میرے بندوں کو میرا نافرمان بناتا رہے گا مگر سن لے:

((فَبِعِزَّتِي وَجَلَالِي)) [صحیح الترغیب التوبة والاستغفار]

مجھے اپنی عزت وعظمت کی قسم ہے، ساری زندگی کا بھولا ہوا میرے دروازے پر آجائے گا، اور اقرار کرلے گا کہ اللہ میں نے جرم کیا قرآن کو چھوڑا اور مسجد سے دور ہو گیا اور حرام کا ارتکاب کیا، میں اپنی زندگی ضائع کر بیٹھا ہوں، اللہ نے فرمایا کہ یہ آدمی آکر کہے اللہ میرے پاس صرف ندامت اور شرمندگی کا ایک آنسو ہے، اللہ فرماتے ہیں: اس کا ایک قطرہ مجھے اتنا پیارا ہے، میں اس کے گناہ معاف کردوں گا۔

اللہ والے، اس کے حضور رونے والے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے سامنے بندہ جس حالت میں آنسو بہا دیتا ہے اللہ رحمتیں اور برکتیں عطا کردیتے ہیں، یاد رکھنا! آدم علیہ السلام سے لیکر جتنے انبیاء گزرے ہیں، ان کی زندگیاں آنسوؤں سے تر نظر آئیں گیا اور جو لوگ اللہ کے سامنے روتے ہیں ان کی زندگیاں دیکھنے کے قابل ہوتی ہیں اور جب آدمی رونا چھوڑ دے تو انسان انسانی شکل میں حیوان بن جاتا ہے، آج ہر طرف بدامنی کا چرچہ ہے اور کسی بھی طرف رونق نظر نہیں آتی، اس کی وجہ یہ ہے جب تنہائی کے آنسو مٹ جائیں اس وقت انسان خون خوار درندہ بن جاتا ہے لہٰذا آج یہ حالت ہو چکی ہے اور ہم اس تباہی کے کنارے پہنچ چکے ہیں۔

لہٰذا آؤ! اگر ہم اپنے دکھوں سے نجات چاہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے سامنے رویا کر اللہ تیرے سارے دکھ دور کردیں گے، نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی اللہ کے سامنے روتے ہوئے گزری ہے اور آپ کے صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ بھی رونے والے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ مسجد نبوی میں جماعت کرواتے اور ان کے رونے کی آواز آخری صفوں تک آتی تھی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: میں تیرے سامنے جنت لینے کے لیے نہیں روتا بلکہ میں تیری قدرتوں پر غور کرتا ہوں ، اور اپنے گناہوں پر غور کرتا ہوں تو بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں، جو لوگ اللہ کے سامنے روتے ہیں اللہ ان کے رونے میں اور ان کی زندگی میں مٹھاس پیدا کردیتے ہیں۔

ہنڈیا کے ابلنے کی طرح رونا

امام کائنات حضرت محمد ﷺ کو ہر قسم کا روحانی وجسمانی دکھ پہنچایا گیا اپنوں، بیگانوں نے جی بھر کر ستایا، آپ ﷺ کو ہر موڑ پر نئے فتنے، نئی سازشیں اور نئی الجھنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر وجہ کیا تھی کہ آپ ﷺ نے سب کچھ کے باوجود اپنے مشن کو جاری وساری رکھا اور بڑی جواں مردی سے اللہ کا دین اللہ کی زمین پر غالب کر دیا۔ پورے دین کا مطالعہ کرنے کے بعد یہی راز سامنے آتا ہے کہ آپ ﷺ جی بھر کر رب کے سامنے روتے تھے، کبھی دعاؤں میں آنسو، کبھی سجدوں کی صداؤں میں آنسو، میدان جہاد میں آنسو، رات کی نماز میں آنسو، غرض کہ محبت الٰہی وخشیت الٰہی سے بہنے والے آنسوؤں سے نبوت ورسالت کا اک ایسا چراغ روشن ہو کہ اس نے ساری دنیا کا اندھیرا اجالوں میں تبدیل کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا نماز میں رونا سنا تو فرماتے ہیں:

يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحى مِنَ الْبُكَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ [سنن ابوداود، الصلاة: ٩٠٤]

''نماز میں آپ ﷺ کا رونا ایسے تھا جیسے چکی میں دانے پیستے وقت چکی سے آواز آتی ہے یا آپ ﷺ کا رونا ایسے تھا جیسے ہنڈیا چولہے پر جوش مارتی ہے۔''

جب نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا رونا مل جائے تو زندگی کے تمام بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ اور دکھ دور ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے رفع الیدین جس پیغمبر کی سنت ہے آمین بالجہر جس پیغمبر کی سنت ہے، نمازوں میں رونا بھی اس پیغمبر کا معمول تھا، یہ معمول اپنایئے اور اپنے دکھوں کا علاج کیجیے۔ آپ ﷺ اپنی امت کو یہی نور اور زیور دے کر گئے۔ میں آج کے اس خطبہ میں چند مشاہیر صحابہ کا ذکر خیر کرتا ہوں جنہوں نے رو رو کر جہاں دکھوں کا بوجھ ہلکا کیا وہاں اس کی رحمتوں سے دامن کو مالا مال بھی کیا۔

فرمانِ امام اوّل رضی اللہ عنہ

امام اول، خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تقوی طہارت اور خشیت کے عظیم پیکر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح البخاری میں ہے کہ آپ "رَجُلٌ اَسِیفٌ" بڑے رحم دل آدمی تھے اور ایک جگہ ہے" وَکَانَ بَکَّاءً " وہ بہت زیادہ رونے والے تھے آپ نے یہ دولت ورثہ نبوت سے حاصل کی تھی آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور رونے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کرتے تھے: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَبْكِيَ فَلْيَبْكِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَيَبْكَاكَ [الزھد،امام احمد: ٦٥٠] "جس نے تم میں سے رونے کی استطاعت رکھی وہ ضرور روئے اور جس سے اتنا نہ ہو وہ کم از کم رونے جیسا منہ ہی بنا لے۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں فرمایا کہ جس کو رونا نہیں آتا وہ کم از کم بناوٹی رونے یا رونے والا چہرہ بنا لے۔ آپ سمجھتے تھے کہ رب کے حضور شرمندہ ہو کر جو پیش ہو جائے اور ندامت کے چند قطرے بہادے تو اللہ اس پر فضل و کرم اور بخشش کے سب دروازے کھول دیتے ہیں اور ایسے شخص کو دنیا کے بوجھوں اور دکھوں سے نجات مل جاتی ہے۔

شیر دل قائد کی آہوں بھری آواز

خوف خدا سے بہنے والے آنسو جہاں تمام گناہوں کو بہالے جاتے ہیں وہاں بہادری، بے باکی اور جرأت کے جذبات بھی پیدا کرتے ہیں۔ ایک اللہ سے ڈرنے والا اور اس کے سامنے جھک کر رونے والا کسی ظالم کے ظلم کو خاطر میں نہیں لاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایک ایسے عظیم خلیفۃ المسلمین تھے جو راتوں کو اللہ کے حضور قیدی بن کر روتے اور دنوں کو آپ کا نام سن کر کفر کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نماز میں سورہ یوسف کی تلاوت فرمائی جب آپ اس آیت پر پہنچے:

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [یوسف: ١٢/٨٦]

تو اس قدر روئے کہ عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ کے رونے کی

آواز صف میں سنائی دے رہی تھی۔ یہ وہ عظیم لوگ تھے جو رب کبریا کے سامنے روتے تھے اور لوگوں کے دلوں پر حکومتیں کرتے تھے۔

داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب دامادِ رسول ہیں کہ جن کو آپ ﷺ نے کئی مرتبہ بہشت بریں کی ضمانت سنائی۔ مگر پھر بھی خشیت الٰہی سے اتنا روتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔ جب مسلمان جی بھر کے رونے کی عادت ڈال لے تو دل پر غموں کے نشان اور دکھوں کے اثرات باقی نہیں رہتے۔ جسے آخرت کا دکھ لاحق ہو اس کو دنیا کے تمام دکھوں سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی فرماتے ہیں:

كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ

[سنن ابن ماجه، جامع ترمذی، الزهد ۲۳۰۸]

''آپ رضی اللہ عنہ جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر زیادہ روتے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔''

سامعین کرام! ہمارا کیا کردار ہے کہ ہم قبرستان جاتے ہی نہیں، اگر کبھی کسی قریبی کو دفنانے کے لیے مجبوراً جانا بھی پڑے تو دنیاوی باتوں سے ہمیں فرصت نہیں ملتی، دنیا کی سیاست میں ہم پھنسے رہتے ہیں اور کئی ناعاقبت اندیش وہاں سگریٹ نوشی اور حرام کاری سے بھی باز نہیں آتے۔ اللہ کے بندو! قبر کا دکھ یاد کر کے رونا سیکھو، دنیا کے دکھوں کا علاج ہو جائے گا۔

روتے روتے ہچکی بندھ گئی

کون ہے جو قرآن مجید کا طالب علم ہو اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نام سے واقف نہ ہو؟ آپ اتنا رویا کرتے تھے کہ ایک روایت کے مطابق آخر میں آپ کی نظر کمزور پڑ گئی تھی۔ آپ قرآن مجید حد درجہ للّٰہیت اور خشوع سے پڑھتے تھے۔ حلیۃ الاولیاء (۱/۳۰۳) میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے سورۂ ق کی یہ آیت پڑھی:

﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ [ق: ۵۰/۱۹]

اس کے بعد اس قدر روئے کہ رو رو کر آپ کی ہچکی بندھ گئی۔

آج ہم پورا پورا قرآن اور پوری پوری سورت پڑھ جاتے ہیں مگر ہمیں کچھ سکون وسرور محسوس نہیں ہوتا۔ جب تک یہ مبارک کیفیت حاصل نہ ہو۔ دنیا کے دکھوں کا مداوا نہیں ہوتا۔

روتے دیکھ کر بیوی بھی رو پڑی

نیک شخص کی نیکی کا اثر اہل خانہ پر ضرور ہوتا ہے خاوند نیک ہو تو خاندانی شریف بیوی بھی نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ آج اپنی اولادوں کو یہ نعمت و دولت ورثہ میں دے کر جائیں کہ بیٹو! رونا سیکھو، اللہ کے سامنے آنسوؤں کو بہانا جان لو۔ ساری بہاریں حاصل ہوں گی۔ تفسیر ابن کثیر میں صحیح سند سے واقعہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک دن اپنی بیوی کے پاس بیٹھے رو پڑے نیک بیوی نے جب اچانک اپنے خاوند کے خشیت بھرے آنسو دیکھے تو وہ بھی رو پڑی۔ پوچھنے لگی: حضرت اس قدر زور زور کر آپ نے رونا کیوں شروع کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: مجھ کو اللہ کا وہ وعدہ یاد آ گیا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم میں فرمایا ہے:

﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴾

[مریم : ۱۹/۷۱]

”کہ ہر ایک جہنم سے گزرے گا یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔“

اے اللہ کی بندی! کیا معلوم ہم بچ سکیں گے یا نہیں؟ سامعین کرام! آپ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی سیرت کا بغور مطالعہ فرمائیں، وہ کسی نہ کسی رنگ میں آپ کو اللہ کے سامنے روتے نظر آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی غریبی آج کی امیری سے بہتر تھی اور وہ کامیاب ہو کر جنتوں کے مہمان بنے۔

کیا یہ رونے کا وقت ہے؟

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں میں تشریف فرما ہیں، کئی اقسام کے لذیذ کھانے آئے تو عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے ایک لقمہ اٹھایا،

جب منہ کے قریب کر رہے تھے کہ انہوں نے رونا شروع کر دیا، ساتھیوں نے پوچھا یہ کونسا رونے کا وقت ہے؟ عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ڈر لاحق ہوگیا ہے کہ یہ کتنے قسما قسم کے کھانے ہیں، اللہ نے کہیں ہماری ساری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں نہ دے دیا ہو اور آخرت کے دن ہمیں محروم ہی نہ کر دے، آیئے! ہم بھی اللہ کے سامنے روئیں۔

اتنا رونا کہ آواز نہ نکل سکے

جب سے ہماری آنکھیں خشک ہوئیں ہیں دنیا کے دکھوں نے ہماری کمر توڑ کر رکھ دی ہے اور آج حالت یہ ہے کہ ہم نماز میں سکون تلاش نہیں کرتے، شرمندگی کے آنسوؤں میں غموں کا علاج نہیں ڈھونڈتے بلکہ فیشنوں، بازاروں اور بے دین یاروں میں الجھ کر اپنی زندگی کو بے مزہ کرتے ہیں۔ جن پر سچائی و معرفت کی حقیقت آشکارہ تھی ان کی کیفیت کچھ یوں تھی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جو کہ حد درجہ عبادت گزار صحابی تھے، ایک دفعہ بیت اللہ میں بیٹھے رو رہے تھے اور قریب بیٹھے لوگوں کو فرمانے لگے اللہ کے حضور رویا کرو اگر رونا نہیں آتا تو چہرہ شرمندہ کر کے بیٹھ جایا کرو اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی ہیبت و عظمت کا علم ہو جائے تو تم اتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھو کہ يَنكَسِرَ ظَهْرُكُمْ تمہاری کمر ٹوٹ جائے وَلَتَبْكُوا حَتّٰى يَنْقَطِعَ صَوْتُكُمْ اور اتنا رویا کرو کہ تمہاری آواز نہ نکلے۔ (اللہ اکبر)

[الترغيب والترهيب، كتاب التوبة۔ الترغيب في البكاء]

رونے سے رحمت الٰہی کا جوش میں آنا

میں آپ کے سامنے مزید کسی صحابی یا تابعی کا واقعہ بیان کروں تو آپ کہیں گے کہ وہ تو اللہ کے نیک آدمی تھے اور اللہ ان کے تمام دکھ دور کر دیتا تھا، میں آپ کو ماضی قریب کا ایک واقعہ سناتا ہوں کہ ایک آدمی کو اللہ نے دو بیٹیاں عطا کیں اور یہ اللہ کی مرضی کہ جسے چاہے بیٹے عطا کرے اور جسے چاہے بیٹیاں عطا کر دے، تیسری مرتبہ اللہ نے امید لگا دی، کون کہتا ہے، کہ اللہ آنسوؤں کی لاج اور عزت نہیں رکھتا؟ جب ولادت کا وقت قریب آیا اسے ڈاکٹروں نے رپورٹ دی کہ اللہ اس دفعہ بھی بیٹی عطا کرے گا، ولادت سے دو ماہ قبل اسے معلوم ہوا کہ اس مرتبہ بھی بیٹی ہی ہوگی، یہ ایک نیک آدمی کے پاس چلا گیا اور انہیں

کہا کہ میرے گھر میں پہلے دو بیٹیاں پیدا ہو چکی اس دفعہ بھی ڈاکٹروں کے مطابق بیٹی ہی ہو گی ، میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے ایک نیک صالح بیٹا عطا فرمائے ، کیا اللہ مجھے بیٹا عطا کرنے پر قادر ہے؟ بزرگ نے کہا وہ اللہ تو کُنْ فَیَکُوْنُ کا مالک ہے اس کے سامنے کیا مشکل ہے ، یہ آدمی گھر آ کر دو رکعت نماز ادا کر کے سجدہ میں گر کر اللہ سے دعائیں مانگتا ہے ، اللہ میں نے تیرے بارے سنا اور پڑھا کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ میں دیکھتا ہوں کہ واقعتاً تو قادر ہے اور آنسو بہانا شروع ہو گیا جب اللہ نے اس کے گھر میں رحمت کی تو دیکھا کہ بیٹی کی بجائے بیٹا عطا ہوا ہے ، اس لیے اللہ سے رو رو کر اپنی حاجات پوری کروایا کر۔

رونا رحمت کی چابی

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اَلْبُكَاءُ مِفْتَاحُ رَحْمَتِهٖ اللہ کے سامنے رونا اس کی رحمت کو لازم کرنے والی چابی ہے ، جب اللہ کی رحمت کو رونے کی چابی لگتی ہے تو اللہ کی رحمت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔

رونے سے بہار آتی ہے

حضرت ابن ذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی آیات سے معلوم ہوتا کہ اللہ رونے والے آدمی کے دل کو روشن اور اس کے اعمال میں قوت اور اس کو تمام غموں اور دکھوں سے نجات عطا کر دیتے ہیں ، آج ہمارے پاس ہر چیز موجود ہے لیکن غور کیا کر کہ کیا میرے پاس تنہائی میں رونے والا خزانہ بھی موجود ہے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ کے سامنے روتا ہے اور رونے کی عادت اپنا لیتا ہے تو اللہ کی رحمت جوش میں آ جاتی ہے اور اللہ فرماتے ہیں میرے بندے کبھی میرے سامنے رو کر تو دیکھ میں تیرے ناممکن مطالبات کو پورا کر دوں گا اور جب بندہ میرے سامنے روتا ہے تو مجھے اس کو خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے ، اور ساتھیو! مایوس نہ ہوا کرو ، ہم کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں مال و دولت نہیں دیتا ، لیکن کبھی غور کیا ہے کہ کبھی تو نے اللہ کو رو کر منایا ہے ، ہمارے رونے اور اخلاص میں شک ہو سکتا ہے اس کے عطا کرنے میں کوئی شک نہیں ہے ، کسی نے بڑی پیاری بات کی ہے :

واہ واہ لذت ہے رات کھلونے دی
ہتھ بن کے قیدی ہونے دی
اس اللہ پاک اگے رونے دی
رو رو کے عرش ہلا دے توں
دل قدسیاں دے تڑپا دے توں
رو رو کے عرش ہلا دے توں
او جیہڑی اکھ جگراتے کٹ دی نئیں
سر سجدے اتھرو سٹ دی نئیں
اس اکھ نوں ذرا سمجھا دے توں دل قدسیاں دے تڑپا دے توں

دکھوں کا علاج اللہ کے سامنے رونا ہے، جو اللہ کے سامنے روتا ہے اللہ فرماتے ہیں اگر چہ جھونپڑے میں زندگی گزارے میں اسے ایسی لذتیں عطا کروں گا جو بادشاہوں کو ان کے محلات میں نصیب نہیں ہوتیں، اگر تو اللہ کے سامنے نہیں روئے گا تو ہر جگہ پر ذلیل ہوتا رہیگا، اللہ فرماتے ہیں بندیا! میرے سامنے رویا کر، میں ہر چیز پر قادر ہوں میں تیرے دنیا و آخرت کے تمام دکھ دور کر دوں گا۔

رونا اخروی دکھوں کا علاج

رب تعالیٰ کے حضور بے بسی اور شرمندگی کے آنسو بہانے سے جہاں دنیا کے دکھ ختم ہوتے ہیں وہاں آخرت کے تمام عذاب اور غم ختم ہو جاتے ہیں یہ آنسو رحمت ہی رحمت ہیں اور نعمتوں کی آماجگاہ جنت دلوانے کے ضامن ہیں۔ اللہ ان آنسوؤں کی کتنی قدر کرتے ہیں ذرا غور کرنا! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اللہ کے سامنے روتا ہے۔

((لَمْ يُعَذِّبْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[مستدرك حاكم، التوبه، فضيلة الذكر، حسن]

اللہ فرماتے ہیں کہ آج دنیا میں میرے سامنے تو روتا ہے قیامت کے دن میں تیرے چہرے کو اپنے عذابوں سے محفوظ رکھوں گا، اللہ فرماتے ہیں: اپنے چہرے کو آنسوؤں کا غسل دے کر تو دیکھ تیرے چہرے کو میں روشنیاں عطا کر دوں گا، اور تیرے کاروبار اور گھر

بار میں برکتوں کے انبار لگا دوں گا، قیامت کے دن تم کو تمام دکھوں سے نجات دے دوں گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)) [صحيح البخاري: ١٤٢٣]

جو آدمی تنہائیوں میں میرے سامنے آنسو بہا لیتا ہے وہ قیامت کے دن میرا مہمان ہو گا اس لیے دنیا پر رونا کوئی معمولی نہیں ہے اور جو بزرگ اللہ کے سامنے روتے ہیں ان کو غصّہ نہ ہوا کرو کیونکہ یہ اللہ کے مہمان بننے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے سامنے رونے سے صرف دنیا کے دکھ ہی دور نہیں ہوتے بلکہ آخرت کے دکھ بھی دور ہو جاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَنْ يَلِجَ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ))

[جامع الترمذي، صحيح الترغيب: ١٢٦٩]

جو آدمی اللہ کے در پر روتا ہے اور دنیا کی کوئی چیز دیکھ کر رو پڑتا ہے، اور کئی ایسی خشک آنکھیں کہ ان سے آنسو آتے ہی نہیں ہیں، اللہ فرماتے ہیں: جس طرح تھنوں میں دودھ واپس نہیں جاتا ایسے ہی جو آدمی رو پڑتا ہے میں اللہ اس کو کبھی جہنم میں نہیں پھینکوں گا، آیئے! کہیں بھی اللہ تجھے لے آئے چاہے بیت اللہ ہو یا تیرے شہر کی مسجد اللہ کو کہا کر:

اللہ بوہے اپنے تے بیٹھ کے رو لین دے
میرے دکھاں دا علاج اج ہو لین دے
تو رج رج مینوں اج رو لین دے
ٹھیک تیرے بوہے میں سجدا ای نئیں
جیہڑا سجدہ تینوں سجدا او میرا سجدہ ہی نئیں
مینوں بوہے وچ بیٹھ کے تے رو لین دے
میں کتھے جاواں تیرا بوہا چھڈ کے میرے خالقا
کالا عمل نامہ ہنجواں تھیں دھو لین دے

کون میرا تیرے بنا میرے سچے مالکا
اج ہنجواں دی لڑی مینوں پرو لین دے

اللہ بوہے اپنے تے بیٹھ کے تے رو لین دے
اج میرے دکھاں دا علاج مولا ہو لین دے

اج رج رج بوہے تے رولین دے

کاروبار اور خیر کے متلاشیو! رونے کی لذتوں کا مزہ اسے ہی معلوم ہے جو اللہ کے سامنے روتا ہے، تجھے لذت کی کیا قدر ہے تو کاروبار میں مصروف اور یاری دوستی میں تیری ساری رات گزر گئی اور اگر تیرے پاس وقت نہیں تو صرف اللہ کے سامنے رونے کا وقت نہیں ہے، کبھی اللہ کے سامنے رو کر بھی دیکھا ہے یہ رونا اللہ کی رحمتوں کی چابی ہے۔ صحیح معنوں میں دنیا و آخرت کے تمام دکھوں کا علاج ہے۔ اللہ ہم سب کو سمجھ کر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خطبہ: 7

عبادت میں شوق کامیاب زندگی کا ایک قیمتی راز

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِO بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ O

﴿وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ [آل عمران : ۱۳۳/۳]

بے حد حمد وثنا اور کبریائی، بڑھائی، یکتائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

خواتین وحضرات! اللہ کی ذات کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے دین کی باتیں سننے کا موقع فراہم کیا اور یقین جانیے انسان کا جو وقت دین کی باتیں سنتے ہوئے گزرتا ہے، یہ لمحات یہ گھڑیاں قیامت کے روز مسلمان کے لیے قابل فخر اور قابل نجات ہوں گی، جس قدر مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی بات توجہ، عقیدت اور احترام سے سنتا ہے اسی قدر اللہ اسے رحمت بھری نظر سے دیکھتے ہیں، میں امید کرتا ہوں کہ آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں نہایت توجہ سے سنیں گے اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ہم پر سب سے زیادہ احسانات اسی اللہ ہی کے ہیں، جب سب سے زیادہ احسانات اس اللہ کے ہیں تو حق بنتا ہے کہ ہم سب سے زیادہ ادب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کریں، آج کے اس مختصر درس میں میں گوہر حیات، گوہر زندگی کے موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں جس سے اللہ اپنے بندے کو

رحمتیں اور برکتیں عطا فرماتا ہے۔

سامعین حضرات! ہم جب بھی اللہ کی عبادت کریں تو ہماری عبادت میں شوق ہونا چاہیے، شوق کا مطلب یہ کہ ہم جو بھی اللہ کی عبادت کا طریقہ اپنائیں، اس میں شوق، ولولہ اور جذبہ ہو اس میں سبقت اور ذوق نظر آنا چاہیے، عبادت میں شوق کا مل جانا یہ دنیا و ما فیھا سے بہتر ہے اور یقین جانیے کہ عبادت میں شوق کا مل جانا اور جذبے کا مل جانا اتنا بڑا نور ہے کہ اس سے اللہ زندگی کی تمام تاریکیاں ختم فرما دیتے ہیں، ہمارا حق بنتا ہے کہ جب ہم اللہ کی عبادت کے لیے آئیں تو ہمارے دل میں شوق ہو رغبت ہو اور ہمہ تن باہوش ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کریں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور شوق عبادت کی ایک جھلک

قرآن پاک میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور ان سے وعدہ کیا کہ آپ اپنی قوم کے ستر افراد کو ساتھ لیکر کوہ طور پر تشریف لائیں، چنانچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت نکلے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تیزی کے ساتھ چل رہے تھے، چلتے چلتے آپ نے تمام ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور سب سے پہلے کوہ طور پر پہنچ گئے، اللہ تمام منظر دیکھ رہے تھے اس کے باوجود اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا:

﴿وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَى﴾ [طه: ٢٠/٨٣]

"اے موسیٰ اتنی جلدی کی وجہ کیا ہے۔"

تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

﴿هُمْ أُولَاءِ عَلَى أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَى﴾

[طه: ٢٠/٨٤]

"اللہ میرے ساتھی میرے پیچھے آ رہے ہیں اور میں نے یہ جلدی اس لیے کی ہے تاکہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔"

سامعین کرام! معلوم ہوا کہ جب نیک اعمال میں جلدی اور شوق اختیار کیا جائے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں، ہمیں بحیثیت مسلمان عبادت کا موقع تو ملتا ہی ہے ہمیں چاہیے

کہ ہم کامل جذبہ اور یکسوئی کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہوں۔

عبادت کے شوق سے ہر چیز حاصل ہوتی ہے

یقین مانیے! ہم میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ اللہ میرے تمام معاملات درست کر دے اور ہر طرح کی آسانیاں فرما دے، اب انسان اپنے معاملات کی تکمیل کے لیے اور ناممکن معاملات کی تکمیل کے لیے طرح طرح کے طریقے اپناتا ہے، شرکیہ تعویذات اور غیر شرعی امور کا ارتکاب بھی کر بیٹھتا ہے، آیئے میں آج آپ کو اجالوں والا راستہ بتلاتا ہوں جس پر چلنے سے اللہ آدمی کے تمام معاملات کو سہل بنا دیتے ہیں اور انسان کو اپنی کمال رحمت سے نوازتے ہیں۔

زکریا علیہ السلام کا تذکرہ اللہ نے سورہ انبیاء میں کیا انہوں نے اللہ سے دعا کی:

﴿وَ زَكَرِيَّا إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ﴾ [انبياء: ٢١/٨٩]

مفسرین کے اقوال کے مطابق آپ کی عمر نوے سال تھی جب آپ نے اللہ کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ اے اللہ! مجھے اکیلا نہ چھوڑیے اور میرا یہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ وارث عطا کرنے والا تو ہے، اولاد تو دیتا ہے، زکریا علیہ السلام نے جب بڑھاپے میں ایک خواہش کا اظہار فرمایا تو اللہ نے یہ جواب نہیں دیا کہ زکریا اب تو وقت گزر چکا ہے، اب تو شاخ مرجھا چکی ہے اور یہ وقت اولاد مانگنے کا نہیں ہے بلکہ قرآن کہتا ہے کہ اللہ نے ان کو بیٹا عطا کیا:

﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ﴾ [انبياء: ٢١/٩٠]

ہم نے ان کی بیوی کو بیٹے کے قابل کر دیا اور ہم نے سیدنا یحییٰ عطا کیے، ان آیات کے بعد اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ کیا تھی:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ﴾ [انبياء: ٢١/٩٠]

''کہ وہ نیکی کے کاموں سبقت کرتے تھے اور ان کی پکار میں ایک جذبہ

اور شوق تھا، ان کی پکار میں خشیت کا پہلو غالب تھا اور وہ ہمارے سامنے خشوع کرنے والے تھے۔"

سامعین کرام! اس سے معلوم ہوا کہ جو بندہ عبادت الٰہی میں جذبہ رغبت اور شوق پیدا کر لیتا ہے اللہ اپنی رحمت سے اس کے ناممکن کاموں کو بھی ممکن بنا دیتے ہیں، اس لیے ہمیں اپنے ناممکن کاموں کو ممکن بنانے کے لیے عبادت میں شوق پیدا کرنا ہوگا آج عبادت میں شوق اور جذبہ کی کمی نظر آتی ہے، عبادت میں ولولہ نظر نہیں آتا۔

آپ ﷺ کو شوق عبادت کا حکم اور آپ ﷺ کی سیرت

توجہ فرمایئے! آنجناب آقا ﷺ کو جب اہل مکہ نے اذیتیں دیں تو اللہ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا:

﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾

[الانشراح: ۹۴/۷،۸]

اے میرے حبیب! جب آپ کو فرصت ملے تو اللہ کی عبادت پر کمر بستہ ہو جایئے اور اپنے اللہ کی طرف رغبت کیجیے اور اپنے اللہ کی طرف توجہ کیجیے، یہ بات اللہ اپنے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ سے فرما رہے ہیں۔

سامعین حضرات! آپ کو اللہ نے اس بات کا حکم دیا تو آپ کی تئیس سالہ زندگی کا مطالعہ فرمائیں کہ آپ کی عبادت میں کیسی رغبت نظر آتی ہے، سنن نسائی میں روایت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے رات کا قیام کیا "فَافْتَتَحَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ" آپ نے سورہ بقرہ کا آغاز کیا تو میں نے سوچا "يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ" کہ آپ سو آیات تلاوت فرما کر رکوع کر لیں گے، مگر آپ ﷺ نے تلاوت جاری رکھی میں نے سوچا دو سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی حتی کہ آپ نے سورہ بقرہ مکمل تلاوت کی، آپ ﷺ نے آل عمران بھی پڑھی اور نساء بھی تلاوت فرمائی [قیام اللیل: ۱۶۶۵] اور آپ کی تلاوت کا انداز یہ تھا: "اِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ وَاِذَا مَرَّ بِآيَةِ عَذَابٍ تَعَوَّذَ وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَاِذَا مَرَّ بِآيَةِ تَسْبِيْحٍ سَبَّحَ" جب

آپ کسی رحمت والی آیت پڑھتے تو اس رحمت کا سوال کرتے اور کسی عذاب والی آیت کو پڑھتے تو اس سے پناہ مانگتے اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے، اسی طرح رکوع کیا اور اسی طرح سجدہ کیا۔

سامعین کرام! عبادت میں شوق ہو تو اللہ تعالیٰ زندگی میں ایک ایسا نور عطا فرماتے ہیں اور ایسی مٹھاس عطا کرتے ہیں کہ اس کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک رات مکمل آپ نے قیام فرمایا ایک صحابی نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے رات کا لمبا حصہ قیام فرمایا اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ((اِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ)) یہ شوق اور رغبت کی نماز ہے، اس میں میں نے اللہ سے سوال اور مطالبات کیے۔

 [سنن النسائی۔قیام اللیل: ١٦٣٩]

آیئے! اپنی توجہ اللہ کی طرف کیجیے ہماری توجہ دنیا داری اور دنیاوی دھندوں کی طرف ہے، جب ہماری توجہ اللہ کی عبادت اور شوق عبادت کی طرف ہوگی تو یقیناً اللہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے گا، غور فرمائیں! نبی کریم ﷺ کی عبادت میں کس قدر شوق پنہاں تھا آپ نماز تہجد پڑھتے، نماز اشراق اور نماز ضحیٰ پڑھتے، آپ ﷺ ظہر کی نماز پڑھاتے تو صحابہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں لمبا قیام کرتے، اسی طرح عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھاتے اور فجر میں سورہ بنی اسرائیل اور سجدہ تلاوت فرماتے تھے۔

سامعین کرام! آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی نمازوں میں شوق پیدا کریں اور اپنے اللہ کے سامنے سر کو جھکائیں، اندازہ کریں کہ آپ کا شوق عبادت بڑھاپے میں جوان تھا صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایام وفات میں آپ ﷺ پر غشی کا عالم تھا اور جب آپ کو افاقہ ہوتا تو آپ ﷺ حسن و حسین بارے دریافت نہیں کرتے تھے بلکہ سب سے قبل آپ تمام سے یہی سوال کرتے تھے:

((اَصَلَّى النَّاسُ؟ اَصَلَّى النَّاسُ؟))

کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے، جواب ملتا: "وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ آپ کے صحابہ صفوں میں کھڑے آپ کا انتظار کر رہے ہیں، یہ بات سنی تو پھر غشی

طاری ہوگئی، تین مرتبہ یہی ہوا اور جب آپ ﷺ نے تھوڑا سا افاقہ محسوس کیا آپ نے غسل فرمایا اور آپ سیدنا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے کندھوں کا سہارا لیکر مسجد کی طرف چل پڑے اور حدیث میں آتا ہے: "وَرِجْلَاہُ تَخُطَّانِ عَلَى الْأَرْضِ" اور آپ کے پاؤں زمین پر لکیریں بنا رہے ہیں، [صحیح البخاری۔الاذان: ٦٨٧] یہ تھا نبی کریم ﷺ کا شوق عبادت اور ہم کس طرح سے نماز کی بے قدری کرتے ہیں، تلاوت قرآن سے غافل ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ ہماری زندگی میں سکون نہیں ہے اگر آپ اپنی زندگی میں سکون واطمینان پیدا کرنا چاہتے ہو تو اپنی عبادت میں شوق پیدا کیجیے، نبی کریم ﷺ نے اپنے تیئس سالہ دور نبوت میں یہی تعلیم دی ہے اور یہی عبادت کا جوہر و گوہر ہے، جس طرح ایک پھول سے خوشبو کو نکال دیا جائے تو وہ اپنی قدر کھو بیٹھتا ہے اسی طرح جس عبادت میں شوق نہیں ہے وہ عبادت بھی کوئی مرتبہ ومقام نہیں رکھتی، آیئے! صحابہ کے پاس کچھ نہیں تھا غربت تھی، مگر ان کے پاس ایک ایسی دولت تھی جو قارون کے خزانہ میں نہ تھی، وہ اللہ کی عبادت بڑے شوق اور جذبہ کے ساتھ کرتے تھے، ان کی عبادت میں بڑی خشیت ہوا کرتی تھی۔

باوجود غربت کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا شوق عبادت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عبادت کے شوق میں دنیا کے ہر شوق کو پیچھے چھوڑ دیا اور قرآن نے بھی ان کو السابقون السابقون اولئك المقربون کے القابات سے یاد کیا ہے۔ جامع ترمذی میں روایت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ نماز کے لیے آتے اور فقر وفاقہ کی وجہ سے صفوں میں گر جایا کرتے تھے بعض منافقین قریب سے گزرتے ہوئے کہتے: "اُنْظُرُوا اِلٰی ھٰؤُلَاءِ الْمَجَانِیْنَ" ان بیوقوفوں کی طرف دیکھو کہ یہ کاروبار نہیں کرتے بازاروں میں نہیں جاتے، دنیا کے مال ومتاع پر ان کی توجہ نہیں ہے، تب رسول اللہ نے فرمایا:

((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَاعِنْدَ اللّٰهِ لَكُمْ لَدَعَوْتُمُ اللّٰهَ اَنْ یَّزْدَادَ كُمْ فَقْرًا وَّحَاجَةً))

"میرے صحابہ اگر تمہیں معلوم ہو کہ اللہ نے تمہاری مہمانی کے لیے کیا تیار کر

رکھا ہے تو تم اللہ سے دعائیں مانگو کہ اللہ ہمارے فقر و فاقہ میں اضافہ فرما۔''

سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اور شوق عبادت

غور کریں! غربت اور فقر و فاقہ کے باوجود عبادت کا کس قدر شوق رکھتے تھے؟ کس قدر شائق الی اللہ تھے؟ ایک دفعہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے سوال کیا: کہ تم میں سے آج روزہ کس نے رکھا ہے؟ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا ''صُمْتُ الْيَوْمَ'' اے اللہ کے نبی! میں نے آج روزہ رکھا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کی: میں نے آج مریض کی عیادت بھی کی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ((مَنْ اَطْعَمَ الْمِسْكِيْنَ)) کہ کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہو؟ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کی میں نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: (مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً) کہ آج کسی نے جنازہ پڑھا ہو؟ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کی میں نے آج جنازہ بھی پڑھا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس انسان کو اتنا عبادت کا شوق ہو، اور جس کو حسنات سے اس قدر لگاؤ ہو اس پر اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو واجب کر دیتے ہیں۔

[صحيح المسلم۔الزكاة: ٢٣٧٤]

اندازہ کیجیے! صحابہ کس قدر نیکیوں کا شوق رکھتے تھے اور ان کے ہاں نیکی کی کتنی قدر تھی، ان کو نیکی سے کتنا لگاؤ تھا، اپنی جان سے زیادہ وہ نماز کی فکر کرتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور شوق عبادت

صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی جماعت کروا رہے ہیں تو ابولولوء مجوسی نے آپ کو خنجر کے کئی وار کر کے زخمی کر دیا آپ رضی اللہ عنہ لہولہان ہونے کے باوجود حدیث میں آتا ہے ''فَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنَ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ'' کہ عمر نے عبد الرحمان بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر مصلی پر کھڑا کر دیا (صحیح البخاری: ۳۷۰۰) اور نماز کے بعد بے ہوشی کے عالم میں آپ کو گھر لایا گیا، تو مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمانے

لگے "یَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہ اَصَلّٰی عُمَرُ" نبی کریم ﷺ کے صحابہ بتلاؤ کیا عمر نے نماز ادا کر لی ہے؟ صحابہ کہنے لگے: اے مسور! تم دیکھ نہیں رہے کہ وہ بے ہوش ہیں سیدنا مسور رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے ساتھیو! جب آپ کو ہوش آئے تو سب سے قبل ان کو نماز کا یاد دلانا میں جانتا ہوں کہ عمر کو اتنا دکھ اپنے زخمی ہونے کا نہیں ہوگا جتنا دکھ انہیں یہ ہوگا کہ میری نماز ضائع ہوگئی۔ اللھم ارزقنا اتباع الصحابہ۔

سامعین حضرات! جب نماز کی اتنی فکر ہو تو اللہ ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتے، آپ معاشرے میں دیکھیں اور اپنے گھر میں دیکھیں کہ شوق کے ساتھ نماز ادا کرنے والوں کی تعداد کتنی ہے اور جب یہ تعداد بڑھتی ہے تو اللہ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے، خصوصاً خواتین بچوں کا بہانا کر کے عبادت میں سستی کا شکار ہو جاتی ہیں اس سے گھر میں بے برکتی اور گھریلو ناچاقیاں پیدا ہوتی ہیں، زندگی کا نور ختم ہو جاتا ہے۔

نماز تہجد کی حالت میں روح کا پرواز کر جانا

جو لوگ شوق سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور جی بھر کر ساری زندگی خوش دلی سے اپنے اللہ کی پوجا میں مصروف رہتے ہیں بالآخر ایسے خوش نصیب لوگوں کا انجام بھی بڑا نیک اور مثالی ہوتا ہے۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب سیر اعلام النبلاء میں نقل فرمایا ہے کہ:

مَاتَ اَبُوْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیُّ وَھُوَ سَاجِدٌ فِیْ صَلٰوتِہٖ بِاللَّیْلِ

"ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ اس حالت میں فوت ہوئے کہ آپ تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے سجدے کی کیفیت میں تھے۔"

سامعین کرام! یہ سعادتیں صرف انہیں خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہیں کہ عبادت جن کی روح کی غذا بن چکی ہو اور وہ ذکر و اذکار اور رکوع سجود میں اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

ام المؤمنین اور شوق عبادت

ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے "دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

الْمَسْجِدَ فَرَاى حَبْلَ مَمْدُوْدً بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ '' سنن نسائی کے الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی نظر آ رہی ہے کس لیے ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب قیام کے دوران جب تھک جاتی ہیں تو رسی کا سہارا لے کر کھڑی ہو جاتی ہیں، اور قیام جاری رکھتی ہیں (قیام اللیل: ۱۶۴۴، ابن ماجہ: ۱۳۷۱) ان کا جذبہ اگر آج کی خواتین میں بھی آ جائے تو اللہ اپنی رحمتوں کا نزول فرما دیں۔ مگر افسوس کہ آج ہماری مسلمان عورتوں کے دن بازاروں میں، باتوں میں اور فضولیات میں گزرتے ہیں اور رات ٹی وی، کیبل اور کمپیوٹر پر گزر جاتی ہے اور ساری زندگی اسی طرح قرب الٰہی کی لذت سے محروم رہ کر نحوست میں گزر جاتی ہے۔

شوق عبادت کا نادر نمونہ

نمازوں کو ضائع کرنے والے اللہ کے ہاں اپنا مقام کھو دیتے ہیں اگر تم اللہ کے ہاں اچھا مقام چاہتے ہو تو نمازوں کی قدر کیا کرو، امام سعید بن مسیب رحمہ اللہ کبار تابعین میں سے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ نے جن کبار تابعین کی مرسل روایات کو قبول فرمایا ہے ان میں سے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بھی ہیں، آپ تاجر تھے فرماتے ہیں: ''مَا اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً اِلَّا وَكُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ'' تہذیب التھذیب میں ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کو بیان کیا ہے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میری بیس سالہ زندگی میں کوئی اذان مؤذن نے ایسی نہیں کہی مگر میں مسجد میں موجود تھا۔ ذرا غور کریں! شاید ہم نے زندگی کی بیس نمازیں بھی ایسے شوق اسے ادا نہ کی ہوں، یہی عبادت کا جوہر و گوہر ہے، علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے سیر اعلام النبلاء میں دو روایتیں ان کے بارے میں نقل کی ہیں ایک میں تیس اور ایک میں چالیس سال کا ذکر ہے کہ چالیس سال تک آپ مسجد میں اذان سے قبل موجود ہوا کرتے تھے، یہی وہ شوق ہے جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے:

﴿وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾

''لوگو! مغفرت اور بخشش کی طرف جلدی کرو اور جنت کی طرف جلدی کرو جو اللہ نے اپنے پرہیز گار بندوں کے لیے تیار کی ہے۔''

عبادت کے شائق اور قدر دان ایک عظیم محدث

امام اعمش رحمہ اللہ اللہ کے نیک بندے تھے اور نیک بندوں کا ذکر پڑھنے سے ایک روشنی ملتی ہے اصل نام سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی ، سلیمان آپکا نام تھا اور کوفہ میں رہتے تھے ، اور اعمش آپکا لقب تھا اور اعمش عربی اس آدمی کو کہتے ہیں جس کو آنکھوں سے کم دکھائی دیتا ہو، محدثین بیان کرتے ہیں کہ امام اعمش اس قدر اللہ کے سامنے روتے تھے کہ آپ کی آخر عمر میں کثرت بکا کی وجہ سے نظر کمزور پڑگئی اور اسی بنا پر آپ کا لقب اعمش پڑ گیا۔ امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''لَمْ تَفُتْنِي الصَّلاَةُ مَعَ الْجَمَاعَةِ مَايُقَرِّبُ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً حِينَ مَاتَتْ وَالِدَتِي وَقَدِاشْتَغَلْتُ فِي تَجْهِيزِهَا وَتَكْفِينِهَا (سلاح الیقظان:۲۱۰) میری چالیس سالہ زندگی میں صرف ایک نماز میں نے بغیر جماعت کے ادا کی ، سائل نے سوال کیا حضرت وہ نماز کیوں بغیر جماعت کے ادا کی تھی تو جواب دیا کہ میری والدہ محترمہ وفات پاگئیں اور میں ان کے کفن دفن میں مشغول ہو گیا اور میری ایک نماز جماعت کے بغیر ادا ہوئی۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم اپنی کتنی نمازیں دنیا داری میں پڑ کر ضائع کر دیتے ہیں؟ جب عبادت کا شوق چھن جائے تو زندگی سے خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے۔

شوق عبادت سے عظیم لقب کا ملنا

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تہذیب التہذیب ۱/۲۲۶ میں نقل کیا ہے کہ امام بشر بن حسن البصری رحمہ اللہ بہت بڑے محدث اور کثیر محدثین کے استاذ ہیں ان کو ''الصفی'' کے لقب سے پکارا جاتا تھا ، اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے پچاس سال بصرہ کی جامع مسجد میں صف اول میں نماز ادا فرمائی ، اس قدر عبادت الٰہی کا شوق تھا اور صف اول میں نماز ادا کرنیکی وجہ سے ''الصفی'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

عبادت سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہجوم

مسجد نبوی میں صحابہ اذان سے قبل پہنچ جاتے اور اس بات پر جھگڑا ہوتا کہ پہلی صف میں کون کھڑا ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز دی کہ میرے صحابہ قرعہ ڈال لیا کرو جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ پہلی صف میں کھڑا ہو جایا کرے۔

جب اہل اسلام کو عبادتوں کا اس قدر شوق تھا تو اس وقت اللہ کی معیت اور اللہ کے نورانی فرشتوں کا سلام انہیں آتا تھا، ہر طرف خیر تھی جب سے یہ شوق ختم ہوا تب سے ہماری زندگی سے نور ختم ہو چکا ہے، تب سے اللہ کی رحمتیں ہم سے روٹھ چکی ہیں، اللہ نے امت محمدیہ کو تین طرح کے لوگوں میں تقسیم کیا ہے:

﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ﴾

”کچھ لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں ان کو عبادت کا کوئی شوق نہیں ہے۔“

﴿فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ﴾

”کچھ معتدل اور میانہ روی والے ہیں۔“

﴿وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾

”اور کچھ اللہ کے حکم کے ساتھ بھلائی کے کاموں میں بڑا شوق رکھتے ہیں۔“

ان کے بارے فرمایا:

﴿ ذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ﴾ [فاطر: ۳۲/۳۵] یہی کامیاب ہیں۔

اللہ کی عبادت کا شوق رکھنا بہت بڑی کامیابی ہے، یہ فضل کبیر ہے اور اللہ نے دنیا کو مال قلیل کہا ہے، لیکن عبادت کے شوق اور عبادت کی رغبت کو اللہ نے بہت بڑا فضل قرار دیا ہے، جس کو نصیب ہوگیا گویا اس نے فضل کثیر حاصل کر لیا۔

شوق عبادت اور نور عبادت سے منور ایک گھرانہ

امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے امام تھے ان کو عابد اہل مدینہ کہا جاتا تھا، بہت بڑے عبادت گزار تھے، گھر میں والدہ اور ہمشیرہ تھیں، رات کا نظام الاوقات انہوں نے بڑا

عجیب بنا رکھا تھا، رات کے پہلے حصہ میں ہمشیرہ عبادت کرتیں اور دوسرا حصہ میں والدہ کو بیدار کر دیتیں اور وہ جی بھر کر اللہ کی عبادت کرتیں، رات کے تیسرے حصہ میں والدہ وقت کے امام اور محدث کو جگا دیتیں اور وہ صبح کی اذان تک اللہ کی عبادت اور قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور اپنے اللہ سے سرگوشیاں کرتے تھے۔ رات کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جس وقت گھر میں اللہ نام نہ لیا جاتا ہو اور اللہ کا ذکر بلند نہ کیا جاتا ہو۔ (کتب سیر)

آج علماء سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اولاد کی تربیت اور گھر میں برکت کے لیے کوئی تعویز دیں، حضرات یہ کام تعویزوں سے نہیں ہوتے بلکہ گھر میں ایک کردار پیش کیا جائے، اپنے لیل ونہار کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ اللہ کی طرف رغبت کتنی ہے؟ اور اللہ کی عبادت کا کتنا شوق ہے؟ اور بے حیائی اور فحاشی میں ہم کس قدر مبتلا ہیں، جب حیا اور عبادت کی طرف رغبت ہوگی تو اللہ رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائیں گے۔ اسی کی طرف اللہ نے قرآن میں اشارہ کیا ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ [آل عمران: ۳/۱۳۳]

”اپنے اللہ کی بخشش کی طرف جلدی کرو اور بخشش یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کا شوق پیدا کیا جائے۔“

عبادت کے شائق کا نیک انجام

مجھے یاد آیا کہ کویت سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے ”اللہ تعالیٰ کے تقرب کا حصول“ اس میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ بیٹے اپنے والد کو کہتے ہیں کہ ہمارا یہ مکان چھوٹا ہو چکا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم کسی اور جگہ کوئی اچھا مکان خرید لیتے ہیں، انکا والد شائق الی اللہ اور منیب الی اللہ تھا، اس نے کہا بیٹو! جہاں جی چاہے مکان خرید لو لیکن میری ایک شرط یہ ہے کہ تم نے مجھے ہر نماز سے قبل مسجد میں پہنچانا ہے، بیٹوں نے اس شرط کو قبول کر لیا اور اپنے والد کو حسب وعدہ مسجد لیکر جاتے رہے، بالآخر وہ بوڑھے ہو گئے تو انہوں نے گھر ہی میں باقاعدہ جماعت کا سلسلہ شروع کر دیا ایک دن بزرگوں نے غسل کیا اور اذان

کہی، اقامت شروع کر دی اور جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پر پہنچے تو ان کی روح پرواز کر گئی سوچیے! یہ کتنی سعادت کی موت تھی جو عبادت کے اندر نصیب ہوئی؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو جس حالت میں موت آئی اسے قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا، جیسا کہ صحیح حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ایک صحابی حج کے لیے آیا اور سواری سے گر کر گردن ٹوٹ گئی آپ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو احرام ہی میں دفن کر دو کل قیامت کے دن یہ تلبیہ پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

جماعت کی حالت میں اللہ سے ملاقات

اسلاف کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو بے شمار ایسے واقعات مطالعہ میں آتے ہیں کہ ان لوگوں نے نماز باجماعت کو مال واولاد حتی کہ جان تک سے زیادہ عزیز جانا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر سکون حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے سَمِعَ صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ مؤذن کی آواز کو سنا تو گھر والوں کو کہنے لگے مجھ کو فوراً مسجد میں پہنچا دو گھر والوں نے جواب میں کہا حضرت صاحب فَاِنَّکَ عَلِیْلٌ آپ سخت بیمار ہیں آپ کیسے مسجد میں جا سکتے ہیں؟ وہ فرمانے لگے اللہ کے بندو! مجھے فوراً اللہ کے گھر لے چلو اور مجھے ان بدبختوں میں نہ رہنے دو کہ جنہوں نے اللہ کے بلاوے کو سنا اور لیکن اللہ کے بلاوے پر لبیک نہ کہیں۔ چنانچہ آپ کو پکڑ کو مسجد میں پہنچا دیا گیا ۔آپ مغرب کی جماعت میں شامل ہوئے، ایک رکعت مکمل کرنے کے بعد دوسری رکعت میں تھے کہ آپ کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی اور آپ نماز کی حالت میں اپنے اللہ سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ ایسی قابل رشک ملاقات ہمیں بھی نصیب فرمائے اور یہ عظمت صرف اسی صورت میں حاصل ہوگی کہ ہم غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں۔

[سلاح الیقظان لطرد الشیطان]

شوق سے خالی عبادت، زحمت ہے

علامہ البانی نے سلسلہ احادیث صحیحہ (جلد ۶ جزء ۱ صفحہ ۸۱) میں ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت کے دن ایک آدمی اللہ کے سامنے آئیگا اور اللہ

اس سے سوال کریں گے، بتلا تو دنیا میں کیا کر کے آیا ہے بندہ جواب دے گا" يَـارَبِّ قَدْ صَـلَّيْـتُ سِتِّيْنَ سَنَةً" (رقم الحدیث:۲۵۳۵) اے اللہ! میں ساٹھ سال نمازیں پڑھتا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تیری ایک نماز بھی قبول نہیں کی۔

سامعین حضرات! ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہیے، کہیں قیامت کے دن ہم اللہ کی رحمتوں سے محروم نہ کر دیئے جائیں اور اللہ کے عذاب کا شکار ہو جائیں، اپنے اندر عبادت کا شوق پیدا کیجیے اور دیکھیے جن کو عبادت کا شوق تھا ان کی زندگی کیسی تھی۔

محدث بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے استاد محترم کی ملاقات کے لیے نکلا چلتے چلتے جب میں ان کے گھر کے قریب پہنچا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے، بڑی خوبصورتی کیساتھ نماز ادا کی اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے چہرے کی رنگت زرد تھی، بہت مغموم محسوس ہو رہے تھے، میں نے پوچھا کہ آپ پریشان کیوں ہیں تو کہنے لگے کہ مجھے ایک فکر لاحق ہے کہ اگر قیامت کے دن اللہ نے یہ کہہ دیا کہ میں نے تیری زندگی کی کوئی نماز قبول نہیں کی تو میں کہاں جاؤں گا، میرا انجام کیا ہوگا؟

شوق عبادت کی نایاب مثال

آج کے خطبہ کا خلاصہ یہی ہے کہ ہم اپنے اندر عبادت کا شوق پیدا کریں۔ مہمان آئے تو اس کو بھی اپنے ساتھ عبادت کے لیے لیکر جائیں، صحیح بخاری میں موجود ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نماز کے وقت نبی کریم ﷺ ہمارے پاس سے ایسے اٹھ جاتے گویا آپ ہمیں جانتے ہی نہیں ہیں، گفتگو وہیں روک دیتے اور نماز کے لیے نکل پڑتے۔

اللہ کے ہم پر کروڑ ہا احسانات ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کی عبادت کو ہر چیز پر مقدم کریں۔ محدثین کا قول ہے "لَا تُجَالِسُوا الْمَوْتٰى " مردوں کے پاس نہ بیٹھا کرو لوگوں نے سوال کیا کہ مردوں سے مراد کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ " اَلـرَّاغِبُوْنَ اِلَى الدُّنْيَا" جو دنیا کی طرف مائل ہیں، عبادت کا شوق نہیں رکھتے وہ مردہ ہیں۔

شوقِ عبادت سے رزق کی فراوانی وفراخی

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے فراخی والا رزق عطا فرمائے اور وہ رزق کی کشادگی کے لیے اپنی سمجھ، عقل اور بصیرت کے مطابق مختلف طریقے اپناتا ہے اور اپنی ہمت کے مطابق محنت بھی کرتا ہے۔ دین اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ شوق سے عبادت کرنے والا اور عبادت میں اپنا جی لگانے والا اللہ کے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود اس کے فقر کو اور اس کی غربت کو دور فرما دیتے ہیں اور اپنے سچے عبادت گزار بندے کو رزق حلال سے مالا مال کر دیتے ہیں۔

جامع ترمذی کی ایک صحیح سند سے حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((یَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَاءُ قَلْبَكَ غِنًا وَ یَدَیْكَ رِزْقًا))

''اے ابن آدم! تو شوق کیساتھ میری عبادت کر میں تیرے دل کو غنی کر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دونگا۔''

اور اگر تو نے میری عبادت کا شوق پیدا نہ کیا تو میں:

((اَمْلَاءُ قَلْبَكَ فَقْرًا وَیَدَیْكَ شُغْلًا))

''میں تیرے دل میں فقر بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو بیکار کاموں میں الجھا دونگا۔''

ہمارا حال بھی یہی بن چکا ہے جیسا کہ کسی اللہ والے نے فرمایا:

((لَا تَكُوْنُوْ کَحِمَارِ النَّهَارِ وَکَجِیْفَةِ اللَّیْلِ))

''اے لوگو! دن کے گدھے اور رات کے مردار نہ بنو۔''

اس مثال سے مراد یہ ہے کہ جس طرح گدھا سارا دن سامان اٹھاتا ہے اسی طرح بعض دوست سارا دن بازاروں کے چکروں میں مصروف رہتے ہیں اور عبادت کا کوئی خیال نہیں رکھتے وہ اس گدھے کی طرح ہیں جو سارا دن بوجھ اٹھا کر رات کو مردے کی طرح سویا رہتا ہے کبھی اسے خیال نہیں آتا کہ میں نے اپنے اللہ کا حق ادا کرنا ہے اور اللہ سے پیار بھری

باتیں کرنی ہیں۔

آیئے! اپنے اندر عبادت کا شوق پیدا کر لیجیے وگرنہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، جو لوگ دنیا میں میری عبادت نہیں کر پاتے وہ قیامت کے دن ضرور خواہش کریں گے کہ انکو ایک موقع دیا جائے، تاکہ وہ اللہ کی عبادت کر سکیں، لیکن اس دن کی آرزو فائدہ مند ثابت نہیں ہوگی یہ دنیا کی زندگی اس لحاظ سے بہت قیمتی ہے کہ جو لوگ رغبت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے ہیں وہ آخرت میں نجات پائیں گے۔ وہ بلند مرتبہ پائیں گے۔ اور جن لوگوں نے اس موقع کو ضائع کر دیا وہ ذلیل ہو جائیں گے اللہ سے دعا ہے کہ جس طرح اس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا ہمیں عبادت کا شوق بھی عطا فرمائے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی طرح عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

خطبہ:8

آپ اور آپ کی کتاب زندگی

منفرد، انمول اور دلنشین انداز میں اصلاح نفس اور فکر آخرت

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ○

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾

[بنی اسرائيل: ۱۷/۱۳، ۱۴]

حمد وثنا اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے۔

نصیحت آموز تمہید

دنیا کی زندگی اس لحاظ سے بہت قیمتی ہے کہ قیامت کے روز جن لوگوں کو کامیاب یا ناکام کیا جائے گا، فیل اور پاس کیا جائے گا، اس کی بنیاد یہ دنیا کی زندگی ہوگی جو انسان جتنے اچھے طریقے کے ساتھ یہ دنیا بسر کرے گا اللہ تعالیٰ اسی کے مطابق اس کو اعلیٰ مراتب عطا فرمائیں گے۔ اور جو لوگ دنیا کی زندگی بے راہ روی، آوارگی اور بے توجہی کے ساتھ بسر کریں گے قیامت کے روز انہیں ناکام کر دیا جائے گا، ہمیں چاہیے کہ دنیا کی زندگی اچھے طریقے کے ساتھ بسر کریں، میں آپ کے سامنے ایک اہم موضوع ''آپ اور آپ کی کتاب زندگی'' کے عنوان پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ کو محض اپنی رضا کے لیے حق سچ کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سامعین کرام! ہر مسلمان بلوغت کے بعد مصنف اور مولف بن جاتا ہے، بلوغت کی عمر ۱۵ سال لے لیں اس کے بعد تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، روزانہ ایک صفحہ الٹ دیا جاتا ہے، اور جس کی عمر تیں ہے وہ اس وقت کم وبیش 5400 صفحات کی کتاب زندگی کو مرتب کر چکا ہے، جس کی عمر چالیس سال ہے وہ اپنی پچیس سالہ زندگی میں 9000 صفحات کی ضخیم کتاب زندگی مرتب کر چکا ہے۔ اسی طرح جس کی عمر چالیس سال بلوغت کی عمر ہے وہ کم وبیش 14000 صفحات کی کتاب زندگی مرتب کر چکا ہے۔

سادہ لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ آپ سب، مولفین، مصنفین اور مرتبین ہیں آپ میں سے ہر ایک، ایک موٹی کتاب مرتب کر چکا ہے اور آپ اپنی کتاب مرتب کرنے میں مکمل آزاد ہیں۔ ایسا بھی بہت حد تک ممکن ہے کہ آپ ایسی عمدہ کتاب مرتب کر لیں جس کی وجہ سے آپ کو کائنات کے برگزیدہ ترین لوگ انبیاء ورسل کے ساتھ قیامت کے دن ملا دیا جائے اور یہ بھی خطرہ برابر موجود ہے کہ آپ دوران تصنیف اس قدر نالائقی کا مظاہرہ کریں کہ روز قیامت آپ اپنی کتاب لے کر کائنات کے بدترین افراد کے ساتھ مجرم بن کر کھڑے ہوں۔ یاد رہے! آپ جو کتاب مرتب کر چکے ہیں اور جو کریں گے اس کا نام ''کتاب زندگی ہے'' اور مرتب کرنے کا دورانیہ زندگی کے آخری سانس تک ہے بعد میں آپ کا جسم مٹی تلے اور کتاب اللہ کے ہاں محفوظ ہو جائے گی۔

زبان سے نکلنے والا ہر حرف کتاب میں محفوظ ہے

آج ہم نے غور یہ کرنا ہے، یہ جو کتاب زندگی ہم مرتب کر رہے ہیں کیا ہم واقعتاً ایسے مرتب کر رہے ہیں کہ جب ہم اللہ کی بارگاہ میں جائیں تو ہمارے سر فخر سے بلند ہوں اور ایسے اعمال اس میں شامل ہیں جو قیامت کے روز ہمارے لیے توشہ آخرت اور ذریعہ نجات بن جائیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الانفطار: ۸۲/ ۱۰، ۱۱، ۱۲]

''تمہارے اوپر دو عزت والے لکھنے والے، فرشتے ہیں، وہ تمام کچھ جانتے

ہیں جو تم کرتے ہو۔''

آدمی اپنا مسودہ کسی کاتب کو دیتا ہے تو وہ کاتب اس میں ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں کرتا، اسی طرح باہوش اور ذہین ملائکہ بھی اس کتاب میں ایک لفظ کا اضافہ نہیں کرتے عام الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ فرشتے آپ کے کمپوزر ہیں اصل میں لکھاری، مصنف آپ ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ﴾ [الزخرف: ۴۳/۸۰]

''کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی سرگوشیوں کو سنتے نہیں؟ اللہ فرماتے ہیں: کیوں نہیں! ہمارے ملائکہ تو ان کے ایک ایک حرف کو لکھ رہے ہیں۔''

﴿اِنَّ رُسُلَنَا یَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ﴾ [یونس: ۱۰/۲۱]

''ہمارے ملائکہ جو یہ لوگ مکروفریب کرتے ہیں سب لکھ رہے ہیں۔''

جب ہمارے اعمال، افعال اور ہماری ایک ایک حرکت نوٹ کی جارہی ہے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری کتاب میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو ہمارے لیے قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہو، رسول اللہ ﷺ کے فرامین اور قرآن کریم کی آیات سے پتہ چلتا کہ جب آدمی فوت ہوجاتا ہے تو اسکی کتاب زندگی کو محفوظ کرلیا جاتا ہے اور آدمی کو قبر کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا﴾ [بنی اسرائیل: ۱۷/۱۳، ۱۴]

''ہم پھر وہ کتاب زندگی قیامت کے روز اس مصنف کے سامنے کھول کر پیش کردیں گے اور کہا جائے گا کہ اپنی کتاب کو پڑھ لیجیے اور آج اپنا محاسبہ کرنے کے لیے تو اکیلا ہی کافی ہے۔''

بحیثیت مصنف کم از کم پانچ خوبیاں پیدا کریں

پیارے بھائیو! جاگو، کچھ ہوش کرو ہمارے پاس وقت بہت محدود ہے اور جو کتاب ہم مرتب کر رہے ہیں اس کی بنیاد پر بہت اہم رزلٹ آؤٹ ہونے والا ہے۔ نتیجہ کے وقت حسرت، ندامت اور شرمندگی کچھ کام نہ آئے گی، جیتے جی کچھ کر لو، میں آپ مصنفین اور آپ کی تصنیف کتاب زندگی کے متعلق، اہم گزارشات بالترتیب ذکر کرنا چاہتا ہوں میرے ساتھ رہیں اللہ ہم سب کو کامیاب فرمائے۔ آمین!

سامعین کرام! کتاب زندگی کی اہمیت بہت زیادہ ہے یہ قیامت کے روز ہمارے لیے عزت اور مقام کا باعث ہوگی یا پھر ذلت اور رسوائی کا سبب ہوگی اور دنیا میں جو کتابیں لکھی جاتی ہیں ان میں بھی مصنف جب تک پانچ چیزوں کا خیال نہیں رکھتا، تو وہ اپنی کتاب کو اچھا نہیں بنا سکتا ہے۔ ایک کتاب کی اچھائی کے لیے پانچ صفات کا ہونا ضروری ہے جب دنیا کی کتاب کے لیے ان پانچ خصائص، خصائل اور اوصاف کا خیال رکھنا ضروری ہے تو پھر اپنی کتاب زندگی جو اللہ کی بارگاہ میں ہم پیش کرنے والے ہیں اس کے لیے تو ان صفات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے آیئے! ان پانچ خوبیوں کو توجہ سے سماعت فرمائیں:

پہلی بنیادی خوبی/ ماحول اچھا ہو

جب دنیا میں کوئی کتاب لکھی جاتی ہے تو ضروری ہے کہ مصنف کو اچھا ماحول میسر ہو اور جب تک مصنف کو اچھا ماحول میسر نہیں ہوگا وہ اچھی کتاب نہیں لکھ سکتا اور نہ ہی وہ پائیدار ہو سکتی ہے، یہ ضروری ہے کہ جہاں یہ کتاب لکھی جا رہی ہے وہاں کا ماحول اچھا ہو، راحت وسکون والا ہو، تبھی جا کر ایک اچھی کتاب مرتب ہوگی، تو آج آپ کو غور کرنا ہوگا کہ آپ جو اپنی کتاب زندگی مرتب کر رہے ہیں کیا آپ نے کوئی اچھا ماحول چنا ہے؟ اگر آپ نے کتاب زندگی کے لیے اچھے ماحول کا انتخاب کیا ہے تو یقیناً یہ آپ کے لیے بڑی سعادت ہے، اچھے ماحول کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے گھر کا ماحول اسلامی ہو اور آپ کے دوستوں میں نیک لوگ ہوں، کاروبار میں اسلامی طرز عمل ہونا چاہیے، اگر ان تمام چیزوں میں اسلام کی خوشبو بھری ہے تو روزانہ کا صفحہ جو آپ مرتب کر رہے ہیں وہ بہترین ہوگا، اس

لیے اپنے ماحول کو اچھا بنایئے ،گھر میں ایک اسلامی لائبریری ہونی چاہیے ،دیکھیے !ہمارے گھر میں تمام رومز ہوتے ہیں بیٹھنے کے لیے سونے کے لیے ،اور دیگر ضروریات کے لیے اس لیے کتاب زندگی کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے گھر میں ایک لائبریری کا کمرہ جس میں احادیث ،سیرت اور دیگر بہترین واقعات کی کتب ہوں تا کہ آپ اپنی کتاب زندگی بہتر مرتب کر سکیں۔ ہمارا روزانہ کا مرتب ہونے والا صفحہ اعلیٰ اعمال کے ساتھ بھرپور ہو یہاں یہ بھی فائدہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر گھر میں مفید اصلاحی اسلامی کتب ہوں تو جہاں گھر والوں کو اچھا ماحول میسر آتا ہے وہاں آنے والے مہمان بھی خیر سے جھولیاں بھر کر جاتے ہیں کیسی خوش بختی ہے کہ آپ کے گھر آنے والا دوست ،رشتہ دار اور مہمان ڈرامہ ،فلم یا کوئی گناہ آلود سوچ لے کر نہ جائے بلکہ کتاب وسنت کے نور سے اپنے سینے کو منور کرتے ہوئے واپس جائے ۔ براہ کرم اس پہلو کو حد درجہ اہمیت دیں ۔انشاءاللہ مرنے کے بعد بھی یہی کتاب آپ کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے گی۔اسی طرح اپنے دوستوں میں ان لوگوں کو شامل کیجیے جو نیک ہوں اللہ والے ہوں ،مجھے یاد ہے میں نے ایک ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ کی اہلیہ نماز پڑھتی ہے انہوں نے جواب دیا حافظ صاحب کہ یقین مانیے میں نے آج تک کسی بے نماز کو دوست نہیں بنایا، جب آپ کے دوست اچھے ہوں تو آپ کو نیکی کے زیادہ مواقع میسر ہوں گے۔

اچھے ماحول کے لیے ایک اچھا عمل T

آپ دو تین ہفتوں بعد اپنے گھر کسی باعمل، صاحب تقویٰ جس کی دیانت وامانت اور نیکی پر آپ مطمئن ہیں عالم دین کو دعوت دیں حسب توفیق کھانا کھلائیں اور گھریلو ماحول کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے ان سے مشورہ لیں اور دعا کروائیں ،آپ یہ عمل پابندی سے کریں ، بہت جلد آپ کو خیر و برکت اور اسلامی ماحول میسر آئے گا۔

آپ ﷺ کی حدیث بھی ہے:

لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَاكُل طَعَامَكَ اِلَّا تقيٌّ

''مومن کو ساتھی بنا اور صرف متقی کو کھانا کھلا۔'' (جامع ترمذی، ابوداود)

نماز چھوڑنے کا بہانہ

اکثر جب لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری ڈیوٹی اس قدر سخت ہے کہ ہم نماز نہیں پڑھ سکتے، غور فرمائیں! ماحول کا اثر کتنا گہرا ہے۔ جب انسان ایسا کاروبار کرے جو اللہ کی یاد سے غافل کردے اور جو سجدے کی لذت کو چھین لے تو ایسا انسان کبھی بھی اپنی کتاب زندگی کو اچھا مرتب نہیں کرسکتا ہے اس لیے اچھا ماحول تلاش کرنا بہت ضروری ہے ماحول کا اثر کتاب زندگی پر بہت پڑتا ہے اس کی بنا پر کتاب زندگی کے اوراق روشن اور گدلے ہوتے ہیں، جسقدر ماحول اچھا ہوگا کتاب زندگی اسی قدر بہترین مرتب ہوگی۔

دوسری خوبی/ اعلیٰ موضوعات کا انتخاب ہو

دوسری خوبی یہ ہے کہ کتاب کا موضوع اچھا ہو، ایک کتاب جو اچھے ماحول میں مرتب کی جائے مگر اس کا موضوع اچھا نہ ہو تو وہ کتاب اپنی اہمیت کھودے گی۔ ہماری کتاب زندگی کے موضوعات کیا ہیں: اللہ تعالیٰ کی عبادت، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، خلق خدا کی خدمت، شرافت، دیانت، امانت، صداقت یہ تمام ہماری کتاب زندگی کے موضوعات ہیں اگر آپ کی کتاب زندگی میں یہ تمام موضوعات اور عناوین موجود ہیں تو آپ کی خوش نصیبی ہے۔ وگرنہ آپ معاشرہ میں دیکھیں کہ کئی لوگ ایسے ہیں کہ وہ ہزاروں صفحات کی کتاب مرتب کرتے ہیں مگر ان کے موضوعات دنیا و آخرت کو تباہ کردینے والے ہیں تکبر، حسد، بے عملی اور بدعملی ہمارے موضوعات نہیں ہیں، اس لیے کتاب کی عمدگی کے لیے اچھے موضوعات کا چناؤ ہونا چاہیے۔ کتاب زندگی کو اچھا مرتب کرنے کے لیے اچھا ماحول تلاش کریں اچھا ماحول ڈھونڈنے سے ملتا ہے، اس کے لیے محنت کرنا پڑتی ہے گھروں کے ماحول تبھی سدھرتے ہیں جب اللہ سے دعائیں مانگی جائیں اور کوشش کی جائے کہ میری کتاب زندگی کے تمام صفحات روشن ہوں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ بک سنٹر پر بہت سی کتب

اچھے کاغذ اور اچھے ٹائٹل ہونے کے بعد بھی ناپسند کی جاتی ہیں کیونکہ ان کے موضوعات اچھے نہیں ہوتے۔ آپ اپنی کتاب زندگی کے موضوعات اچھے بنانے میں خوب محنت کریں

اچھے موضوعات کے لیے ایک ضروری کام

اگر آپ کا ارادہ ہو کہ میری کتابِ زندگی میں اس قدر پیارے، مبارک اور انمول عنوانات ہوں میری ننھی منھی سی زندگی کے گلشن میں ایسے پھول کھلیں جس سے قیامت کے دن ہر طرف خوشبو ہی خوشبو ہو، تو ہمہ وقت اپنی سوچ آخرت کی بہتری کی طرف رکھیں، موت، قبر اور روزِ قیامت کی ہولنا کیوں کو کبھی نظر سے اوجھل نہ کریں، اس حقیقت کو ہمیشہ نگاہوں کے سامنے رکھیں کہ دنیا دراصل ایک دل فریب گزر گاہ ہے اس کے ختم ہوتے ہی مجھے میرے اعمال کی بنیاد پر بہشت کی حسین وادیوں کا مالک بنا دیا جائے گا یا مجھ کو دوزخ کے ہولناک گڑھے میں پھینک دیا جائے گا۔ جو لوگ عقیدہ فکرِ موت، فکرِ قبر اور فکرِ قیامت میں ٹھوکر نہیں کھاتے بلکہ یہ تینوں مناظر وہ دل کی نگاہوں سے دیکھ چکے ہوتے ہیں ان کے لیے کتاب زندگی کو قابلِ تحسین بنانا اور اعلیٰ موضوعات کو منتخب کرنا حد درجہ آسان ہو جاتا ہے اور کثرت سے صدقہ وخیرات کرنا، غریبوں کے ہاں آنا جانا رکھنا، یتیم کے سر پر رضائے الٰہی کے لیے ہاتھ پھیرنا، بیواؤں کے حالات سے باخبر رہنا، بے گھروں سے ملتے رہنا، کچی بستیوں کو ہمدردی سے دیکھنا، ان کا معمول ہی نہیں، بلکہ یہ سارے موضوعات ان کی شخصیت کی پہچان بن جاتے ہیں۔

اللہ ہم سب کو اپنی کتابِ زندگی کے لیے بے مثال موضوعات منتخب کر کے پھر پورے اخلاص کے ساتھ ان پر کار بند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تیسری اہم ترین خوبی/ ہر عبارت میں حُسن ہو

یاد رہے! اس وقت تک کوئی کتاب اچھی نہیں ہو سکتی جب تک اس میں اعلیٰ سے اعلیٰ عبارتیں، اچھے پیرائے اور خوبصورت جملے نہ ہوں۔ اچھے واقعات، تحقیق اور مطالعہ کی وسعت نہ ہو تب تک وہ کتاب اپنا کوئی مقام نہیں بنا سکتی، اس لیے ہمیں بھی اپنی کتابِ

زندگی کو عمدہ اقوال وافعال سے مزین کرنا چاہیے۔تنہائی کے آنسو ہوں،اعلیٰ اخلاقیات ہو اخلاص ہو،جب ہماری کتاب زندگی میں اعلیٰ سجدے،رکوع اور اعلیٰ بولنا ہوگا تو یہ کتاب زندگی قیامت کے روز ہمارے لیے باعث عزت اور باعث نجات ہوگی،ان اعلیٰ نیکیوں اور حسنات سے کیا مراد ہے؟ آیئے!میں مثال کے ساتھ آپ کو سمجھاتا ہوں۔

وضو ہو تو ایسا ہو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے مؤرخین نے لکھا ہے:

وَكَانَ الْحَسَنُ إِذَا يَتَوَضَّأُ ارْتَعَدَ مَفَاصِلُهُ وَاصْفَرَّ لَوْنُهُ

وَسَأَلَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ [موسوعة نضرة النعيم: الخشية]

جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ وضو کرتے تو آپ کے اعضاء کانپنے لگتے آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا،ایک ساتھی نے سوال کیا کہ وضو کرتے وقت آپ کے چہرے کا رنگ بدل کیوں جاتا ہے؟ آپ پر کپکپی طاری کیوں ہوتی ہے؟اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک گنہگار غلام وضو کر کے ایک عظیم شہنشاہ کی عدالت میں جانیوالا ہے،مجھے شرم آتی ہے،میں اپنے اعمال کو دیکھ کر پریشان ہوتا ہوں کہ اس قادرِ مطلق کی شان وشوکت اور عظمت کے خلاف مجھ عاجزِ مطلق سے کتنی خطائیں سرزد ہوئیں جب مجھے یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے تو میں گھبرا جاتا ہوں،لرز اٹھتا ہوں،میرے وجود پر کپکپی اور اس مالک کی ہیبت کا آنا میرے بس میں نہیں رہتا۔

سامعین کرام!میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جو وضو اس قدر توجہ کے ساتھ کیا جائے جس وضو میں اس قدر عاجزی ہو اس وضو سے کیا جانے والا رکوع،سجدہ اور قیام کتنا اعلیٰ اور خلوص سے بھرپور ہوگا؟ آج ہم بھی کئی بار دن میں اور کئی مرتبہ رات کو وضو کرتے ہیں۔خود ہی جائزہ لیں کہ وضو کرتے وقت ہمارے احساسات ، جذبات اور خیالات کیا ہوتے ہیں؟ کیا واقعتاً اس جبار وقہار کی عظمت و ہیبت ہمارے دلوں میں موجزن ہوتی ہے؟یا ہم بے پرواہی سے وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے ہیں؟

آیئے! اپنے اعمال میں حسن پیدا کریں، بے پرواہی، جلدی اور عدم احساس کی وجہ سے اپنے نیک اعمال کی قدر و قیمت کم کرنا سمجھدار لوگوں کی نشانی نہیں۔ یاد رکھیں! جب تک ہم اپنی کتاب زندگی میں اچھی سے اچھی نیکی، سجدے، حسنات جمع نہیں کرتے یقین جانیے وہ کتاب ہمارے لیے قیامت کے دن باعث عزت نہیں ہو گی، باعث رحمت اور باعث خیر نہیں ہوگی اللہ کی بارگاہ میں ہمیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی مثالی سخاوت

ایک انگریز مؤرخ نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا ذکر کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیحد سخی تھے۔ مگر جو رنگ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی سخاوت میں نظر آتا ہے وہ رنگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت میں بھی نظر نہیں آتا، وہ اپنی کتاب میں تحریر کرتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرتے مگر حضرت خباب رضی اللہ عنہ میں ایک خوبی یہ تھی کہ زائد چیزوں کے لیے گھر کے باہر ایک جگہ مخصوص کی ہوئی تھی اور وہ چیزیں اس میں رکھ دیتے تھے، اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو سائل ہوتا ہے جب وہ سوال کرتا ہے تو فطرتی طور پر اس کے دل میں شرمندگی اور نچلے پن کا احساس ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو چھوٹا اور حقیر سمجھتا ہے، جب وہ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ ضرورت سے زائد چیزیں اس مخصوص جگہ میں رکھ دیتے تاکہ سائل اپنی ضرورت کے مطابق چیز اٹھا کر لے جائے سائل کو سوال کرتے وقت جو شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے وہ بھی اسے نہ اٹھانا پڑے۔ اللہ اکبر۔

پیارے بھائیو ہم سب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں آئے دن ہمارے رشتہ داروں کو ہماری طرف سے فیض پہنچتا رہتا ہے کیا ہم اسی طرح دوسروں کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہیں؟ یقیناً ہم خرچ کرنے کے بعد اگر ان کی عزت نفس کا خیال کرتے ہیں تو یہ بہت بڑا عمل ہے وگرنہ جو لوگ محتاج اور ضرورت مند کی عزت نفس کو مجروح کرتے ہیں قرآن کہتا ہے کہ ایسے صدقہ وخیرات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جس کے بعد دوسروں کی

عزت نفس کو مجروح کیا جائے۔

پہلے یہودی کو دینا

کون نہیں جانتا کہ اللہ کی زمین پر مسلمان کا سب سے بڑا اور برا دشمن یہودی ہے مگر اعلیٰ ظرفی اور مثالی کردار کا تقاضا ہے کہ اگر یہودی بھی پڑوس میں ہو تو اس کا بھی خیال رکھا جائے۔ ہمارے اسلاف اپنی کتابِ زندگی کو کیسے کیسے بے مثال کردار سے مزین کرتے رہے کتبِ احادیث سے ایک واقعہ توجہ سے سماعت فرمائیں اور خود اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ ہم اپنے ہمسائیوں سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں؟

حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا وَ غُلَامٌ لَهٗ يَسْلَخُ شَاةً اور آپ کا ایک غلام بکری کی کھال اتار رہا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو کہا جب تو کھال اتار لے تو فَابْدَءْ بِجَارِنَا الْيَهُوْدِيِّ سب سے پہلے ہمارے پڑوسی یہودی کو گوشت دینا۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما نے جملہ بار بار اپنے غلام کو کہا حتی کہ غلام کہنے لگا: كَمْ تَقُوْلُ هٰذَا؟ آپ یہی جملہ کتنی دفعہ کہیں گے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما فرمانے لگے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ کے حق میں بہت تاکید کی ہے۔"

(مشکاۃ الفقر۔حدیث:۱۳۱،ص:۱۰۱ البانی)

سامعین کرام! ہمارے حسن سلوک کا حال کیا ہے؟ وہ بھی اپنوں کے ساتھ؟ آج ہی جائزہ لیں اور اعلیٰ کتابِ زندگی مرتب کریں۔

زندگی کی قیمتی گھڑی

ایک محدث سے سوال کیا گیا کہ حضرت فرمائیں کہ زندگی میں قیمتی لمحات کون سے ہیں؟ وہ فرمانے لگے: اے انسان! تیری زندگی کی سب سے قیمتی گھڑیاں وہ ہیں جب تو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہو اور تیری آنکھوں میں آنسو آ جائیں، یہ تیری زندگی کی سب سے قیمتی گھڑی ہے۔ آیئے! اپنی زندگی کے سابقہ صفحات میں دیکھیں کہ ان میں تنہائی کے آنسو، اور تنہائی کا رونا موجود ہے۔ کیا ان میں صدقات خیرات اور اعلیٰ

نیکیاں موجود ہیں۔ اگر سب کچھ بکثرت موجود ہے تو یقیناً ہماری کتاب بہت اچھی مرتب ہو رہی ہے اور یہ دنیا وآخرت میں ہمارے لیے عزت کا باعث ہوگی، بصورت دیگر اللہ کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے گی، اللہ ہم کو روزِ قیامت اچھی کتاب لے کر آنے والا کامیاب مصنف بنائے آمین!

چوتھی ضروری خوبی/فضولیات سے مکمل اجتناب

اس کتاب کو فضولیات سے پاک رکھا جائے، اگر کتاب میں سابقہ تین اوصاف ہوں مگر اس کتاب میں نامناسب جملے اور گالیاں ہوں تو وہ کتاب اپنا مقام کھو دے گی، لوگ ایسی کتاب کو قدر کی نظر سے نہیں دیکھتے جس میں لایعنی باتیں اور فضول باتیں ہوں، تو چوتھا کرنے کا کام یہ ہے کہ اپنی کتاب زندگی ایسی تمام چیزوں سے محفوظ رکھیں جن کا شمار فضولیات میں ہوتا ہے، اس میں گالی، غیبت، خرافات، گلے شکوے نہیں ہونے چاہییں، مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں

((خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ ،مَاسَبَّنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبَّةً قَطُّ)) (رقم الحديث: ١٢٥٦١)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی، رسول اللہ ﷺ نے دس سالہ زندگی میں مجھے ایک گالی بھی نہیں دی۔''

سامعین کرام! گالی دینا تو درکنار آپ ﷺ نے اپنی ساری زندگی میں ہمیشہ ذکرِ الٰہی کا اہتمام فرمایا اور اپنی خدمت کرنے والے کو بھی کبھی اُف تک نہ کہا۔ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق میں حدیث ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

((خَدَمْتُ النبی ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ))

''میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی آپ ﷺ نے کبھی مجھے اُف تک نہ کہا۔''

یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی کتاب زندگی! اور کس طرح آپ نے اپنی کتاب زندگی

کو لغو کاموں سے بچایا، یقین مانیے ! جب اس اعتبار سے ہم اپنی کتاب زندگی کو دیکھیں گے تو شاید ہمیں اپنی کتاب زندگی صرف فضولیات کا پلندا نظر آئے، گالم گلوچ سے کسی کا نقصان نہیں ہوتا بلکہ آپ کی کتاب زندگی کے اوراق گدلے ہوتے ہیں، مت سمجھیں کہ ہم نے گالی دے کر بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا یا کسی کو ذلیل کر کے ہم نے بڑی بہادری کا کام کیا ہے بلکہ یہی اعمال سیئہ قیامت کے دن ہمارے لیے ذلت کا سبب ہوں گے، آیئے ! اپنی کتاب زندگی کو فضولیات سے بچایئے جب ہم نے اپنی کتاب زندگی کو فضولیات اور لغویات سے بچا لیا۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب زندگی کو ہمارے لیے دنیا میں بھی باعث عزت بنائے گا اور آخرت کے دن ہمارے لیے نجات کا باعث ہوگی۔ کوشش کریں کہ رات کو سوتے وقت اپنے دن کے تمام اعمال کا جائزہ لیں، انسان ہونے کی بنا پر غلطی اور خطا ہو جاتی ہے خطا کار ہونا عیب نہیں ہے بلکہ جرم یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کا محاسبہ نہ کرے اور خیر کی طرف اپنا سفر شروع نہ کرے۔ آیئے ! اپنی کتاب زندگی کو اعلیٰ مرتب کریں، اللہ کی عبادت، نبی کی اطاعت، خلق خدا کی خدمت، شرافت، صداقت، ذکر، درود غرض کہ ہر نیک عمل ہر صفحے پر نمایاں نظر آئے، کچھ لوگ ہر بات کرنے سے قبل سوچتے ہیں کہ کہیں ان کے منہ سے فضول بات نہ نکل جائے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ

(صحیح البخاری۔ کتاب الرقاق، حفظ اللسان : ٦٤٧٨)

"انسان کبھی اپنی زبان سے ایسا جملہ کہتا ہے، حالانکہ وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور وہ اتنا برا ہوتا ہے کہ اس ایک جملہ کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔ کبھی انسان اپنی زبان سے اس قدر شکر بھرا جملہ بولتا ہے اس کو اس کی اہمیت کا علم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس ایک جملہ کی بنا پر اسے جنت کے اعلیٰ

مراتب نصیب فرماتے ہیں۔''

اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))

''جس کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہو وہ اپنی زبان سے اچھی بات کہے یا وہ خاموش ہو جائے۔'' (صحیح البخاری۔ کتاب الادب: ۶۰۱۸)

سامعین کرام! معلوم ہوا کہ جو اپنی زبان کو غلط استعمال کرتے ہیں ان کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں ہے، اگر ہمارا اللہ اور آخرت پر ایمان ہو تو ہم ہر ہر لفظ بولنے سے قبل ضرور سوچا کریں، تو چوتھی بات یہ ہے کہ اپنی کتاب زندگی کو فضولیات اور خرافات سے بچایا جائے۔ جس نے اپنی کتاب زندگی کو فضولیات سے بچا لیا وہ آخرت میں کامیاب و کامران ہوگا۔

حد درجہ قابل توجہ بات

یہ تو سب جانتے ہیں کہ آبِ زم زم میں ایک گندگی کا قطرہ بھی اچھا نہیں ہے ایک طرف آدمی اعلیٰ نیکیوں کے انبار لگا دے اور ساتھ ہی زبان سے ایسے غلط الفاظ نکالے جن کی وجہ سے گناہوں کے پہاڑ بن جائیں یقیناً یہ بہت بڑی حماقت اور بیوقوفی ہے اور عموماً دیکھا گیا ہے کہ آدمی حرام کھانے سے بچ جاتا ہے ظلم و زیادتی، چوری چکاری، شراب نوشی اور سود خوری کے قریب نہیں جاتا۔ لیکن جب زبان پر قابو پانے کی باری آتی ہے تو وہ بری طرح ناکام ہو جاتا ہے ساری زندگی عبادت میں گزارنے والے بھی جب زبان کی نوبت آتی ہے تو بہت کچھ کہہ گزرتے ہیں۔ آپ کو زندگی میں کئی دین کے دعویدار ایسے ملیں گے جو پرہیزگاری میں اس قدر آگے ہوتے ہیں کہ بدی اور گناہ کا نام سننا پسند نہیں کرتے۔ مگر جب زبان کی باری آتی ہے زندہ لوگوں کی چغلیاں تو درکنار مرے ہوئے لوگوں کی عزتیں بھی ان کی زبان سے محفوظ نہیں رہتیں۔ آج ہی اپنی کتاب زندگی کو ایسے خطرناک عیوب سے پاک کر لیں ورنہ ساری محنت برباد کر دی جائے گی۔ اعاذنا اللہ منہ

پانچویں خوبی/ پروف ریڈنگ پوری توجہ سے ہو

ہم اپنی کتاب زندگی کی پروف ریڈنگ کیا کریں، جو مصنف دیگر خوبیوں سمیت اس خوبی کو مدنظر رکھے گا اس کی کتاب بلند پایہ ہوگی، پروف ریڈنگ کا مطلب یہ ہے کہ جب کتاب کمپوز ہو جاتی ہے تو اس کو پڑھا جاتا ہے کہ کہیں کوئی غلطی تو نہیں رہ گئی اسی طرح آپ اپنے ماضی میں جائیں اور دیکھیں آپ کو جہاں جہاں غلطی، گناہ اور جرم نظر آئے تو اللہ سے معافی مانگیں اور پروف ریڈنگ کا انداز میں آپ کو بتلا دیتا ہوں اگر اللہ توفیق دے تو تہجد کے وقت بیدار ہوں اور اپنے ہاتھ میں توبہ استغفار کا قلم پکڑیں اور اپنی سابقہ زندگی میں جو جو آپ کو گناہ نظر آئے اس کو شرمندگی وندامت کی روشن سیاہی سے مٹا دیں۔ یہاں یہ ضرور ذہن میں رکھیں اگر شرمندگی کی روشن سیاہی اصل ہوئی تو غلطی مٹتے ہی نیکی بن جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ))

[جامع ترمذی۔فضائل جهاد: ۱۶۳۳]

''جب میرا بندہ ندامت سے یا میرے خوف سے ایک ندامت کا آنسو اپنی آنکھ سے گراتا ہے، وہ آنسو زمین پر بعد میں گرتا ہے اللہ تعالیٰ زندگی کے سارے گناہ پہلے معاف فرما دیتے ہیں اور وہ کبھی آگ میں نہیں جائے گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ وہ جہنم کی آگ جس کو سات سمندروں کا پانی بھی ٹھنڈا نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان مومن کے آنکھ سے نکلنے والے ایک قطرے میں ایسا کیمیکل رکھ دیا ہے کہ وہ اس کے رخسار پر بعد میں گرتا ہے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو پہلے ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔

سامعین کرام! تو آج کے اس خطبہ میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم مزید گناہ اور غلطیاں نہ کریں۔ ہمیں چاہیے کہ سابقہ زندگی کی کتاب کی پروف ریڈنگ کر لیں تاکہ ہماری زندگی گناہوں سے پاک ہو جائے اور جس نے اپنی کتاب زندگی کو گناہوں سے

پاک کرلیا اسی کی حقیقی زندگی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے:

﴿وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ [بنی اسرائیل: ۱۷/۱۳،۱۴]

یہ جو کتاب زندگی آدمی نے مرتب کی ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم اس کی کتاب زندگی کو سامنے نکالیں گے اور وہ اپنی کتاب زندگی کو دیکھ لے گا، ایک ایک صفحہ، ورق اور حرف اس کو واضح نظر آئے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اپنی زبان کے ساتھ معصوم لوگوں پر تہمتیں لگانے والے اور لحہ بھر بھی نہ سوچنے والے، آج قدم قدم پر گالیاں دینے والے، اللہ تعالیٰ تجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمائیں گے: اپنی کتاب کو پڑھ لے! آج تو اپنا محاسبہ کرنے کے لیے بذات خود ہی کافی ہے۔

پروف ریڈنگ میں تاخیر نقصان دہ ہے

ہر لمحہ پروف ریڈنگ کریں، لمبی آرزوئیں ذلت ورسوائی کے گڑھے تک لے جاتی ہیں شاید آج صبح کی ہے تو شام کو پروف ریڈنگ کا وقت نہ ملے، رات کی ہے تو صبح کو اچانک موت کا الارم بول پڑے۔ اس لیے جو صفحات مرتب ہو چکے ہیں ان کو سامنے رکھ کر استغفار کرتے جائیں۔ آپ ﷺ ایک ایک مجلس میں 100 سے زیادہ مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے اس سے غلطیاں درست ہو جاتی ہیں۔ استغفار کو معمول بنانے میں سستی نقصان دہ ہے۔

آپ کی کتاب کی تقریب رونمائی

جب کوئی مصنف دنیا میں اچھی کتاب لکھتا ہے تو دنیا میں اس کی رونمائی ہوتی ہے، اس کو عزت دی جاتی ہے ایوارڈ دیا جاتا ہے، یقیناً یہ بہت اہم معاملہ ہے، اور جو لوگ اپنی کتاب زندگی کو اعلیٰ مرتب کریں گے، قیامت کے دن ان کی بھی تقریب رونمائی ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو اعزازات سے نوازیں گے جنھوں نے اپنی کتاب زندگی کو اعلیٰ مرتب کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے متعلق چار باتیں ارشاد فرمائیں:

اپنی کتاب زندگی اچھا مرتب کرنے والے اپنی کتاب کو پڑھیں گے اور کہیں گے

﴿ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴾ [الحاقة: ٦٩/١٩]

لوگو آؤ! میری کتاب زندگی کو پڑھو، میں نے کتنی اچھی کتاب زندگی، دنیا کی خرافات اور دلدل سے بچ کر مرتب کی ہے، وہ خود بھی پڑھے گا اور اعلان بھی کرے گا کہ آؤ میری کتاب زندگی پڑھو، اور تیسری بات اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی:

﴿ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴾ [انشقاق: ٩/٨٤]

وہ اپنے اہل وعیال کے پاس جائے گا اصدقاء واقرباء اور زبلاء کے پاس جائے گا۔ خوشی خوشی جائے گا۔ چوتھی بات اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، اس کو کتاب زندگی اس کے دائیں ہاتھ میں دی جائے گی اور فرشتوں کی سلامی کے ساتھ اللہ تعالیٰ جنت کا داخلہ نصیب فرمائیں گے۔

ایک عاجزانہ دعا

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں دردِ دل سے آمین کہیے، ہمیں کسی عمل پر فخر نہیں ہے، شاید ہماری کتاب زندگی میں کوئی بھی ایسا نیک عمل نہ ہو جو ہمارے لیے قیامت کے دن نجات کا ذریعہ بنے، لیکن میرے مولا! ہم آج یہ دعا کرتے ہیں کہ جب کل قیامت کے دن تیری جناب میں آئیں تو ہماری کتاب زندگی کو ہمارے دائیں ہاتھ میں پکڑا کے اللہ ہمیں اپنی جنت کا داخلہ نصیب فرمانا۔ آمین!

یہ دعا کیا کریں، کتاب زندگی کا فکر ایک ایسا فکر ہے جس سے صرف آخرت ہی نہیں سنورتی بلکہ دنیا بھی سنورتی ہے، زندگی میں حسن آتا ہے، جب لوگ اپنی کتاب زندگی کی طرف توجہ نہیں کرتے ان کی زندگی سے خیر اٹھ جاتی ہے اور قیامت کے روز ان کے ساتھ جو ہوگا اس کا کیا تصور بھی کیا جا سکتا ہے؟ اگر آج کوئی مصنف غلط کتاب لکھے اس کی کتاب کو کوئی اچھی نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ لوگ لعنتیں کرتے ہیں، یقین مانیے! یہ بدبخت آئے جس نے اپنی کتاب زندگی کو خرافات، تہمتوں، بدعات، شرک کے ساتھ بھرا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے مین تین باتیں ارشاد فرمائیں:

﴿ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴾

[الكهف: ١٨/٤٩]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کتاب زندگی کی فکر نہ کرنے والے، جب اپنی کتاب زندگی دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اس کتاب کو کیا ہوا اس نے نہ کوئی چھوٹا عمل چھوڑا۔ اور نہ ہی بڑا عمل چھوڑا، اس نے تو ہر چیز کو شمار کرلیا ہے، اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ جو انہوں نے عمل کیا اپنے سامنے پائیں گے چھوٹا ہو یا بڑا اہل علم جانتے ہیں کہ ''ما، من صیغ العموم'' ہے، جو اس نے عمل کیا وہ اپنے سامنے پائے گا اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انسان خود اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ دوسری بات وہ شخص یہ کہے گا:

﴿ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴾ [الحاقة: ٦٩/٢٥]

''یہ کہے گا، کاش مجھے یہ کتاب نہ دی جاتی''

اور تیسری بات یہ ہے:

﴿ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴾ [الانشقاق: ١١]

یہ اپنی کتاب زندگی کو دیکھنے اور لینے کے لیے تیار نہیں ہے، افسوس کرتے ہوئے ہلاکت پکارے گا۔

یہ ہے وہ کتاب زندگی جس کے باعث یا تو عزت ملے گی یا ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا تو آیئے! ابھی فرصت اور غنیمت ہے۔ اپنی کتاب زندگی کا جائزہ لیں۔

اللہ کے ولی سے ملاقات

جن لوگوں نے صحیح معنوں میں کتابِ زندگی کو مرتب کیا وہ ہمیشہ کلامِ الٰہی سے لطف اندوز ہوتے رہے اور وہ لوگ اپنی اس اہم کتاب کی تصنیف میں اس قدر سنجیدہ تھے کہ تلاوت قرآن کرتے ہوئے ان پر جو خشیت طاری ہوتی اس کا اثر کئی ہفتوں تک باقی رہتا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اللہ کے بہت بڑے ولی تھے راتوں کو اللہ کے سامنے رونے والے تھے اور جو ماں باپ تنہائی میں اللہ کے سامنے رونے والے ہوتے

ہیں، اپنی اولادوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں کو ضائع نہیں کرتا، حضرت فضیل کے بیٹے کے بارے میں آتا ہے، کہ فضیل بن عیاض امامت کروا رہے تھے اور قرآن پڑھتے پڑھتے جب ان آیات پر پہنچے:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ﴾ [الزمر: ۴۷/۳۹]

کہ قیامت کے روز بندے کے سامنے وہ بھی اعمال آئیں گے، جو وہ گمان بھی نہیں کرسکتا تھا ، جب سیدنا فضیل کے بیٹے نے یہ آیت سنی اور بے ہوشی کا عالم طاری ہو گیا اور کئی ہفتے بیمار رہے۔

قرآن بہترین معاون

آج ہم پر قرآن مجید کا اثر کیوں قائم نہیں رہتا؟ ہم اس مقدس کتاب کے اصل نور و سرور سے محروم کیوں ہیں؟ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم کبھی اس کو سمجھنے، سیکھنے کے لیے تڑپے ہی نہیں، دنیا کی میل کچیل نے ہمارے دلوں کو مردہ کر دیا ہے، ویسے بھی جب فضولیات سننا اور لغویات بکنا معمول بن جائے تو قرآنی آیات سے سینہ تنگی محسوس کرتا ہے۔

ہمیشہ یاد رکھیں! اگر آپ قرآن مجید کے طالب نہیں ہیں، اس کی تلاوت، اس کے معانی و مفاہیم پر گہری نظر ڈالنا، اس کے واقعات سے درس تربیت و عبرت حاصل کرنا آپ کا روز مرہ کا معمول نہیں ہے تو آپ کبھی بھی اپنی کتاب زندگی کو اعلیٰ مرتب نہیں کر سکتے، روزِ قیامت اعلیٰ ممتاز پوزیشن لینا تو درکنار شاید آپ درجہ قبولیت تک بھی نہ پہنچ سکیں۔

آیئے! آج ہی اپنی کتاب زندگی کی پروف ریڈنگ کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ اللہ ہمیں کتاب زندگی کو اعلیٰ سے اعلیٰ مرتب کرنے کی توفیق دے کہ ہم بھی قیامت کے دن لوگوں کو پکار کر کہیں کہ آؤ ہماری کتاب زندگی دیکھو! ہم اپنے اہل وعیال کے پاس خوش ہوتے ہوئے جائیں اور سابقہ بیان کردہ تمام صفات کو اپنایئے۔ اس کے لیے محنت کی ضرورت ہے اور اللہ سے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنی کتاب کو اعلیٰ مرتب کرنے اور اپنے گناہوں کو دھونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

خطبہ:9

مسنون دعاؤں کی برکات

زندگی کے ہر مسئلے کا حل آپ ﷺ کی بیان کردہ دعاؤں میں موجود ہے

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ○

﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [الاحزاب: ٣٣/٣٥]

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾ [المومن: ٤٠/٦٠]

حمد وثنا کبریائی، بڑائی، یکتائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لا شریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، احمد مصطفی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین کے لیے۔

سامعین کرام! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں دین کی باتیں سننے کی توفیق بخشی، بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں دین کی باتیں سن کر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تمہیدی گزارشات

آج کا ہمارا موضوع انتہائی توجہ کا حامل ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت پاکیزہ دین سے نوازا ہے، جو خوش نصیب اس دین پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کو رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس بات کا ذکر کیا ہے

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو کثرت کے ساتھ یاد کرتے ہیں، یعنی کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والے مرد اور کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت یعنی جہنم سے آزادی اور جنت کا دخول بنایا ہے، اور فرمایا: ان کے لیے اجر عظیم ہے، دوسری آیت کریمہ میں اللہ نے اس بات کا حکم ارشاد فرمایا کہ مجھ سے دعائیں کرو میں تمہاری دعائیں قبول کرتا ہوں۔

سب سے زیادہ ذکر والا کون؟

امام ابن صلاح بہت بڑے چوٹی کے امام ہیں کسی نے ان سے پوچھا کہ امام صاحب یہ بیان فرمایئے کہ رب تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ﴾

کہ جو کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، یعنی مرد اور عورتیں، ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے کہ وہ کونسی حد ہے کہ جس حد تک کوئی مسلمان اگر ذکر کرے تو وہ ان خوش نصیب لوگوں کی صف میں شامل ہو جائے گا، بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں اس کا شمار ہوگا؟ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین میں آگے بڑھنے کے لیے نیک اعمال کی سوچ رکھنی چاہیے اور اہل علم سے اس طرح کے سوال کرنے چاہییں جن سے انسان میں نیک اعمال کرنے کا جذبہ زیادہ اور حسنات کا شوق بڑھے اور تعلق باللہ میں اضافہ ہو، اس بات کو علامہ سید سابق نے کتاب ''فقہ السنہ'' کتاب الذکر میں بھی نقل فرمایا: تو آپ فرمانے لگے جو خوش نصیب انسان نبی کریم ﷺ کی مسنون دعاؤں کی پابندی کرتا ہے جو مخصوص مواقع کی دعاؤں کی پابندی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو:

﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ﴾

کی صف میں شامل فرمالیتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صف میں شامل ہونے کے لیے بہت زیادہ لمبے چوڑے چلّوں اور وظائف کی ضرورت نہیں ہے، فرمایا جو ان دعاؤں کی پابندی کرتا ہے وہ ان خوش نصیب لوگوں کی صف میں شامل کر دیا

جاتا ہے، سامعین کرام! آئیں، نبی کریم ﷺ کی مسنون دعاؤں سے ہم فائدہ اٹھائیں اور جو دعائیں دنیا ومافیہا کی تمام بھلائیوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اور دنیا ومافیہا کی کوئی ایسی بھلائی نہیں ہے جو نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں شامل نہیں ہے، آج معاملات، مصائب اور دنیاوی مصائب میں الجھے ہوئے ہیں آج ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنے کے لیے، نجات پانے کے لیے بہت کوشش کرتے ہیں آیئے! آج کی اس مجلس میں میں آپ کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ جو خوش نصیب امتی نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ مسنون دعاؤں کی پابندی کرتا ہے، غرض ان تمام مواقع پر جہاں نبی کریم ﷺ سے مسنون دعائیں منقول ہیں، جو جذبہ سے پڑھتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ تمام برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں، اگر آپ ﷺ کی مسنون دعاؤں پر غور کیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کتنا مضبوط تھا آپ کسی بھی گھڑی اس تعلق کو توڑتے نہیں تھے، سفر میں، سواری پر، گھر میں، بازار میں، میدان، خوشی، غمی غرض ہر جگہ پر آپ ﷺ ایک خاص دعا کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے، یہی وجہ تھی کہ ہمیشہ کامرانیوں اور فوز وفلاح نے آپ ﷺ کے قدم چومے ہیں، قدم قدم پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوا اور آپ کی دعائیں بہت بڑی تربیت گاہ ہیں جس میں عقیدہ کی صفائی اور ستھرائی کا ایک اعلیٰ نظام موجود ہے، ہمارے مسائل کا حل اور اجر وثواب موجود ہے اور دنیا ومافیہا کے خزانے اس میں موجود ہیں، نبی کریم ﷺ دعا کرتے ہوئے جہاں اللہ کے سامنے عاجزی کا اظہار فرماتے، اور جہاں دعاؤں میں تعلق باللہ پایا جاتا وہاں اس میں عقیدہ کی صفائی اور توحید کی چاشنی بھی پائی جاتی۔

مسلمان کا عقیدہ

غور فرمایئے! مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کے چلانے والے اکیلے ہیں، زمین وآسمان کا نظام چلانے میں رب کائنات مخلوق میں سے کسی کے محتاج نہیں ہیں، اگر مخلوق میں سے کسی کی زندگی یا موت کی وجہ سے نظام کائنات میں خلل آنا ہوتا تو جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اور امام کائنات نے جب دنیا سے رحلت

فرمائی تب آتا لیکن یہ اللہ کی قدرت اور بادشاہی اور شہنشاہی ہے کہ دنیا و مافیھا ہر ایک نظام کو بنانے اور چلانے میں اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں اور اللہ تعالیٰ اکیلے و یکتا زمین و آسمان کے نظام کو سنبھالے ہوئے ہیں اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں سے ملتا ہے جب آپ ﷺ تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور کھڑے ہو کر آپ یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ))

[صحیح البخاری/الدعوات: ٦٣١٧]

''اے میرے اللہ! تو ہی آسمان و زمین کے نظام کو سنبھالنے والا ہے۔''

یقین مانیے! جو آپ ﷺ کی دعاؤں پر غور کرتا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے معانی و مفاہیم کی گہرائی میں جاتا ہے اس کے عقیدہ سے شرک و بدعت کی بو نہیں آ سکتی آپ ﷺ کی تمام دعائیں عقیدہ توحید سے بھری پڑی ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی، تنہائی اور ربوبیت کا ایسا بے مثال تذکرہ ہے، کہ یقین مانیں، کہ آپ ﷺ نے جس انداز سے اللہ کی شان و شوکت کا ذکر کیا دنیا کا کوئی شخص اس سے پیارے انداز میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر نہیں کر سکتا، عقیدہ نصیب ہوتا ہے آپ کی دعاؤں سے اور یہاں مسلمان کی خواہش ہے کہ جب میں قیامت کے دن اللہ کے دربار میں حاضر ہوں تو میرا نامہ اعمال حسنات سے بھرا ہوا ہو، نیک اعمال، اجر و ثواب سے بھرا ہو، اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور قرآن کی عظمت اور اس کے پڑھنے کے اجر و ثواب کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، لیکن سامعین کرام! مسنون دعاؤں کے پڑھنے سے جو اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے اس کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا اور ایسا اجر و ثواب لاکھوں کروڑوں کے خزانے خرچ کر کے بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا، جب آپ اپنی زبان سے نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ دعاؤں کو اپنی زبان سے ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے نامہ اعمال کو اجر و ثواب سے بھر دیگا۔

مختصر مسنون دعا اور اجر و ثواب کی انتہاء

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق صرف تین منٹ میں چھوٹا سا جملہ 100

دفعہ کہنے سے 1000 نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور 1000 گناہ معاف ہوتے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص 100 دفعہ سبحان اللہ پڑھ لے:

فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ

[صحيح المسلم: ٢٦٩٨]

''اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے ہزار گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ دس مرتبہ اس کلمہ کو اپنی زبان سے ادا کرتا ہے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) [صحيح البخاري و مسلم]

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس دعا کو دس مرتبہ پڑھنے پر اسے اتنا ثواب ملے گا گویا کہ اس بندے نے اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے چار غلام آزاد کردیئے ہیں، سامعین! سب سے مہنگے ترین غلام اسماعیل علیہ السلام کی نسل کے ہیں اگر آپ ایک غلام کی قیمت اڑھائی لاکھ روپے کا اندازہ لگائیں تو اس دعا (آپ ﷺ کی حدیث کے مفہوم کے مطابق) کی بدولت اللہ تعالیٰ اسے دس لاکھ روپے خرچ کرنے کے برابر ثواب عطا کرتے ہیں، دس مرتبہ پڑھنے کے لیے دس منٹ بھی صرف نہیں ہوتے ہیں، آیئے! اگر آپ اپنے نامہ اعمال کو حسنات سے بھرنا چاہتے ہیں، تو یہ مبارک کلمات اور ان جیسے دیگر کلمات جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پڑھنے سے خیر و برکت اور اجر و ثواب کے تمام خزانے حاصل ہوجاتے ہیں، رحمٰن کو پیارے، زبان پر ہلکے، ترازو میں بوجھل دو کلمے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح کے آخر میں بے مثال حدیث لائے۔ ان کلمات پر خصوصی توجہ دیں:

((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَانِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ)) [صحيح البخاري/ آخري حديث]

"دو کلمے رحمان کو بہت پیارے ہیں زبان پر بہت ہلکے ہیں ترازو میں بہت
بھاری ہیں، پاک ہے اللہ اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے اللہ عظمت والا"

ان کلمات کی پابندی کریں، ان کو پڑھیں ان کے پڑھنے سے ذہنی سکون، قلبی روحانیت اور اللہ تعالیٰ وافر مقدار میں اجر وثواب عطا کرتے ہیں۔

بیماریوں کا علاج بذریعہ دعا

اسی طرح آپ کے تمام مسائل اور بیماریوں کا حل آپ ﷺ کی دعاؤں میں موجود ہے، ٹھیک ہے آپ اپنے طبیب کے پاس جائیں، لیکن جو اصل طبیب اور اصل حکیم سے مانگنے کیلیے جو آپ ﷺ نے دعائیں سکھائی ہیں ان کو بھی یاد کیجیے، آج کی مجلس میں میں یہی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، کہ ادویات اور گولیوں میں شفا رکھنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، اور ان دعاؤں میں بھی شفا رکھنے والی ذات وہی ہے اور آپ ﷺ کے پاس جتنے مریض، مقروض اور پریشان آئے تو آپ ﷺ نے ان کو دعائیں سکھلائیں اور ان پر پابندی کا حکم دیا، صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے:

وَجَدَ فِیْ جَسَدِہٖ مُنْذُ مَا اَسْلَمَ

اللہ کے نبی! جب سے میں نے کلمہ پڑھا ہے، میں اپنے جسم میں درد محسوس کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا جہاں درد ہے وہاں ہاتھ رکھو اور تین دفعہ بسم اللہ پڑھنے کے بعد اور سات مرتبہ یہ الفاظ پڑھو:

((اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ))

[صحیح مسلم/السلام: ۲۲۰۲،سنن ابی داود/الطب: ۳۸۹۱]

اس نسخہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس پرانے درد سے تجھے نجات عطا کریں گے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق میں نے عمل جاری رکھا اور چند دنوں بعد میرے وجود سے درد بالکل ختم ہوگیا۔ یہ برکت تھی، آپ ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اور مسنون دعا کی جس سے حضرت عثمان بن ابی العاص کو شفا نصیب ہوئی۔

آج ہماری درد کیوں نہیں جاتی؟

آپ یہ واقعہ سماعت فرما چکے ہیں کہ صحابی آپ ﷺ کے پاس جسم میں درد کی دوا لینے آئے مگر آپ ﷺ نے دعا بتلائی اور انہوں نے کامل توجہ سے پڑھی تو رب تعالیٰ نے ایسا صحت یاب فرمایا گویا کہ کبھی درد ہوئی ہی نہیں۔ مگر آج ہم صحت یاب کیوں نہیں ہوتے، یہ عالیشان دعائیں ہم پر اثر کیوں نہیں کرتیں؟ میں سمجھتا ہوں اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں:

① ہم مکمل یقین اور اعتماد سے نہیں پڑھتے ہمارا دل ڈاکٹر کی گولیاں کھانے سے مطمئن ہوتا ہے مگر سرکارِ مدینہ ﷺ کی دعا پڑھتے شک میں رہتا ہے پتہ نہیں شفا ہوگی یا نہیں۔

② ہم پابندی سے نہیں پڑھتے، حالانکہ ہمیشگی میں ہی برکت، اثر اور شفا ہے، ڈاکٹر کی دوائی میں ناغے کا تصور بھی نہیں، لیکن دعا کبھی پڑھ لی کبھی چھوڑ دی۔ روحانی، جسمانی بیمارو! آجاؤ اگر حقیقی شفا چاہتے ہو تو کائنات کے سب سے بڑے طبیب حضرت محمد ﷺ کی دعاؤں پر پابندی کریں۔

لازمی طور پر شفا ہوگی

سنن ابی داؤد میں صحیح حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا فَلَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ إِلَّا عَافَاهُ إِيَّاهُ)) [صحيح سنن ابی داود/البانی: ٢٦٦٣]

”جس نے کسی مریض کی عیادت کی اور اس کے پاس سات دفعہ یہ جملہ پڑھا، اگر اس کی موت کا وقت نہیں آگیا، تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو شفا عطا فرماتے ہیں۔“

آج میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ عشق ومحبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر وہ کلمات ہم میں نظر نہیں آتے جو آپ ﷺ پڑھ کر مریضوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ اگر آپ اپنی زندگی میں شفا چاہتے ہیں اور پرانی سے پرانی بیماریوں اور

دردوں سے آرام چاہتے ہیں۔میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ادویات استعمال نہ کریں، ہاں مگر آپ ﷺ کے بیان کردہ کلمات کو بھی اپنے اورادو وظائف میں شامل کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت یاب فرمائے گا۔ان الفاظ کو پڑھنے سے محبت رسول ﷺ کا ثبوت اور اللہ سے اجر کا آدمی امیدوار بن جاتا ہے۔آج جو بیمار ہیں میں ان سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں، غور فرمائیں! بیماری کے دوران شفا حاصل کرنے کیلیے آپ اپنی زبان سے وہی کلمات دہرائیں جو بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے تھے اور جو آپ ﷺ نے سکھلائے تھے، مجھے بتلایئے! اس سے بڑھ کر سعادت کیا ہوسکتی ہے۔

یہ دو دعائیں میں نے بطور مثال ذکر کی ہیں وگرنہ جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے کہ زندگی میں آنے والا کوئی مرض ایسا نہیں کہ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے دعا ارشاد نہ فرمائی ہو۔آپ ﷺ پر کروڑوں درود وسلام ہوں کہ آپ ﷺ نے تقریباً ایک ایک مرض کے لیے الگ الگ مسنون دعا بیان فرمائی ہے،اس لیے جن کے دوست احباب بیمار ہیں وہ اپنے مریض کے پاس جا کر خوش گپیوں اور قیمتی مشوروں کی بجائے سنت کے مطابق آسان ترین دعائیں پڑھیں:

((اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَائُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا))

((لَابَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ))

ان چیزوں کی پابندی کریں اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے مریضوں کو شفا عطا کریں گے،آیئے! اگر آپ شفا کے متلاشی ہیں تو پریشان ہونے کی بجائے امید رکھیں، مسنون دعائیں پڑھیں۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾ [البقرة: ٢/١٨٦]

"اے میرے حبیب! جب میرے بندے تجھ سے اگر میرے بارے میں پوچھیں تو ان کو بتلا دیجیے کہ میں ان کے قریب ہوں۔"

تھکاوٹ کا علاج نبوی

نبی ﷺ نے مبارک کلمات کے ذریعے ہر روحانی اور جسمانی مرض کا علاج کیا ہے۔حتی کہ آپ حیران ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے تھکاوٹ کے لیے شاندار وظیفہ فرمایا ہے۔اگر کوئی محنت کرنے والا شخص اس وظیفہ پر پابندی کرے تو وہ کبھی بھی تھکن کی شکایت نہیں کرسکتا۔رسول اللہ ﷺ کی لاڈلی بیٹی اور جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اے ابو جان! میں گھر کے کام کاج کرتے ہوئے تھک جاتی ہوں، چکی میں آٹا پیسنا اور کندھوں پہ مشکیزوں کو اٹھانا اور گھر میں جاڑو دینا یہ سب ذمہ داریاں مجھے چکنا چور کردیتی ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے خدمت کے کوئی خادم یا لونڈی دے دیں۔رسول اللہ ﷺ نے اپنی لختِ جگر کی جب یہ بات سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے میری بیٹی! کیا میں تجھے خادم اور لونڈی سے بہتر خزانہ عطا نہ کردوں؟ جس کی برکت سے اللہ تیرے دن بھر کی تھکن کو دور کردے گا اور تو مکمل راحت اور آرام پائے گی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’رات کو سوتے وقت 33 دفعہ سبحان اللہ، 33 دفعہ الحمد للہ، 34 دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔(صحیح البخاری/ ۳۷۰۵، کتاب فضائل اصحاب النبی)

سیدنا مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا لَيْلَةَ صَفِّيْنَ فَاِنِّي ذَكَرْتُهَا مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُهَا [ابو داود/الادب: ٥٠٦٤]

’’جب سے میں نے یہ وظیفہ رسول اللہ ﷺ سے سنا تو میں نے اسے کبھی نہیں چھوڑا سوائے جنگ صفین کی رات کے لیکن وہ بھی مجھے رات کے آخر میں یاد آگیا اور میں نے پڑھ لیا۔‘‘

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے بہتر تھکاوٹ کے لیے اور کوئی عمل کیا ہوسکتا ہے کہ بتلانے والے امام الانبیاء ﷺ ہیں اور جن کو بتلایا گیا وہ جنتی خواتین کی سردار ہیں

سامعین کرام! تھکاوٹ کی صورت میں دوائی وغیرہ کا استعمال یقیناً جائز ہے

لیکن رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے قیمتی وظائف بالکل ناکارہ سمجھ کر ترک کر دینا یہ یقیناً بہت بڑی ناانصافی ہے۔ وظائف سے علاج کیا جائے تو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔
(۱) اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی ہوتی ہے۔
(۲) مال بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا بلکہ صرف کلمات پڑھنے سے مکمل راحت اور صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو یہ حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرض کی ادائیگی دعاؤں سے

اگر کوئی چارپائی پر بیٹھا اسے پکارے تو وہ اس کی پکار کو سنتا ہے اور اسی طرح اگر آپ اپنے کاروبار میں برکت چاہتے ہیں تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بے شمار اذکار بیان فرمائے ہیں اور بعض بھائی قرض کے بارے میں بہت پریشان ہیں تو آیئے! آپ ﷺ کی بتلائی ہوئی دعا کی پابندی کریں اگر آپ کے سر پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہے تو اللہ تعالیٰ وہ قرض ادا کرنے کی توفیق عطا کرے گا اس بارے میں کافی صحیح روایات مستدرک حاکم میں درج ہیں آج کی مجلس میں میں جامع ترمذی کی ایک روایت پڑھتا ہوں، حضرت علی ﷺ تشریف فرما تھے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرے ذمہ کچھ قرض ہے جس کو میں ادا کرنا چاہتا ہوں اور تو ان کے ادا کرنے سے عاجز آ چکا ہوں اور حدیث کے لفظ ہیں، کہ وہ کہنے لگا کہ آپ میرے ساتھ تعاون فرمائیں تو حضرت علی المرتضیٰ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھ کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو مجھ کو آپ ﷺ نے سکھلائے تھے جن کے پڑھنے سے اگر تیرا قرض پہاڑ جتنا بھی ہوا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ادا کرنے کی ہمت عطا فرمائیں گے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات سکھلائے:

((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ مَّنْ سِوَاكَ))

[جامع ترمذی/الدعوات: ۳۵۶۳، مستدرك حاكم الدعا: ۱۹۷۳، مسند احمد ۱/۵۳]

"اے میرے اللہ! حلال کے ساتھ حرام سے بچا کر مجھے کافی ہو جا اور اپنے

فضل کے ساتھ غیروں کے مقابلہ میں مجھے کافی ہو۔"

ان دعاؤں کے معانی ومفاہیم پر غور کیا کریں۔ان میں خالق اور مخلوق کا رشتہ بیان کیا جاتا ہے اور انسان اللہ سے انتہائی محبت بھرے کلمات کہتا ہے۔وہ تو رحیم ہے،کریم ہے جب بندہ اپنی حاجت اور ضرورت بیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے ہاتھ خالی لوٹاتے ہوئے میں اللہ کو شرم آتی ہے۔اگر آپ بیماری سے شفا چاہتے ہیں مسنون دعاؤں کی پابندی کریں اور اگر آپ اپنے عقائد اسلام کے مطابق کرنا چاہتے ہیں،کاروبار میں برکت چاہتے ہیں،قرض کی ادائیگی چاہتے ہیں تو ان دعاؤں پر غور کر کے پڑھیے۔

آپ ﷺ نے جو دعائیں کثرت سے پڑھیں

میں آپ کے سامنے ایک اور دعا بیان کرنا چاہتا ہوں نبی کریم ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ یہ دعا بڑی کثرت سے پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِيْنِكَ ......وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ عَلٰی طَاعَتِكَ)) [جامع ترمذی: ۵۳۲۲]

"اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو دین پر ثابت قدم رکھ اور اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھ۔"

بعض روایات میں ہم نے پڑھا ہے کہ ایک تو یہ دعا آپ ﷺ کثرت کیساتھ پڑھا کرتے تھے اور دوسری دعا یہ کثرت سے پڑھتے تھے:

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

ایک دفعہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سوال کیا کہ آپ یہ دعا بڑی کثرت سے پڑھتے ہیں،اس کی وجہ کیا ہے؟تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دلوں کی کیفیت بدلتی رہتی ہے،اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ تمام بنو ہاشم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں،اللہ جیسے چاہتے ہیں ان کو پھیرتے ہیں اور میں ہر گھڑی اللہ سے

دعا کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھے، اس سے پتا چلا کہ دلوں پر تصرف بھی اللہ تعالیٰ کا ہے، یہ دعا آپ ﷺ بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے، خواتین کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بھی مسنون دعاؤں کی طرف متوجہ ہوں، بیٹی اور بیٹے کا مسئلہ ہو اور تمام الجھنوں اور تمام خوشیوں کے حصول کے لیے آیئے مسنون دعاؤں کی طرف یہ ازواج رضی اللہ عنہن کی سنت ہے۔ آپ ﷺ کی تمام ازواج آپ سے دعائیں سیکھتی تھیں اور آپ ﷺ انہیں سکھایا کرتے تھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: اللہ کے رسول! پھر آپ مجھے بھی دعا سکھلا دیں، کہ اللہ مجھے بھی دین پر قائم فرمادے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ یہ پڑھا کرو!

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ نَّبِیٍّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْضَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَااَحْیَیْتَنَا))

[مسند احمد/موسوعة نضرة النعيم والحديث حسن]

''اے نبی کریم محمد ﷺ کے رب! میرے گناہ معاف فرما، مجھ سے میرے دل کا غصہ لے جا اللہ جتنی دیر زندہ رکھنا مجھے گمراہ کردینے والے فتنوں سے محفوظ فرما۔''

سامعین کرام! ان کلمات کی طرف توجہ فرمائیں ہم غصے اور جذبات میں کیسے کیسے جملے اپنی زبان سے کہہ دیتے ہیں؟ ہماری کیفیت بدلتی رہتی ہے، اس لیے اپنی ایمانی کیفیت کو برقرار رکھنے کے لیے سابقہ مسنون دعاؤں کی پابندی کریں اللہ تعالیٰ ایمان کی حلاوت نصیب فرمائیں گے۔

نعمتوں کے شکر کی دعا

اللہ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ہم اس کی ادنیٰ ترین نعمت کا بھی حق ادا نہیں کرسکتے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثَلَاثَ

مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ))

''اے اللہ! جو نعمتیں میرے یا تیری مخلوق سے کسی کے پاس صبح کو ہو تو وہ تیری طرف سے ہی ہے تو اکیلا تیرا کوئی شرک نہیں، تیری ہی حمد ہے اور تیرے لیے ہی شکر ہے۔'' (سنن ابی داود/ الادب: ۵۰۷۳)

جو مسلمان میرا امتی صبح ایک دفعہ اور شام ایک دفعہ اور ایک روایت تین مرتبہ جو یہ کلمات پڑھ لے اگر صبح کو پڑھے گا تو وہ رات کی تمام نعمتوں کی شکر گزاری کر دے گا اور جو شام کو پڑھتا ہے وہ دن بھر کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کر دیتا ہے۔

آج کے درس قرآن میں جو میں آپ کو سوچ دینا چاہتا ہوں کہ زندگی کے الجھاؤ کو ختم کرنے کیلیے، کاروبار کی برکت کے لیے، بیماری سے شفا کے لیے، قرض کی ادائیگی کے لیے غرض دنیا کی ہر خیر کے حصول اور ہر شر سے بچنے کے لیے ان مسنون دعاؤں کی پابندی کریں اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی کی بہاریں نصیب فرمائے گا۔ ہماری کوتاہیوں میں سے ایک سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی دعاؤں کی پابندی نہیں کرتے، جب کہ مسنون دعاؤں کی پابندی سے رسول اللہ ﷺ سے محبت کا پتہ چلتا ہے، ہر خیر حاصل ہوتی ہے اور ہر شر سے نجات ملتی ہے، دنیا وآخرت کا کوئی ایسا خزانہ نہیں جو آپ ﷺ نے مسنون دعاؤں میں بیان نہیں فرمایا، آیئے! اپنی زندگی کو مسنون دعاؤں سے دوبالا کریں، حالات آپ کے سامنے ہیں مسلمان ہر میدان میں نقصان کا شکار ہیں، آیئے! اگر آپ فوز وفلاح کی طرف اپنا سفر شروع کرنا چاہتے ہیں، تو آپ ﷺ کی دعاؤں کو یاد کیجئے اللہ تعالیٰ برکتوں سے مالا مال فرمائیں گے۔

غموں اور دکھوں کا علاج بذریعہ دعا

دنیوی واُخروی زندگی کے تمام دکھوں کا حل بھی آپ ﷺ کی مسنون دعاؤں میں موجود ہے محرومی قسمت کہ ہم ان خزانوں کی قدر نہیں کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان

کرتی ہیں، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے تمام گھر والوں کو اکٹھا کیا، جمع فرمایا اور فرمانے لگے: جب زندگی میں تم میں سے کسی کو کوئی غم یا دکھ پہنچے، کسی نقصان یا صدمے کا سامنا ہو تو وہ ضرور یہ کلمات پڑھے:

اَللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا [صحیح ابن حبان: ۸٦٤]

''اللہ، اللہ ہی میرا رب ہے۔ میں اس کے ساتھ ذرہ شرک بھی نہیں کرتا۔''

یا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے دکھ کو دور کرنے میں ذرہ بھر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، کہ کسی پیر، فقیر یا غوث، قطب کو پکاروں، صرف وہی میرے دکھ دور کرنے والا ہے۔

ایک صحیح حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا یہ کلمات صبح و شام پڑھو:

((مَنْ قَالَ سَبْعَ مَرَّاتٍ ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا))

''جو انسان صبح و شام سات مرتبہ یہ پڑھتا ہے، اللہ اللہ ہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ ذرہ بھر بھی شرک نہیں کرتا۔'' (سنن ابی داود)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام غم ختم کر دیتے ہیں اور اس کی زندگی اللہ تعالیٰ رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال کر دیتے ہیں، صبح و شام سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے ہوئے شاید دو منٹ بھی نہ لگیں اور آپ ﷺ کی زبان کے بارے میں ہمارا بحیثیت مسلمان یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی انگلی کا اشارہ اور آپ کی نگاہ کا اٹھنا غلط نہیں ہو سکتا تو آپ ﷺ کی مبارک زبان سے نکلنے والے الفاظ کیسے غلط ہو سکتے ہیں، یہ الفاظ آپ ﷺ سے محبت کی علامت ہیں اور دوسری طرف غم و مصائب کا علاج بھی ہوتا ہے، اسی طرح ایک اور روایت جو کہ سنن ابی داؤد میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ)) [کتاب الادب/۵۰۸۱]

''مجھ کو میرا اللہ ہی کافی ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ اللہ عرش عظیم کا مالک ہے۔''

جو صبح و شام سات مرتبہ یہ پڑھ لے، اس کی زندگی میں جو بھی غم ہوگا اللہ تعالیٰ اس

سے نجات عطا فرما دیں گے۔ دکھیوں کی فریاد اللہ ہی سنتا ہے، جن کا کوئی سہارا نہیں اور جن سے بات کرنا لوگ اپنی عزت کی توہین سمجھتے ہیں۔ ان کی آہ کو سننا یہ بھی اللہ کی شان ہے اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔

دکھوں سے محفوظ رہا ہوں

میں نے ایک محدث کے بارے میں پڑھا ہے وہ فرماتے ہیں:

((اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّی لَااُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا))اور((حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ))

میں ساری زندگی سات سات مرتبہ یہ دعائیں پڑھتا رہا ہوں، آج تک میرے زندگی میں کوئی غم نہیں آیا کہ جس نے میری کمر توڑ دی ہو، یا جو میرے لیے بوجھ بنا ہو۔

غم تو انسانی زندگی کا حصہ ہیں اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزماتے ہیں کہ یہ مجھ سے کتنی محبت کرتا ہے، جو لوگ مسنون دعاؤں کی پابندی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے غموں میں وہ لذت رکھ دیتا ہے، جو آوارہ مزاج لوگوں کو اپنی عیش وعشرت میں بھی حاصل نہیں ہوتی، آیئے! یہ مختصر زندگی جو کہ امانت ہے اسے رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق بسر کریں، پریشان نہ ہوں، دردر کی ٹھوکریں نہ کھائیں بلکہ مسنون دعاؤں کی کتابیں خریدیں مختلف مکتبات نے کتب شائع کی ہیں اور ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں ہے۔ من گھڑت دعاؤں سے بچ کر وہ دعائیں یاد کریں جو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی شخص آپ ﷺ کی دعا جیسی نہ کوئی دعا بنا سکتا ہے اور نہ اس دعا کی عظمت کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ ایک دعا صحیح بخاری میں موجود ہے کہ آپ ﷺ کو جب کوئی تکلیف یا دکھ آتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ العظیم الحلیمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم [حدیث: ۷۶۳۴۵]

''عظیم و حلیم اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زمین وآسمان کا رب اور عرش عظیم کا رب ہے۔''

مستدرک حاکم میں ہے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پریشانی کی یہی دعا سکھائی۔

سامعین کرام! میرا یہ ایمان ہے کہ ان کلمات کو جس مشکل میں بھی پابندی کے ساتھ پڑھا جائے، مالکِ کائنات فوراً آسانیاں فرما کر خیر و برکت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

اچانک آفت سے بچنے کے لیے آسان دعا

ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہر آفت اور کمر توڑ حادثے سے محفوظ رہے اور بالخصوص دورانِ سفر ہر قسم کے ناخوشگوار واقعات سے بچنے کے لیے یہ دعا امت کے لیے انمول تحفہ ہے۔ آپ مقیم ہوں یا مسافر صبح شام مندرجہ ذیل دعا پر پابندی کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ثَلَاثَ مَرَّات لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاء حَتّٰی یُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِیْنَ یُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّات لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاء حَتّٰی یُمْسِیَ

''جس نے شام کے وقت تین مرتبہ کہا بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اس کو صبح تک کوئی مصیبت اچانک نہیں پہنچے گی اور جس نے یہی کلمات صبح کو پڑھ لیے شام تک وہ ہر قسم کی کمر توڑ مصیبت سے محفوظ رہے گا۔''

(سنن ابی داود/الادب: ۵۰۸۸)

آج ہی ان مبارک کلمات پر پابندی کرتے ہوئے ہر قسم کی آناً فاناً آنے والی مصیبت سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنے مستقبل کو روشن بنائیں۔

یاد رہے! آپ ﷺ کی دعائیں روشن مستقبل کی ضامن ہیں۔

فرمانِ نبوت سے گارنٹی

رہبر دوجہاں حضرت محمد ﷺ نے ایک دعا ایسی بیان فرمائی کہ جس پر پابندی کرنے والے شخص کے غموں اور دکھوں کو اللہ خوشیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں یا کم ازکم غموں میں وہ لذت رکھ دیتے ہیں جس کا مقابلہ خوشیوں کے مزے بھی نہیں کر سکتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا قَالَ عَبْدٌ قَطُّ إِذَا أَصَابَهُ هَمٌّ أَوْ حُزْنٌ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ اَمَتِكَ ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي ، وَنُورَ بَصَرِي ، وَجِلَاءَ حُزْنِي ، وَذَهَابَ هَمِّي)) إِلَّا أَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهُ وَأَبْدَلَهُ مَكَانَ حُزْنِهِ فَرَحًا۔

[مستدرك حاكم، الدعا: ۱۹۲۰ وصححه الامام الالبانی]

”جب بھی کوئی بندہ غم، تکلیف یا کسی پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے: ((اے اللہ! میں نے مان لیا کہ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں ہی نہیں بلکہ میرے ماں باپ بھی تیرے ہی بندے ہیں، میرا سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے، میں تیری توفیق کے بغیر کچھ بھی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، میرے متعلق تو جو بھی فیصلہ کرے گا وہ نافذ ہو کر رہے گا اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ میرے متعلق تو جو بھی فیصلہ کرے گا وہ عین انصاف پر مبنی ہوگا، میں تجھے تیرے سارے اچھے اچھے ناموں کا واسطہ دے کر تجھ سے التجا کرتا ہوں، وہ سارے نام جن سے تو نے اپنے آپ کو موسوم کیا ہے یا تو نے ان ناموں کو اپنی کسی کتاب میں نازل فرمایا، یا ان ناموں کو تو نے اپنے

کسی بندے کو سکھلا دیا ہے، یا تو نے ان کا علم کسی کو بھی عطا نہیں کیا بلکہ اپنے پاس رکھا ہے۔ اے اللہ! میں تجھے ان تمام ناموں کا واسطہ دے کر تجھ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار بنا دے اور میری آنکھوں کا نور بنا دے، میرے تمام غموں اور دکھوں کا مداوا بنا دے۔)) تو یہ دعا پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں اور دکھوں کو اس سے دور کر دیتے ہیں بلکہ اس کے غموں اور دکھوں کو خوشیوں سے بدل دیتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا سننے والا ضرور یاد کرے۔ مزید دعائیں بھی ذہن نشین فرمالیں:

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ " دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ ((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔)) [صحيح ابن حبان: ۹۸۰]

''اے اللہ! مجھے صرف اور صرف تیری ہی رحمت کی امید اور سہارا ہے۔ اس لیے ایک لمحے کے لیے بھی مجھے میرے اس حال پر اکیلا نہ چھوڑنا، بلکہ تو میرے تمام معاملات درست فرما دے، کیونکہ میرا یہ ماننا ہے کہ میں عبادت، اطاعت، حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لائق صرف اور صرف تجھے ہی سمجھتا ہوں کسی اور کو نہیں۔'' (سنن ابی داود/ الادب: ۵۰۹۰)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا كَرَبَنِيْ أَمْرٌ إِلَّا تَمَثَّلَ لِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ " يَا مُحَمَّدُ، قُلْ " ((تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔)) [المستدرك: ۱۹۱۹ والحديث لا يسقط عن درجة القبول]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جب بھی کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تو

جبریل علیہ السلام فوراً میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ دعا پڑھیے:

”میرا بھروسہ، اعتماد اور توکل صرف اس ذات پر ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والی ہے۔ جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور میری ہر تعریف صرف اس ذات کے لیے ہے جو اولاد کی محتاجیوں سے بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کی لامحدود بادشاہی میں اس کا کوئی شراکت دار ہے اور نہ ہی وہ اتنا کمزور ہے کہ اسے کسی کی مدد کی ضرورت ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی پوری کائنات پہ ہر لحاظ سے عظمت بڑائی اور کبریائی بیان کرنے کی کوشش کرو۔“

آخری بے مثال دعا

آج کے درس کو آخری دعا پر ہم ختم کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح وشام (ایک روایت میں ایک مرتبہ اور ایک روایت میں تین مرتبہ) یہ پڑھتا ہے:

((رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا))

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ))

[سنن ابی داود/الادب: ۵۰۷۲،جامع ترمذی/الدعوات: ۳۳۸۹]

”کہ جب وہ قیامت کے دن اللہ کے پاس جائے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اسے راضی کردے۔“

اور ایک روایت میں ہے:

((وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))

”اس کے لیے جنت لازم ہوگئی۔“

مزید ایک روایت میں نبی کائنات، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو پڑھنے والے خوش نصیب کو ایک بہت بڑی ضمانت دی ہے جس سے ایک مومن کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَاٰخُذَنَّ بِيَدِهٖ حَتّٰی اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

''میں ضرور ضرور اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا۔''

[صحیح الترغیب/۲۲۹۸،سلسلہ احادیث صحیحہ/۲۶۲۸]

سامعین کرام! جنت کا داخلہ ہی بہت بڑی سعادت ہے، لیکن وہ جنتی کس قدر باعزت اور عالی مرتبت ہوگا کہ جس کا ہاتھ نبی دو جہاں ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اللہ کی جنت میں جارہا ہوگا۔ سبحان اللہ۔ اللہ ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں کردے۔

آخر میں ان کلمات کا مفہوم بھی سمجھ لیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! جس حالت میں تو نے مجھے رکھا ہے، اللہ میں تجھے رب مان کے راضی ہوں، اسلام جو میری راہنمائی کے لیے تو نے پسند کیا ہے میں اس پر چل کر راضی ہو، اور کسی غیر اسلامی ثقافت سے متاثر نہیں ہوں، میں اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی مان کے راضی ہو ں آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے آدمی ایمان کا ذائقہ بھی چکھ لیا اور ایسے آدمی کو اللہ راضی بھی کریں اور ایسے آدمی کو جنت دینا بھی اللہ پر واجب ہے۔

آئیے! مسنون دعاؤں کی طرف توجہ دیں، یہ سب سے بڑا خزانہ ہے اور ہر موقع پر دیکھا کریں کہ اس موقع پر آپ ﷺ نے کون سی دعا پڑھی تھی، آپ کی پوری زندگی میں سے کوئی ایک موقع ایسا نہیں بتلا سکتے، جس کے لیے آپ ﷺ نے مخصوص مسنون دعا بیان نہ کی ہو، اگر ہم بحیثیت مسلمان ان دعاؤں کی پابندی نہیں کریں گے تو پھر کون سی مخلوق ہے جو ان کو یاد کر کے ان پر عمل پیرا ہوگی؟ غرض! دنیا کی ہر رحمت کے حصول اور ہر زحمت سے بچنے کے لیے مسنون دعائیں پڑھنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

خطبہ:10

رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اہمیت و برکت

سرکار دو عالم ﷺ کا ہر حکم روشن مستقبل کا ضامن ہے

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِO

﴿فَلْيَحْذَرِالَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ عَلِيْمٌ﴾ [النور: ٦٣/٢٤]

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (جُعِلَتِ الذِّلَّةُ وَالصِّغَارُعَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِىْ)

[رواه الحاكم فى المستدرك]

لٹ گئی دولت ایمان یہ احساس نہیں
کچھ بھی فرمان محمد کا ہمیں پاس نہیں
وہ پہلی سی روش اور ادا ہم بھول گئے
کیا ہے محبت میں آداب وفا ہم بھول گئے

اہم ترین تمہیدی گزارشات

سامعین کرام! جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ [انبیاء: ١٠٧/٢١]

اے میرے حبیب! میں رب نے آپ کو جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، آپکی ذات بھی رحمت اور آپ کی بات بھی رحمت ہے، آپکی عادت، سنت، اور ہر ادا اس امت کے لیے رحمت ہی رحمت ہے، نبی کریم ﷺ کی رحمت بھری زندگی اور اداؤں سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے اور آپ کی اداؤں کو اپنانا چاہیے، اللہ فرماتے ہیں: جو لوگ

میرے نبی کی اداؤں کو اپناتے ہیں میں ان پر رحمت برساتا ہوں، ان پر میری برکت کے دروازے کھل جاتے ہیں، ایسی قوم کو میں کامیاب کر دیتا ہوں، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ایک ایک کام کو نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق کریں اور ہر معاملہ کو آپ کی عادت کے مطابق نپٹائیں، اگر ہم گھروں میں رحمت اور چہروں پے رونق اور فتنوں سے حفاظت چاہتے ہیں، اپنے معاشرے کو امن سے بھرا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کی سنت سے محبت اور پیار کرنا ہوگا، اپنی ساری زندگی کو منہج نبوی کے مطابق بسر کرنا ہوگا، اسی میں خیر ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی سنت کو دل کی فرحت کے ساتھ قبول کریں، صحابہ کرام کو اللہ نے اسی لیے عزت، عظمت اور مقام عطا کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے حکم تو درکنار آپ کی اداؤں پر بھی اپنی جان قربان کر دیتے تھے اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو اپنے لیے باعث رحمت اور برکت سمجھتے تھے۔

آج اگر یہ ہمارا نعرہ ہے کہ...... ’’غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے‘‘

تو ہمیں آپ کی اداؤں سے محبت کرنی چاہیے اور آپ کی سنت کو خوشی سے قبول کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ میرے نبی کے طریقہ پر چلتے ہیں میں ایسے لوگوں پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہوں، جب مسلمان کی زندگی سے نبی کریم ﷺ کی سنت کی اہمیت ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے انسان کی زندگی سے برکت ختم کر دیتے ہیں، زندگی میں خیر و برکت تبھی ممکن ہے جب ہم نبی کریم ﷺ کی سنت سے دل و جان کے ساتھ محبت کریں گے اور آپ کے طریقوں کو اپنائیں گے، جب سنت کے ترک سے زندگی کی برکت ختم ہو جاتی ہے تو جب کھلے عام نبی کریم ﷺ کے حکموں کی مخالفت کی جائے، آپ کے ارشادات اور فرامین کو ٹھکرایا جائے تو پھر برکت کیسے ہو سکتی ہے آیئے! ہم مارے مارے پھرتے ہیں، اگر ہم اپنی روح کو قرار اور اپنی مردہ زندگی کو نئے سرے سے شروع کرنا چاہتے ہیں تو ہم رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے پیار کریں اور آپ ﷺ کے انداز کی جھلک ڈھلک ہماری زندگی میں نظر آنی چاہیے۔

تارک سنت لعنتی ونامراد

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی امام حاکم نے اپنی مشہور کتاب المستدرک علی الصحیحین میں نقل کیا ہے:

((سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيِّهِمْ))

''چھ آدمی ایسے ہیں جن پر میں بھی اور اللہ تعالیٰ اور ہر نبی نے لعنت کی ہے۔''

((وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي)) [صحیح ابن حبان: ۵۰۱/۷،مجمع الزوائد: ۲۰۵/۷]

باقیوں کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے طریقے کو چھوڑنے والا بھی لعنتی ہے، میرے طریقے کو چھوڑنے والے پر اللہ نے برکت اور خیر کے تمام دروازے بند کردیئے ہیں۔ اگر ہم خیر و برکت چاہتے ہیں تو اللہ کے نبی کی سنت سے محبت کیجیے اور ہر معاملہ میں سنت کو مقدم رکھیے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))

[صحیح البخاری۔النکاح: ۵۰۶۳]

آپ فرماتے ہیں: صحابہ جس نے میری سنت کی قدر نہ کی اور میری سنت سے اعراض کیا اور میری سنت کو اہمیت نہ دی، اسکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے فَلَيْسَ مِنِّي کا یہ مطلب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

فَلَيْسَ هُوَ عَلٰى طَرِيقَتِي

''وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے، میری شریعت پر نہیں ہے۔''

مسند احمد کی روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((جُعِلَتِ الذِّلَّةُ وَالصِّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِي))

[مسند احمد تحقیق احمد شاکر M: ۱۲۱/۷]

میرے صحابہ قیامت تک جو لوگ میرے عمل سے اعراض کریں گے اور میری

سنت کی مخالفت کریں گے، میرے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے مقدر میں اللہ نے ذلت اور رسوائی کر دی ہے، ایسے لوگ جو میرے احکامات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اللہ ان لوگوں کو عزت، عظمت اور بلندی سے محروم کر دیتے ہیں۔

مخالفتِ رسول اور ذلت

چشمِ فلک نے سینکڑوں ایسے بدبخت بھی دیکھے جو رب کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کے امر کی مخالفت کے پیش نظر ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہو گئے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے ہوئے دیکھ کر حکم فرمایا: كُلْ بِيَمِينِكَ ''دائیں سے کھاؤ'' وہ اطاعت کی بجائے متکبرانہ لہجے میں کہنے لگا میں نہیں کھا سکتا، رب نے ایسی پکڑ کی کہ وہ ساری زندگی اپنا دایاں ہاتھ اوپر نہ اٹھا سکا۔ (صحیح المسلم، الاشربۃ: ۲۱۰۲۱)

سامعین کرام! آج کے خطبے کا مقصد و موضوع ہی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت باعثِ ذلت ہے اور رسول رحمت ﷺ کے حکم کو اہمیت نہ دینے والا ہمیشہ کے لیے ذُلیل ہو جاتے ہیں۔

ذلت و رسوائی اور پسپائی کی اصل وجہ

آج ہم زندگی کی برکتوں سے کیوں محروم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی سنت کو اپنانا تو در کنار آپکی اداؤں سے محبت اور عقیدت تو در کنار آپ کے اسوہ پر عمل کرنا تو در کنار، ہم نبی کریم ﷺ کے حکموں سے علانیہ بغاوت کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہماری قسمت میں ذلت اور پسپائی اور رسوائی ہو چکی ہے، آج ہم ہر طرف جو پریشانیوں کے انبار دیکھ رہے ہیں، اور دشمن کا غلبہ نظر آ رہا ہے، کیا اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر مر مٹنے کا جذبہ ہم سے ختم ہو چکا ہے، جب کسی مسلمان سے سنت نبوی کی محبت چھن جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ نے اسی بات کا ذکر کیا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

ان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو میرے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کس بات سے ڈرنا چاہیے؟ کہ کہیں اللہ تعالیٰ ان کی زندگی فتنوں سے نہ بھردے اور ان کی زندگی آفتوں سے نہ بھردے یا اللہ انہیں دردناک عذاب میں مبتلا نہ کردے۔

سامعین کرام! اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جب امر رسول کی مخالفت کی جاتی ہے اور امر رسول کو پس پشت ڈالا جاتا ہے، پھر فتنے، فساد اور عذاب آتے ہیں۔ ہر مبصر اپنے انداز سے تبصرہ کرتا ہے ہر کوئی ہماری ذلت اور رسوائی کی اپنے ذہن سے وجہ بیان کرتا ہے، حدیث رسول کا ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ آج امت مسلمہ سنت رسول ﷺ کو ٹھکرا رہی ہے اس کے دل سے سنت نبوی کی محبت ختم ہوتی جا رہی ہے، جب سنت سے اس قدر دوری ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے عذاب نازل ہوتے ہیں۔

واضح فتح شکست میں بدل گئی

اللہ تعالیٰ کے رسول، اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہوتے ہیں کسی پیغمبر کا حکم خیر و برکت اور کامیابی سے خالی نہیں ہوتا۔ غزوۂ احد کے موقع پر آمنہ کے دُرِ یتیم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا:

لَا تَبْرَحُوْا اِنْ رَأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَاِنْ رَأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا

"تم ہمیں دشمن پر غالب آتے دیکھو یا مغلوب ہوتے پاؤ کسی صورت میں تم یہ جگہ نہیں چھوڑنی۔"

بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظاہری فتح دیکھ کر مال غنیمت جمع کرنے لگے اور جہاں پر رسول اللہ ﷺ نے رکنے کا کہا تھا وہ جمے نہ رہے، رسول اللہ ﷺ کے اس حکم پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ 70 صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔ (صحیح البخاری۔المغازی: ٤٠٤٢)

اس واقعہ کی روشنی میں مجھے یہ بات علی الاعلان کہنی ہے کہ آج کل امت مسلمہ کے جتنے اجتماعی نقصانات ہورہے ہیں وہ آپ ﷺ کے حکموں کی مخالفت کی وجہ سے ہو رہے ہیں وگرنہ آپ ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے میں اس قدر برکت ہے کہ رب تعالیٰ خیر و برکت اور عزت و عظمت کے سارے دروازے کھول دیتے ہیں۔

ہمارے ملک میں نبی ﷺ کے حکم کی علانیہ بغاوت، ایک مثال

میں اگر یہ بات کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم ذہنی طور پر سنت رسول ﷺ کے مخالف بن چکے ہیں، ہم دنیا داری سے مرعوب ہو کر سنت رسول سے انحراف کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے بلکہ علانیہ سنت کو مذاق بناتے ہیں، زمین و آسمان کے مالک کو اگر کسی سے سب سے زیادہ محبت ہے تو نبی کریم ﷺ کی ذات سے ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ جس سے اللہ اتنی محبت کریں اور اس کے طرز عمل کو چھوڑنے والوں پر اپنا عذاب نازل نہ کریں، نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

((تُنْكَحُ الْمَرْءَةُ لأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَعَلَيْكَ [فَاظْفَرْ]بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ))

[صحیح البخاری: ٥٠٩٠، صحیح المسلم: ١٤٦٦]

عورت سے شادی چار چیزوں کی بنا پر کی جاتی ہے، اس کے مال و دولت کو دیکھ کر کہ یہ عورت مالدار ہے، دوسرے نمبر پر اس کی اعلیٰ برادری اور اچھے حسب و نسب کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے اور تیسرے نمبر اس کا حسن و جمال اور خوبصورتی دیکھ کر شادی کی جاتی ہے ، چوتھے نمبر پر عورت کا دین دیکھ کر اس سے شادی کی جاتی ہے ان چار باتوں کو ذکر کر کے فرمایا کہ تو دین دار خاتون کو لازم پکڑنا اور دین داری کو ترجیح دینا، اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے دین کو مقدم کرنے کی ترغیب دی کہ ہر معاملہ میں دین داری کو مقدم سمجھو اور رشتہ ناطہ جوڑتے وقت بھی اس کو مقدم رکھو، جب دین کے مطابق فیصلے نہیں ہونگے تو نبی کریم ﷺ نے اس کا نقصان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ [فَانْکِحُوْهُ] اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ اَوْ فَسَادٌ عَرِیْضٌ)) [جامع الترمذی۔ابواب النکاح: ۱۷۳/٤]

جب دیندار تم سے رشتہ جوڑنا چاہے تو اس سے رشتہ جوڑ لیا کرو اور انکار نہ کیا کرو، اگر تم نے دیندار رشتوں کو ٹھکرانا شروع کر دیا اور مال و دولت اور دنیا داری کو ترجیح دینی شروع کر دی تو پھر زمین پر فتنہ برپا ہوگا یا اللہ کی زمین پر کوئی لمبا چوڑا فساد ہوگا۔ ہر امتی کے لیے نبی کریم ﷺ کا یہ حکم ہے کہ وہ دین داری کی بنیاد پر رشتہ جوڑے لہٰذا جب کوئی دیندار نکاح کا پیغام بھیجے تو اسے قبول کرو صرف برادری وجہ سے اسے نہ ٹھکراؤ۔ سامعین! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ ہم کہتے ہیں کہ امت محمدیہ پر طرح طرح کے عذاب نازل ہو رہے ہیں، کبھی آپ نے غور کیا کہ جب امت اللہ کے نبی احکامات کو ٹھکرانا شروع کر دے تو اللہ کی زمین پر سکون نہیں ہو سکتا اور چین سے ہم زندگی بسر نہیں کر سکتے ،کیا آج ہم رشتے دین کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں؟ اور ہر معاملہ میں دین کو مقدم جانتے ہیں؟ اگر تو ایسا ہی ہے تو یہ بہت بڑی سعادت ہے، جب سے ہم نے اس حدیث کو نظر انداز کر دیا ہے ہماری زندگی اختلافات سے بھرپور ہے، خاندانی اور ازدواجی زندگی دیکھ لیں ہر جگہ بے سکونی نظر آتی ہے، کاروباری، اجتماعی اور انفرادی زندگی بے راہ روی کا شکار ہے،اس کی صرف اور صرف یہی وجہ ہے کہ ہم اس فرمانِ نبوی ﷺ کو بھول چکے ہیں، جو لوگ دینی ترجیحات پر رشتے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی رسوا نہیں کرتا۔

آپ ﷺ کا حکم ماننے پر خیر و برکت کی بارش

مسند احمد میں ایک صحیح روایت ہے، آپ اکثر سنتے رہتے ہیں ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ جلیبیب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے، میں شادی کا ارادہ رکھتا ہوں آپ نے ایک انصاری صحابی سے رشتہ کا مطالبہ کیا وہ کہنے لگے کہ میں اپنی اہلیہ سے مشورہ کر کے بتلاتا ہوں، چنانچہ وہ اپنی بیوی سے مشورہ کرنے

لگے، جلیبیب رضی اللہ عنہ اتنے خوبصورت نہیں تھے، جب انہوں نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا تو بیوی کہنے لگی کہ آپ نبی کریم سے جا کر معذرت کر لیں، جب وہ صحابی جانے لگے تو جو بیٹی گھر میں تھی اس نے ان باتوں کو سن لیا اور کہنے لگی ((اَتُرِيدُونَ اَنْ تَرُدُّوا عَلَى رَسُولِ اللّٰہ ﷺ اَمْرَهٗ اِدْفَعُونِي فَاِنَّهٗ لَمْ يُضَيِّعْنِي)) کیا آپ دونوں رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ٹھکرانا چاہتے ہو؟ تم میرا رشتہ طے کر دو میں عقیدہ رکھتی ہوں کہ اگر میں آپ کے حکم کو اپناؤں گی تو اللہ مجھے ضائع نہیں کریگا، اس لیے آپ بھی یہ عقیدہ اپنا لیں کہ اگر ہم نبی کریم ﷺ کے حکم کو مانیں گے تو اللہ ہمیں بھی شرمندہ نہیں کریں گے، جب اتنی بات والدین نے سنی تو کہنے لگے: اے بیٹی! تو نے سچ کہا ہے، یہ انصاری نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کہتا ہے کہ ہمیں یہ رشتہ منظور ہے، اور شادی کر دی گئی اور آپ ﷺ نے اس لڑکی کے ایمان کو دیکھا تو ان کے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ صُبَّ عَلَيْهَا الْخَيْرَ صَبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَلَيْهَا عَيْشًا كَدًّا كَدًّا))

اللہ! اس تیری بندی نے میری پسند کو اہمیت دی ہے اللہ اس اپنی بندی کو رزق کے ساتھ مالا مال کر دے، یا اللہ کبھی کمی نہ آئے، اور اسے فراخیاں اور فروانیاں عطا فرما، نبی کریم ﷺ نے جب اس کے لیے دعا فرمائی تو انصار بیان کرتے ہیں: "فَمَا كَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنْفَقَ مِنْهَا " ہم نے دیکھا کہ انصار میں سے سب سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتی تھی (صحیح مسلم/ فضائل صحابہ: ۲۴۷۲، مسند احمد: ۴/۴۲۲) اس حدیث کی روشنی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس نے اللہ کے رسول کا کہا مان کر اپنی زندگی کی ابتدا کی اللہ نے اسے برکتوں سے مالا مال کر دیا، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے فرمان کو اہمیت دیں ہر معاملہ میں اپنا راہنما بنائیں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ زمین امن کا گہوارہ بن جائے گی ورنہ اس کو ترک کرنے سے زمین میں ہر طرف فساد پھیل جائے گا، جس طرح آج ہر طرف بدامنی اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہے، لہٰذا ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنانا چاہیے چنانچہ اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

ان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو میرے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کس بات سے ڈرنا چاہیے؟ کہ کہیں اللہ تعالیٰ ان کی زندگی فتنوں سے نہ بھر دے، اس لیے سب کچھ چھوڑ کر اپنا ہر رشتہ دین کی بنیاد پر قائم کریں اللہ تعالیٰ برکتیں عطا کریں گے۔ ان شاء اللہ

دین کی بنیاد پر کیا ہو رشتہ کیسا مبارک رہا؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بڑے خدا خوف حکمران تھے راتوں کو اللہ کے سامنے رونے والے وہ راتوں کو مدینہ کی گلیوں میں چکر لگاتے، ایک دفعہ رات کے وقت چکر کے دوران ایک گھر کے قریب کھڑے تھے کہ ایک عورت اپنی لڑکی کو کہہ رہی ہے کہ جلدی دودھ میں پانی ملا دو، لوگوں کے آنے کا وقت ہو چکا ہے ان کے آنے سے قبل ہم دودھ میں پانی ملا لیتے ہیں، بیٹی نے جواب دیا کہ اماں جان! کیا آپ کو معلوم نہیں امیر المؤمنین نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے؟ ماں نے کہا کہ اب کونسا امیر المؤمنین دیکھ رہے ہیں، لڑکی نے جواب دیا کہ ان کا رب تو دیکھ رہا ہے۔ یہ سوچ ہمیں دنیا و آخرت میں کامیاب کر سکتی ہے کہ "ہر وقت اور ہر جگہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا رب کبریا تو دیکھ رہا ہے۔"

﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ﴾ [اقراء: ١٤]

اللہ فرماتے ہیں: اے بندے! تو تنہائی میں بڑی جرأت کے ساتھ گناہ کرتا ہے تو نے کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے اس اخلاص سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے خادم کو ان کے گھر بھیجا کہ معلوم کرو کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا بیاہ کر دیا ہے، خادم نے آ کر اطلاع دی کہ وہ پاکباز مومنہ ابھی کنواری ہے، تو فوراً عمر نے اس بچی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم کے ساتھ طے کر دیا، ایک طرف امیر المؤمنین ہیں اور دوسری طرف اس غریب گھرانہ لڑکی کی شادی کر دی جاتی ہے اور مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی اور ان کے بیٹے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اپنی رحم دلی اور رعایا پروری کی بنا پر

عمر ثانی کے لقب سے بھی معروف ہیں، آج میں آپکو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ جب رشتے دین کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں تو اللہ انکی نسلوں سے علماء، محدثین اور خدا خوف حکمران پیدا کرتا ہے، آج ہمیں ہر سو جو فتنے نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے نبی کے احکامات کو چھوڑ چکے ہیں اور ہم نے اللہ کے نبی کے حکامات کی عزت کرنا چھوڑ دی ہے، اگر ہم احکام نبوی کا احترام کریں گے تو یقیناً ہر طرف برکت ہوگی، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾

"نیک عورتیں نیک مردوں کے لیے، پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے، گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے۔"

فرمایا: یہ منافق لوگ اللہ کی نیک بندیوں کے بارے میں اپنی زبانیں دراز کرتے اور ان پر تہمتیں لگاتے ہیں اللہ فرماتے ہیں: یہ تمام نیک عورتیں ان بہتانوں سے نا صرف بری ہیں بلکہ اللہ نے ان کے لیے بخشش تیار کر رکھی ہے اور بزرگی والا رزق تیار کیا ہوا ہے، آج کا پیغام یہ ہے کہ آپ سماجی، سیاسی، انفرادی، اجتماعی، معاشی اور اقتصادی ہر میدان میں امر رسول کی قدر کریں اور اللہ سے بلند درجات کے ساتھ ساتھ دنیا میں امن وسکون حاصل کریں۔ میں والدین سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بیٹیوں کے معاملہ میں پریشان نہ ہوا کریں ان کو عطا کرنیوالا بھی اللہ ہے اور انکی عزت کا محافظ بھی اللہ ہے بس باوضو ہو کر اللہ سے دعا کیا کریں کہ اے اللہ! مجھے بیٹی کی طرف سے افسردہ نہ کرنا اور مجھے بہن کی طرف سے افسردہ نہ کرنا، جب ماں باپ اللہ کے سامنے اپنی بیٹیوں کے بارے میں دعا کرتے ہیں اور رشتہ کرتے وقت دین داری کو مقدم رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ رحمتیں اور برکتیں عطا فرماتے ہیں۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ ساری دنیا کی بات کو ٹھکرا دیں مگر ایک

ذات جس کو اللہ نے اپنا حبیب بنایا ہے اس کی بات کو سینے سے لگالیا کریں اللہ برکات کے دروازے کھول دے گا، اگر ہم علی الاعلان نبی کریم ﷺ کے حکموں کی بغاوت اور ان کا مذاق اڑائیں گے تو پھر برکتیں اور رحمتیں کیسے ہوں گی؟ جب نبی کریم کے فرامین کو باعث نقصان سمجھا جائے اور آپ سے عشق ومحبت کا دعویٰ کرنے والے آپ کے ارشادات پر عمل کرتے وقت اپنے دل میں تنگی محسوس کریں تو اللہ کبھی برکت نہیں فرماتا، شرح صدر اور دل کی وسعت کے ساتھ اللہ کے نبی کی سنت کو قبول کریں ان شاء اللہ، اللہ برکات نازل فرمائے گا ۔ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں بھولنا چاہئے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور: ٢٤/٦٣]

ان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو میرے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کس بات سے ڈرنا چاہیے؟ کہ کہیں اللہ تعالیٰ ان کی زندگی فتنوں سے نہ بھر دے، اللہ کے حضور دعا ہے کہ اللہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی اداؤں سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے تمام ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دین کی بنیاد پر رشتہ نہ کرنے پر سخت وعید

آج یہ مرض ہمارے دلوں میں پل کر جوان ہو چکی ہے کہ ہم رشتہ کرتے وقت صرف روپیہ پیسہ اور برادری دیکھتے ہیں، دین اور تقویٰ کی بنیاد پر رشتے طے نہیں کرتے اور آج سارا معاشرہ بے راہ روی اور بدسکونی کا شکار ہے اور دین کی بنیاد پر رشتہ نہ کرنا قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق نافرمانی وبغاوت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو زید کے ساتھ شادی کرنے کا کہا تو اس نے اس کو ناپسند کیا اور اس کی وجہ بظاہر یہی تھی کہ زینب کا تعلق قریش کے عالی خاندان سے تھا وہ امیمہ بنت عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں اور زید کے حسب ونسب میں غلامی کا دھبہ تھا۔ اسی لیے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ میں اس سے بہت بہتر ہوں جب زینب اور اس کے گھر والوں نے آپ ﷺ کے اس ارشاد کو نہ مانا۔ تو اللہ تعالیٰ نے واشگاف

الفاظ میں یہ آیت نازل فرمادی کہ اگر یہ میرے نبی کے فیصلے کو قبول نہیں کرتے تو میں ان کے ایمان کو قبول نہیں کرتا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے یہ لائق نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے سامنے اپنی مرضی کرے، جس نے اللہ اور اس رسول کی نافرمانی کی وہ بری طرح گمراہ ہو گیا۔''

چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور اس کے اہل خانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے نکاح کر لیا۔ (تفسیر ابن کثیر، مسند احمد: ۴۳۵/۳)

سامعین کرام! یہی اسلام کا مطالبہ اور مزاج ہے کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے اپنی اَنا اور خواہش کو مقدم نہ کرے، حسب ونسب اور برادری کے بُت کو اپنے سینہ پر سجا کر نہ رکھے بلکہ رب رسول کے فیصلے پر اپنے تن من دھن اور سب کچھ قربان کر دے۔

ایک صحیح حدیث میں تکمیل ایمان کے لیے اپنی خواہشات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنا لازمی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

''اپنی خواہشات کو میری تعلیمات کے مطابق نہ ڈھالنے والا کبھی مومن نہیں ہوسکتا۔''

حکم رسول کی مخالفت تباہی ہی تباہی ہے

آج کے خطبہ جمعہ میں یہ بات اچھی طرح واضح کر دی گئی ہے کہ ہر قسم کی خیر وبرکت اور بھلائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ساتھ باندھ دی گئی ہے۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو قابل توجہ نہیں سمجھتے بلکہ جذبات کی رو میں بہہ کر اپنی من مانی اور مرضی کرتے ہیں بالآخر نتیجہ یہی

نکلتا ہے کہ وہ بری طرح ناکام اور برباد ہو جاتے ہیں۔ آج کل طلاقیں عام ہو رہی ہیں، میاں بیوی کے جھگڑے ہر شہر، ہر گھر اور ہر عدالت میں عام نظر آتے ہیں اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ رشتہ دین کی بنیاد پر نہیں کیا تھا۔ صرف ظاہری حسن اور دولت دیکھ کر دماغ خراب ہو گیا تھا جب حسن ماند پڑا اور دولت میں کمی آئی تو طرح طرح کے اختلافات نے جنم لے لیا اور بالآخر گھر برباد ہو گئے۔ اور قرآن پاک میں بھی ایسے لوگوں کے لیے بربادی کا اعلان ہے:

(1) وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَاب

"جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی یقیناً اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔" [الانفال/۱۳]

(2) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ [النساء/١٤]

"جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور اس کی حدود کو پھلانگا وہ اس کو ہمیشہ کے لیے آگ میں داخل کرے گا اور اس کے لیے ذلیل کر دینے والا عذاب ہے۔"

(3) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [النساء/١١٥]

"رستہ واضح ہو جانے کے بعد جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور مومنوں کو چھوڑ کر غیروں کی راہ پر چلا ہم اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور جہنم میں پھینکیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔"

سامعین کرام! رشتہ طے کرنے کے معاملہ میں شریعت نے رستہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ تمام خوبیوں میں دین کو مقدم کرو اور دین ہی کی بنیاد پر رشتے ناتے طے کرو۔ لیکن آج ان واضح ارشادات کی مخالفت کرنے والے اللہ کی نصرت اور زندگی کی خیر و برکت سے محروم

بدسکونی سے جی رہے ہیں۔مزید فرمایا:

(4) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا [سورہ جن/۲۳]

"جس نے اللہ اور اس رسول کی نافرمانی کی یقیناً اس کے لیے جہنم کی آگ ہے ایسے لوگ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

افسوس صد افسوس!

مجھے آخر میں آپ سے ایک بات ضرور کرنی ہے مال و دولت کی حرص صرف عام لوگوں میں نہیں بلکہ بڑے بڑے مذہبی اور دین کے ٹھیکدار بھی دولت پرستی اور حسن پرستی کو ترجیح دیتے ہیں۔ مجھے میرے بڑے قریبی محترم صاحب کے گھر والوں کی طرف سے فون آیا اور ان کی عالمہ بیٹی نے مجھے یوں کہتے ہوئے مخاطب کیا کہ قاری صاحب چھوٹی بہن کے لیے کوئی رشتہ دیکھیں لیکن یہ دیکھنا کہ وہ بخاری پڑھا نہ ہو۔(انا للہ وانا الیہ راجعون) آج کیبل، فیشن اور دنیا نے بڑے بڑے مذہبی لوگوں کی نظروں میں بھی دین کی عظیم نعمت کو بھی حقیر بنا دیا۔ جب دین کے دعویدار ایسا بازاری ذہن رکھیں تو عام لوگوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ایک دفعہ میں سعودی عرب کے مشہور شہر حفر الباطن میں تھا کہ میرے بڑے پیارے دوست عبداللہ مد شر العنزی فرمانے لگے کہ لوگوں کی دین کے معاملہ میں بے حسی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ جب بھی رشتے کے لیے کوئی آتا ہے تو سب سے پہلے یہ پوچھتا ہے: هَلْ اَنْتَ مُوَظَّفٌ؟، لَا يَسْئَلُوْنَ هَلْ اَنْتَ تُصَلِّيْ؟ کیا آپ ملازمت کرتے ہیں......؟ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں......؟

اللہ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم کو رشتہ طے کرتے ہوئے دین کو مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین! ثم آمین

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

❀❀❀

خطبہ:11

شیطان انسان سے کیا چاہتا ہے؟

شیطانی عزائم سے پردہ اٹھتا ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلاً م بَعِیْدًا﴾

حمد وثنا اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کے لیے۔

سامعین کرام! اللہ کے دین کی باتیں سننا عبادت بھی ہے اور سعادت بھی، رسول اللہ ﷺ نے دینی وقرآنی تعلیمات اور احادیث نبویہ کی تعلیم وتعلم کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی ہے، دعا ہے کہ اللہ ہم کو دین اسلام سے سچی محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

آج کی مجلس میں میں آپ کے سامنے ایک سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں اور یقیناً کچھ حد تک اس سوال کا جواب آپ کے ذہنوں میں ہوگا۔

لفظ شیطان کا معنی مفہوم

شیطان یہ شَــطَــنَ سے نکلا ہے جس کا معنی ہے شرارت کرنا اور دور ہونا، اسی طرح شیطان کا ایک معنی سرکش اور حدود کو تجاوز کرنے والا بھی ہے۔ اصل نام تو ابلیس ہے چونکہ وہ نافرمانی ومعصیت کا پتلا ہے اور ہمیشہ اسی کوشش میں لگا ہوا ہے کہ انسان بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرے اور اللہ سے دور ہو جائے، اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی میری طرح سرکش اور اللہ کی حدود کو توڑنے والا بن جائے۔ اسی لیے یہ شیطان جیسے خبیث نام سے مشہور ہے۔

شیطان کیا چاہتا ہے؟

وہ سوال یہ ہے کہ شیطان کیا چاہتا ہے اور شیطان کے عزائم اور ہتھکنڈے کیا ہیں؟ اس سلسلہ میں اگر تمام جوابات کو ایک جواب میں بند کیا جائے تو کچھ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں جگہ نہ ملے، جس طرح اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا اسی طرح اس کی خواہش، کوشش، تمنا، آرزو یہ ہے کہ میری طرح انسان کو بھی اللہ کی رحمت اور جنت سے دور کر دیا جائے، اس منزل اور مقصد کو حاصل کرنے کے لیے شیطان آئے دن نئے پروگرام تشکیل دیتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن اور نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات میں اسکے عزائم اسکی چاہت اور اس کے ارادے اور ہتھکنڈوں کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے، آپ حیران ہونگے کہ شیطان ایسا خبیث دشمن ہے کہ وہ ہم میں چند ایسی بنیادی خرابیاں ڈالنا چاہتا ہے چند ایسے گناہ ہمارے اندر پھیلانے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان دنیا و آخرت کی ایسی لعنت میں جکڑا جاتا ہے کہ نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

شیطان انسان سے کیا چاہتا ہے؟ آیئے! قرآن پاک سے اس کا جواب ڈھونڈتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَيُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلاً بَعِيدًا﴾

''شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو دور کی گمراہی میں پھینک دے۔''

کبھی بھی انسان اپنے اللہ کی بارگاہ میں عزت سے حاضر نہ ہو سکے، بلکہ گمراہی اور ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اس انسان کو بری طرح ڈبو دیا جائے، سامعین! آپ اس آیت کے تناظر میں انسانیت کے احوال اور اعمال پر غور فرمائیں۔ کہ شیطان اپنے اس ارادہ میں کس قدر کامیاب ہو چکا ہے۔

اس وقت اکثریت گمراہ ہو چکی ہے

بلکہ ایک سروے کے مطابق پوری دنیا میں انسانوں کی تعداد تقریباً چھ ارب ہے

اور ان تمام کو راہ راست سے بھٹکانے کے لیے شیطان کتنا کامیاب ہے اسکا انداز اس سروے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ چھ ارب میں سے تین ارب تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کے منکر ہیں، جو اللہ کے اختیارات اور تمام قسم کے کمالات کے سرے سے منکر ہیں گویا کہ شیطان آدھی دنیا کو اس طرح گمراہ کر چکا ہے کہ ان کی زندگی میں اللہ نام کا تصور ہی نہیں ہے اور باقی تین ارب میں سے دو ارب ایسے لوگ ہیں، جو اللہ کی ذات کا تصور تو رکھتے ہیں مگر ایسے ادیان سے وابستہ ہیں جن کو اسلام نے منسوخ کر دیا ہے، باقی تقریباً ایک ارب مسلمانوں میں سے پچاس کروڑ ایسے ہیں جو اللہ کا اقرار کرنے کے باوجود اللہ کیساتھ شرک کرتے ہیں، غرض چھ ارب میں سے جو باقی پچاس کروڑ عقیدہ توحید رکھتے ہیں وہ بھی اخلاقی کمزوریوں اور کوتاہیوں میں ملوث ہیں، یعنی آپ کو چھ ارب میں سے چھ کروڑ ایسے انسان نہیں ملیں گے جو عقیدہ اور تربیت کے لحاظ سے عین اسلام کے مطابق ہوں، سامعین اگر اللہ نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا ہے تو ہمیں اپنے عقائد و اعمال بھی اسلام کے مطابق کرنے چاہییں، ہماری تربیت بھی اسلام کے مطابق ہونی چاہیے اور اللہ تعالیٰ یہی چاہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں شیطان کی کوشش یہی ہے کہ وہ ہم کو صراط مستقیم سے بھٹکا دے۔

شیطان صاحب توحید و سنت کو گمراہ کیسے کرتا ہے؟

ایک کثیر تعداد میں سے محدود ترین جماعت ایسی ہے جو عقیدہ اور عمل کی گمراہی سے محفوظ ہے وگرنہ ۱۰۰ میں سے ۹۵ افراد آپ کو ایسے ملیں گے کہ جو بظاہر اسلام کے دعوے دار اور علمبردار ہیں لیکن شیطان نے انکو عقیدہ وعمل کے اعتبار سے ایسا گمراہ کیا ہے کہ توحید میں شرک کی آمیزش اور سنت میں بدعت کی ملاوٹ نمایاں نظر آتی ہے۔ بہت تھوڑے افراد ہیں جو عقیدہ کی گمراہی سے محفوظ ہیں شیطان انکو گمراہ کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑتا بلکہ آپ کئی صحیح العقیدہ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند حضرات کو ایسی ایسی اخلاقی کوتاہیوں میں گرفتار پائیں گے کہ جن کے ہوتے ہوئے سارے اعمال برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً سودی لین دین، چغل خوری وغیبت، چندے کا ناجائز خرچ، ماں باپ اور رشتہ داروں سے دلی کدورتیں، تکبر، حسد وغیرہ۔

سامعین حضرات......!

شیطانی عزائم کو سمجھیں وہ کسی نہ کسی طرح آپ کو گمراہ کرنا چاہتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ آپ کی پاکیزہ سیرت میں گمراہی کا کوئی دھبہ نہ ہو، آج شاید کوئی ایسا خوش نصیب ہو جو شیطانی گمراہی سے بچا ہو، حلال دولت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کے ذریعے انسان دنیا کی ہر عزت اور آخرت کی ہر بلندی حاصل کرسکتا ہے اگر حلال مال راہِ خدا میں خوش دلی سے خرچ کیا جائے تو اس کے کرم و فضل کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔شیطان یہ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ صدقہ کریں، زکوٰۃ دیں یا دل کھول کر ضرورت مندوں پر خرچ کریں، وہ ہر ایک کو عیاشی اور آوارگی میں پیسہ لٹانے کی ترغیب دیتا ہے۔

وَيَأْمُرُكُم بِالْفَقْرِ

''جب اللہ کی باری آتی ہے تو کہتا ہے اگر اسی طرح راہِ خدا میں لوٹاتے رہے تو بالآخر کھاؤ گے کہاں سے؟ بڑے بڑے مذہبی مالداروں کو وہ فضول خرچی کی طرف دھکیل دیتا ہے اور بالآخر ایسے شخص کو اپنا آلہ کار بنا کر رحمت الٰہی سے دور کر دیتا ہے، فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے حد درجہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

دلوں کو دشمنی اور کدورت سے بھرنا

ہمارا حقیقی دشمن شیطان ہماری کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے میں بہت ماہر ہے وہ ہم کو کسی ایک گناہ میں اس طرح مبتلا کرتا ہے کہ نتیجہ میں مسلمان کئی گناہ کر بیٹھتا ہے اب شیطان کی چاہت یہ ہے کہ ہمارے دل اپنوں کے متعلق کدورتوں، نفرتوں، حسدوں اور سازشوں سے ہر وقت بھرے رہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ﴾

''شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے۔''

تمہیں بغض و حسد میں مبتلا کر دے اور تمہیں جوئے اور شراب کا عادی بنا کر تمہیں تباہ و برباد کر دے آج کل مذہبی، غیر مذہبی تقریباً ہر طبقہ کے لوگ شیطان کی اس چاہت پر

پورے اتر رہے ہیں شاید ۱۰۰ میں سے کوئی ایک شخص ایسا ملے جس کا دل شیطانی گودام نہ ہو، اکثر لوگ بغض وحسد اور کدورت ونفرت سے اپنے دل، دماغ تن من دھن بلکہ پورے انگ انگ کو سجائے ہوئے ہیں، اس کے برعکس شریعت اسلامیہ کا مطلوب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خواہش، تمنا، آرزو اور ارادہ یہ ہے کہ ہم بغض وحسد اور نفرت وکدورت سے ہردم پاک رہیں۔ خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَاتَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ))

[صحيح بخاری ٦٠٦٥]

”نہ بغض رکھو، اور نہ حسد کرو اور نہ ٹوہ لگایا کرو، اور اللہ کے بندے و بھائی بھائی بن جاؤ اور ایک مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین سے زیادہ ناراضگی کی حالت میں چھوڑے رکھے۔“

سامعین کرام......!

شیطان کی چاہت کیا ہے؟ آپ جان چکے ہیں، رحمان اور نبی سلطان ﷺ کیا چاہتے ہیں، وہ بھی آپ سن چکے ہیں، فیصلہ فرمائیں! آپ کی زندگی کس کی چاہت کے مطابق بسر ہورہی ہے یہی غور وفکر کرنے کے دن ہیں وگرنہ حسرت مقدر بن جائے گی۔

شیطان کی خطرناک چاہت

سب سے بڑا گناہ یہی ہے کہ انسان اپنے محسن حقیقی کی یاد سے غافل ہوجائے اور نمک حرامی کی انتہا یہ ہے کہ اس کی پاک کلام چھوڑ کر کنجروں اور کنجریوں کے ناچ گانے سنے۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان ہم کو اللہ کے ذکر سے روکنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

”کہ وہ تمہیں اللہ کی یاد سے غافل کردے ذکر الٰہی سے تم کو روک دے۔“

ہمارے دل نفرتوں کے جالوں سے اَٹے رہیں اور ہماری زبان پر کبھی یادالٰہی کا نغمہ نہ آئے یہ شیطانی آرزو ہے۔ شیطان چاہتا ہے ہم اس خالق، مالک، رازق اور رحمان ورحیم کے ذکر سے غافل ہو جائیں جس کی مرضی کے بغیر ہم ایک سانس بھی نہیں لے سکتے۔ معاشرہ میں غور کریں، دیکھیں کچھ لوگ فحش گانوں کے شائق ہیں اور کئی بدعتی صوفی ذکر کے من گھڑت مصنوعی اور غیر ثابت طریقے ایجاد کر کے شیطان کو خوش کر رہے ہیں دونوں ٹولے شیطانی چاہت کے مطابق عمر برباد کر رہے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں اللہ اور رسول رحمت ﷺ کی چاہت یہ ہے کہ ہماری زبانیں ہر وقت مسنون ذکر الٰہی سے تر رہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴾ [الاحزاب: ۳۳/۴۱،۴۲]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو بہت زیادہ ذکر، اور اس کی صبح وشام تسبیح بیان کرو۔''

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے عقلمند، اور دانا لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے سب سے پہلی صفت بیان فرمائی:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ﴾

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں قیام، رکوع اور پہلوؤں کے بل۔''

سامعین کرام......!

شیطان ہم کو ذکر الٰہی سے غافل کر کے ایک چلتی پھرتی لاش بنانا چاہتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهٗ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ))

''اپنے رب کا ذکر کرنے والا زندہ ہے اور اپنے رب کا ذکر نہ کرنے والا مردہ لاش کی طرح ہے۔''

دنیا میں اکثر تعداد مردہ لاشوں کی ہے کروڑوں چلتے پھرتے انسان مسنون ذکر نہ کرنے کی وجہ سے مردار ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے ناجائز معاملات اور حرام تعلقات کی بو آتی ہے، خطبہ جمعہ میں آنے والو! آج فیصلہ کر کے جاؤ کہ ہم کس کی چاہت پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔

شیطان بے نماز بنانا چاہتا ہے

مزید اللہ تعالیٰ شیطانی عزائم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وَعَنِ الصَّلاةِ '' وہ تم کو نماز سے بھی روکنا چاہتا ہے اس کی یہ خواہش ہے کہ تم کلمہ گو بے ایمان مسلمان بنے رہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کفر واسلام میں فرق کرنے والی چیز نماز ہی ہے جب یہ نمازی نہ رہے تو سچے مسلمان کیسے رہیں گے؟ آج اکثر مساجد ویران ہیں نمازیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے یہی وجہ ہے کہ شیطان اپنے ارادوں کو عملی طور پر پورا کر چکا ہے۔

ذخیرہ احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ تہجد اور نمازِ فجر سے روکنے کے لیے میں شیطان بڑی محنت کرتا ہے، رات کو بلا وجہ دیر دیر تک جاگتے رہنا، اس میں شیطانی خوشی شامل ہوتی ہے اور بوقت سحری و فجر جب ذرا سی آنکھ کھلنے لگے تو شیطان کہتا ہے:

عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ

''ابھی رات بہت لمبی ہے آرام سے سوئے رہو'' (صحیح البخاری:۱۱۴۲)

بے نماز پر شیطان کا پیشاب کرنا

پھر یہی شیطان اس قدر ذلیل کرتا ہے کہ اگر بندہ فجر کے لیے نہ اٹھ پائے تو سونے والے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ (صحیح البخاری:۱۱۴۴)

سامعین کرام......!

تہجد و فجر کے مبارک وقت میں دعا مانگ کر خالقِ کائنات سے دین و دنیا کے خزانے لینا بہتر ہے یا غافل رہ کر شیطان سے اپنے اوپر پیشاب کروانا بہتر ہے؟ ہر نماز کو شوق سے پڑھو، آج کل گمراہی کی حد تو یہ ہے کہ ایک طرف بے نماز لا تعداد اور دوسری

طرف سنت کے مطابق نماز نہ پڑھنے والے بے شمار بلکہ کئی تو جان بوجھ کر اہلحدیثوں کی مخالفت میں سنت کے مطابق نماز نہیں پڑھتے۔ اللہ کے بندو! شیطان کے لیے نہ جئو رحمان کے لیے جئو۔ پکے سچے نمازی بنو اور سنت کے مطابق نماز پڑھو، یہی دعوت اہلحدیث ہے
آیت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ﴾

کیا واقعتاً تم شیطان کی چاہت کو پورا کرنے والے ہو؟ اور ایک دوسرے کے دشمن بن جاؤ گے؟ اور اللہ کی یاد سے غافل ہو جاؤ گے، کیا تم نیک اعمال چھوڑ دو گے؟

سامعین کرام......!

آپ بھی اپنے اردگرد نظر دوڑائیں (میں بیان کر چکا ہوں کہ) کروڑوں کی تعداد میں لوگ آپس میں دشمن بن چکے ہیں اور آپس میں حسد و بغض کا شکار ہیں اور اپنے دل میں غیظ و غضب کے جراثیم رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ پر جو اللہ نے کلام نازل کیا اس میں اللہ نے باوضاحت بتلا دیا کہ شیطان کی چاہت یہی ہے کہ تمہارے درمیان دشمنیاں پیدا کر دے، شراب اور جوے کے ذریعے تم کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے، مسلمان بھائیو! ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم کہیں شیطان کی چاہتوں کو پورا تو نہیں کر رہے اور ہماری زندگی شیطانی چاہت کے مطابق بسر تو نہیں ہو رہی؟

شیطان چاہتا ہے گھروں میں فحاشی و عریانی ہو

جس طرح شیطان خبیث ہے اسی طرح اس کے عزائم بھی بہت خبیث ہیں۔ وہ ہمیں ایسی مار مارنی چاہتا ہے کہ ہم کبھی سنبھل نہ سکیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ شیطانی عزائم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ تمہیں فحاشی کا حکم کرتا ہے پوری توجہ سے آیات کا ترجمہ سماعت فرمائیں:

﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَآءِ وَأَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: ۱۶۹/۲]

''بے شک وہ (شیطان) تمہیں برائی اور فحاشی کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جو تم نہیں جانتے۔''

﴿ اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمۡ مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَفَضۡلاً وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴾ [البقرة: ٢/٢٦٨]

''شیطان تمہیں فقر وفاقہ کی طرف لے جانا چاہتا ہے اور تمہیں فحاشی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں مغفرت اور فضل کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وسیع علم والی ذات ہے۔''

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِؕ وَمَنۡ يَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴾ [النور: ٢٤/٢١]

''اے ایمان والو! شیطان کی پیروی مت کرو بیشک جو شیطان کی پیروی کرتا ہے وہ تو فحاشی اور معصیت کا حکم دیتا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے پاک کر دیتا ہے، اور اللہ سب سننے والا جاننے والا ہے۔''

تمام آیات سے معلوم ہوا کہ ہمیں بے حیا، بے غیرت اور دیوث بنانا شیطان کا مشن ہے اور وہ اپنے مشن میں کس حد تک کامیاب ہے آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ دنیا کا کوئی شہر تو درکنار کوئی محلہ ایسا نہیں جہاں فحاشی کے مواقع اور اڈے موجود نہ ہوں۔ آپ کو گھر گھر کیبل کا کنکشن، موبائل اور کمپیوٹر کا آوارہ استعمال عام نظر آئے گا، ہر دوسرا بندہ ناجائز تعلقات میں گرفتار ہے اور حرص وہوس نے اس کو اندھا کر دیا ہے۔

اس کے مقابلہ میں جو شخص فحاشی کو عریانی کو پسند کرنا شروع کر دے رب تعالیٰ ایسے بد بخت سے بغض فرماتے ہیں اور وہ ہمیشہ محبت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِیَّاکُم وَالْفُحشَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْفُحشَ وَلَا التَّفَحُّشَ))

''بے حیائی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ بے حیائی، بدکاری، برائی، بے شرمی، بدفعلی ، بدزبانی اور مذموم حرکات کو پسند نہیں کرتا۔'' [سنن ابی داود: ١٦٩٨]

ایک روایت کے لفظ ہیں:

((اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیءَ))

''اللہ تعالیٰ فحاشی والے، بے حیاء، بدکار اور بدگو و بدزبان سے بغض رکھتے ہیں۔''

اور صحیح مسلم کے مطابق ایسا بدبخت جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

سامعین کرام......!

ہم مسلمان ہیں، عشق رسول کے دعوے دار ہیں، اپنے آپ کو کتاب وسنت کا علمبردار سمجھتے ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ ہم رب، رسول اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر عیاشی وفحاشی کو پسند کرتے ہیں؟ اور موسیقی کے آلات سے اپنے پاک گھروں کو ناپاک کرتے ہیں؟ آج ہی فیصلہ کریں، زندگی کس کی چاہت کے مطابق گزارنی ہے؟

آیئے! زندگی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس زندگی کی عطا کا مقصد آخرت کا سنوارنا اور آخرت کا بنانا ہے اگر ہم نے شیطان کی چاہت کو پورا کرتے ہوئے خود کو اللہ کی یاد سے غافل کرلیا اور نماز سے غافل کرلیا اور گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو قیامت کے دن یقیناً ہمیں بہت بڑی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑیگا، آج ہی اپنی صلاحیتوں کا جائزہ لیجئے کہ ہم رحمان کی چاہت پوری کررہے ہیں یا شیطان کی چاہت پوری کررہے ہیں؟ شیطان چاہتا ہے کہ ہماری زندگی اللہ کی بغاوتوں میں گزرے اور گناہ کرتے کرتے ہماری کمر ٹوٹ جائے۔

شیطان کا چور دروازہ

شیطان کا ایک چور دروازہ ہے جس کے ذریعے وہ بڑے بڑے نیک بندوں کو گمراہ کرتا ہے، وہ انسان کی تنہائی سے خوب فائدہ اٹھاتا ہے اور انسان کی کمزوریوں اور

کوتاہیوں سے فائدہ اٹھانے میں شیطان حد درجہ ماہر ہے لمحہ بھر بھی غفلت نہیں کرتا، اس لیے اپنی تنہائی کا جائزہ لیجئے مجھے یاد آیا کہ قرآن پاک، احادیث نبویہ اور آثار صحابہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جو شخص اپنی تنہائی کو پاک کر لیتا ہے اللہ اسے تین فوائد سے نوازتے ہیں:

① جو اپنی تنہائی میں کثرت سے

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ))

پڑھتا ہے اور اللہ سے استغفار کرتا ہے۔ اللہ اسے دنیاداروں سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔

② اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو تمام شیطانی حملوں سے محفوظ کر دیتے ہیں، شیطان کا کوئی وار اس پر نہیں چلتا اور شیطان اپنے کسی ارادے میں کامیاب نہیں ہوتا۔

③ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھلائی کا منبع و مرکز بنا دیتے ہیں، وہ لوگوں کے لیے روشنی کا مینار اور خیر کا باعث ہوتا ہے، تو سامعین آیئے! شیطان کی چالوں کو سمجھیں اور جن چور دروازوں سے شیطان داخل ہو کر مؤمن کو گمراہ کرتا ہے اور ساری زندگی کے اعمال برباد کر دیتا ہے اس دروازے کو بند کریں۔

نبی کریم ﷺ کے بارے میں آتا ہے، کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اللہ کو تنہائی میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں ایسے شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش معلیٰ کا سایہ نصیب فرمائیں گے، اس لیے اپنی تنہائیوں کا جائزہ لیجیے! یہ زندگی سدا کی زندگی نہیں ہے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو شیطان نیک اعمال کی طرف آنے ہی نہیں دیتا آپ لاکھ کوشش کریں ان کو نماز کا کہیں مسجد میں آنے کا کہیں، وہ شیطان سے اپنی دوستی اتنی مضبوط کر چکے ہیں کہ مسجد میں آنے کا نام ہی نہیں لیتے، اس بات سے ان کے دل تنگی محسوس کرتے ہیں شیطان نے لوگوں کو قرآن اور ذکر الٰہی سے دور کر دیا ہے، دوسری طرف جو لوگ اللہ کی محبت کی وجہ سے نیک اعمال کرتے ہیں، حج وعمرہ کرتے ہیں، ان کے اعمال کو ناکارہ کرنے میں بھی شیطان بڑی محنت کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے تمام اعمال برباد ہو جائیں، نیک عمل پوری توجہ سے نہ کرنا بھی گناہ ہے اور یہ گناہ بھی بڑی کثرت سے ہو رہا ہے۔ شاید آپ نے سنا ہو گا کچھ لوگ نیک اعمال کر کر کے تھک

چکے ہوتے ہیں ان پر شیطان ایسے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کو علامہ البانی نے سلسلہ احادیث صحیحہ (جلد ٦ جزء ١) میں نقل کیا ہے، قیامت کے دن ایک آدمی اللہ کے سامنے حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ سوال کریں گے میرے بندے دنیا کیسے بسر کی وہ کہے گا:

((یَارَبِّ صَلَّیْتُ سِتِّیْنَ سَنَۃً)) ''اے اللہ! میں تو ساٹھ سال نمازیں پڑھتا رہا'' شیطان کی تدبیر اس پر اس قدر چل چکی ہوگی اور وہ رحمت الٰہی سے اس قدر دور جا چکا ہوگا کہ اللہ فرمائیں گے کہ میں نے تیری زندگی کی ایک بھی نماز قبول نہیں کی، اگر اللہ نے آپکو نیک اعمال کی توفیق بخشی ہے تو اس میں اور زیادہ کوشش کیجیے اور اگر کوئی ایسا شخص ہے، جو اللہ کی یاد سے غافل ہے تو اسے اللہ کی طرف آنا چاہیے اور شیطان جن چور دروازوں کے ذریعے انسان کو گمراہ کرتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ انسان کو تنہائی میں گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔

شیطان کا دوسرا حیلہ

انسان کو شیطان اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ تو گناہ کر لے، گناہ کرنے میں تو اکیلا نہیں ہے، یہ گناہ تو سارا معاشرہ کرر ہا ہے اگر اللہ تمام معاشرے کو معاف کردیں گے تو تجھے معاف کرنا اللہ کے لیے کونسا مشکل ہے، اگر اس بات پر عذاب ہوا تو اس میں تو اکیلا مبتلا نہیں ہوگا بلکہ لاکھوں لوگ تیرے ساتھ ہوں گے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی لوگ برے اعمال کی زیب وزیبائش سے متاثر ہو کر نیک اعمال چھوڑ کر شیطان کے ہم نوالہ وہم پیالہ بن جاتے ہیں۔

((لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی))

مرنے کے بعد آخرت کی پہلی منزل میں حساب وکتاب کا آغاز ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، یہ نہ دیکھا کرو کہ لوگ، معاشرہ اور میڈیا کیا کرر ہا ہے؟ بلکہ ہم کو یہ دیکھنا چاہیے، کہ اللہ کی عطا کردہ لاکھوں نعمتیں استعمال کر کے میں کس کی چاہت کے مطابق زندگی بسر کر رہا ہوں؟ کیا میں اللہ کو خوش کر رہا ہوں یا شیطان کا آلہ کار بن چکا ہوں۔

بے حیا عورتیں شیطان کا جال

شیطان لعین کے شکار کرنے کے کئی طریقے ہیں بڑے سے بڑے عالم فاضل اور باعمل شخص کو گمراہ کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کام ہے بسا اوقات وہ اچھے بھلے مسلمان کی مت مارنے کے لیے بے حیاء عورتوں کو استعمال کرتا ہے اور بے حیا عورت بہت جلد ایمان سے خالی کر دیتی ہے۔ داناؤں کا قول ہے عورت اور شیطان کی پکڑ سے بچنا بہت مشکل ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ))

عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں ایسی عورتیں جو صحیح عادات کی مالک نہیں ہوتیں وہ شیطان کا جال ہیں، کئی لوگوں کو شیطان ان کے ذریعے گمراہ کرتا ہے، اور اس قدر گمراہی میں دور لے جاتا ہے کہ بڑے بڑے اللہ کے نیک بندے اس جال کا شکار ہو جاتے ہیں، اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں، اس لیے اپنے گھریلو معاملات میں اللہ کو یاد کیجیے اور دنیوی معاملات میں بھی اللہ کو یاد کیجئے اور جن شیطانی ہتھکنڈوں سے نبی کریم ﷺ نے بچنے کا حکم دیا ہے ان سے دور رہیے۔

مزید اس حوالہ سے آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرامین ذہن نشین رکھیں:

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَایَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاِمْرَاَۃٍ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ))

”کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدہ نہ ہو مگر اس عورت کا کوئی ذی محرم ساتھ موجود ہو۔“ [صحیح بخاری : ۵۲۳۳]

عورت جب بھی کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں الگ ہوتی ہے تو شیطان کو پورا پورا موقع مل جاتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

ثَالِثُهُمَا الشَّیْطَانُ [مسند احمد ۳/۳۳۹]

جو عورت کسی غیر محرم سے علیحدگی اختیار کرے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے جو اپنی مرضی کے مطابق گناہ کرواتا ہے۔

(۲) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَاتَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))

"میرے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نقصان دہ نہیں ہوگا۔"

[صحيح البخاري : ٥٠٩٦]

(۳) حضرت اذینہ صدفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَشَرُّ نِسَائِكُمُ الْمُتَبَرِّجَاتُ الْمُتَخَيِّلَاتُ وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ))

"تمہاری سب سے بدتر عورتیں بن سنور کر باہر نکلنے والیاں، تکبر کرنے والیاں ہیں وہی منافقات ہیں جنت میں نہیں جائیں گی۔" [سلسلہ احادیث صحیحہ : ١٨٤٩]

(۴) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ

[جامع الترمذی۔ الرضاع: ١١٧٣]

یہی وجہ ہے کہ بے پردہ عورت کو دیکھ کر شہوت کے مریضوں کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں اور بالآخر وہ ان کو آرام سے شکار کر لیتے ہیں۔

فضول خرچی شیطانی راستہ ہے

حلال دولت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کے ذریعے انسان دنیا کی ہر عزت اور آخرت کی ہر بلندی حاصل کر سکتا ہے اگر حلال مال راہ خدا میں خوش دلی سے خرچ کیا جائے تو کرم وفضل کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ شیطان ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ صدقہ کریں، زکوٰۃ دیں یا دل کھول کر ضرورت مندوں پر خرچ کریں وہ ہر ایک کو عیاشی اور آوارگی میں پیسہ لٹانے کی ترغیب دیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی باری آتی ہے تو کہتا ہے:

"وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَقْرِ"

اگر اسی طرح راہ خدا میں لوٹاتے رہے تو بالآخر کھاؤ گے کہاں سے؟ بڑے بڑے

مذہبی مالداروں کو وہ فضول خرچی کی طرف دھکیل دیتا ہے اور بالآخر ایسے شخص کو اپنا آلہ کار بنا کر رحمت الٰہی سے دور کر دیتا ہے۔ فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے حد درجہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ﴾

فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، جو اللہ کے راستہ کی بجائے فحاشی و آوارگی میں خرچ کرتے ہیں اللہ کا قرآن کہتا ہے ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں، ایسے لوگ شیطان کے دوست اور شیطان کے رشتہ دار ہیں، تو آیئے! اپنا مال جائز، حلال اور پاکیزہ جگہ پر خرچ کریں اور اللہ کے رستے میں اپنا مال لوٹائیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلَالًاۢ بَعِيْدًا﴾

''شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو دور کی گمراہی میں پھینک دے۔''

شیطان کا پہلا مشن

اگر اللہ نے ہمیں نیک اعمال کے لیے چنا ہے تو ان اعمال کی قبولیت کی بھی دعا کریں، کہیں ہماری زندگی کی کمائی ضائع نہ چلی جائے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبہ کو تعمیر کیا تو یہی دعا کی: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾

اے اللہ! میرے اس عمل کو قبول فرما۔ اللہ! کہیں میری اس عظیم نیکی کو شیطان ضائع نہ کر دے۔ اسے اللہ اپنی رحمت سے قبول فرما، دینی اداروں پر خرچ کرنیوالے، اور بہت بڑے نیک اعمال سرانجام دینے والوں کیلیے اس دعا میں بڑی فکر ہے۔ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا))

[سنن ابن ماجه/۹۲۵، السنن الكبرى للنسائي: ۶/۳۱، ۹۹۳۰]

''یا اللہ! مجھے نفع بخش علم عطا فرما اور تیری بارگاہ میں شرف قبولیت پانیوالا عمل

کرنے کی توفیق دینا اور پاکیزہ رزق عطا فرمانا۔"

اگر اللہ نے ہمیں نیک اعمال کرنیکی توفیق دی ہے اور صدقہ وخیرات کرنے کا حوصلہ دیا ہے تو ان میں اخلاص پیدا کیجئے ،شیطان کی یہ چاہت ہے کہ سخی کے دل میں ﴿ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ﴾ یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ تو خرچ کرنے والا ہے تیرا رتبہ زیادہ ہے اور جس پر تو خرچ کررہا ہے وہ کمتر اور حقیر ہے،تو وہ سخی اس کے جال میں پھنس کر احسان مند پر احسان جتلا دیتا ہے اور اللہ فرماتے ہیں: جو احسان کر کے جتلا دیتا ہے اور ﴿ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ ﴾ کی زد میں آ کر اپنے تمام اعمال برباد کر لیتا ہے، ایسے سخی کے اللہ تعالیٰ نے تمام اعمال کو برباد کر دیا، ہم نے بھی اپنے کئی رشتہ داروں پر خرچ کیا ہو گیا اور شیطان نے ریا کاری اور دوسروں کو حقیر جاننے کے ذریعے تمام اعمال برباد کر دیئے ہوں گے، اس لیے اللہ سے معافی طلب کیجیے، اور اپنے اندر اخلاص پیدا کیجیے اور اگر ہم کو اللہ نے توفیق دی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے ،شیطان چاہتا ہے کہ جس طرح قیامت کے دن میں ذلیل وخوار ہوں گا اسی طرح جب اللہ سے اس نے مہلت مانگی تو قسم کھا کر کہا کہ میں ضرور ضرور ان کو گمراہ کروں گا، تو اللہ نے فرمایا: شیطان میرے کئی شکر گزار بندے ایسے ہوں گے جن پر تیرا وار نہیں چلے گا، جو تیرے وسوسات کا شکار نہیں ہونگے وہ مجھ سے ڈرنے والے ہونگے ، آیئے! اللہ کے شکر گزار بندے بن جائیں۔

شیطان کا دوسرا مشن

آپ بڑی تفصیل سے شیطانی ارادوں کے متعلق سماعت فرما چکے ہیں، میں آخر میں اس کا اصل ٹارگٹ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہمیں مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے لیجانا کہاں چاہتا ہے؟ قرآن پاک نے اس لعنتی کا ارادہ بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ سورۂ فاطر آیت 6 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ

لِيَكُونُوا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ O

''شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن ہی سمجھو، خیر خواہ یا دوست نہ بناؤ۔ وہ تو تم کو جہنمی بنانے کے لیے ہر طریقہ اختیار کرتا ہے۔''

یعنی اس لعین کا اصل ہدف ہم کو جنت سے دور کرنا اور جہنم جیسی سخت وادئ عذاب میں پہنچانا ہے اور صحیح بخاری میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ہزار میں سے ایک شخص جنت میں اور نو سو ننانوے جہنم میں جائیں گے، یہ جو جہنم میں جانے والے ہونگے یقیناً یہ شیطان کے پیرو ہونگے، اللہ کے حضور دعا ہے کہ اللہ ساری زندگی شیطان کے شر سے محفوظ رکھے، آمین!

شیطانی ہتھکنڈوں سے بچیئے!

تلاوت قرآن کی برکت سے تمام شیطانی اثرات ختم ہو جاتے ہیں اور بالخصوص سورۃ بقرہ کہ متعلق آپ ﷺ کا سچا فرمان ہے:

اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِیْ تُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

[صحيح المسلم۔صلاة المسافرين: ١٨٢٤]

''جس گھر میں سورت بقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔''

اسی طرح رات کو سوتے وقت سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ کر لیٹیں، بخاری و مسلم کے مطابق شیطان کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

گھر سے باہر شیطان سے بچنے کا آسان وظیفہ

مسلمان گھر میں ہو یا بازار میں شیطان ہر جگہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور گمراہی و فحاشی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دعا بیان کی ہے جو شخص گھر سے نکلتے وقت اس کو پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر شیطانی تدبیر سے محفوظ فرما لیتے ہیں بلکہ شیطان خود اقرار کرتا ہے کہ میں بے بس ہو گیا ہوں اور وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

[سنن ابی داود۔الادب: ٥٠٩٥]

یاد رکھیں......!

ہر قسم کے شیطانی شر سے بچنے کے لیے سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ مسنون دعاؤں کی پابندی کی جائے۔

آخر میں آپ کے سامنے ایک دعا اور پیش کرنا چاہتا ہوں اللہ نے نبی کریم ﷺ کو قرآن کی تلاوت شروع کرتے وقت پڑھنے کا حکم دیا ہے:

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ))

اللہ! میں شیطان کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اور بالخصوص جو آخری معوذتین ہیں ان کو ہر نماز کے بعد پڑھیں نبی کریم ﷺ نے ان کے پڑھنے کا حکم بھی دیا اور ہر ایک کو معمول بھی بنایا ہے جو معوذتین کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ شیطان کے تمام ہتھکنڈوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں، اللہ کے حضور دعا ہے کہ اللہ! ہماری زندگی کے اعمال سلامت رکھنا، ہم جو بھی نیک عمل کرتے ہیں وہ قبول فرما اور قیامت کے دن ہمیں جنت کا وارث بنا، جو لوگ شیطان کی چالوں کا شکار ہو چکے ہیں انہیں ہدایت نصیب فرما۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

خطبہ:12

برداشت کی اہمیت وفوائد

غصہ پینے والے ہی ہمیشہ سرخرو ہوتے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

"غصے کو پی جانے والے اور برداشت کرنے والے اور اللہ کے بندوں کو معاف کر دینے والے، اللہ نیکی کرنے والے اچھے انسانوں سے محبت کرتے ہیں۔"

حمد وثنا اور کبریائی، بڑھائی، یکتائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی کبریائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی سیرت ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے جو مسلمان آپکی سیرت پر عمل کرتا اور اسے اپناتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو دنیا وآخرت میں عزت عطا کرتے ہیں، اگر انسان کے سامنے اس کے مزاج اور توقع کے خلاف بات ہو جائے تو برداشت کرنی چاہیے، کتنی تکلیف دہ بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں اسلام کے ایک ایک رکن کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور ہم برداشت کر رہے ہیں، برائی ہر گھر میں موجود ہے، سود خوری عام ہے ان مظالم کو ہم برداشت کر رہے ہیں، دیگر کتنی بیماریاں ہم برداشت کر رہے ہیں، کتنے ظلم وستم کی بات ہے کہ ہم نہیں برداشت کرتے تو ماں باپ کی بات برداشت نہیں کرتے، بڑے بھائی کی بات برداشت نہیں کرتے، جبکہ نبی کریم ﷺ دشمنوں کی باتیں بھی براداشت کرتے رہے، غیروں کے طعنے سن کر سینے سے لگاتے

رہے، آج ہمارے عزیز رشتہ دار کوئی بات کرتے ہیں تو ہمیں بدلے میں ناراض نہیں ہونا چاہیے، جس کے اندر برداشت کا مادہ ہے اللہ تعالیٰ اسے اس موقع پر اور دیگر مقامات پر عزت سے نوازیں گے، شیطان نے ہمارے ذہن میں ڈال دیا ہے کہ جب تک تم ہو بہو بدلہ اور اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دو گے، معاشرہ میں تمہارا مقام نہیں ہوگا، اپنا رعب جمانے کی لیے ہر بات کا دندان شکن جواب دینا چاہیے، یہ نبی کریم ﷺ کے امتی کی شان نہیں ہے، بلکہ آپ کا امتی ہر کام نبی کریم ﷺ کی سیرت کے مطابق کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

نبی کریم ﷺ آپ ان لوگوں کو بتلا دیں کہ جو لوگ غصہ اور اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہیں اور اللہ کے لیے وہ معاف کرتے ہیں، ایسے لوگوں سے اللہ محبت کرتے ہیں، پیار کرتے ہیں، اللہ انہیں اپنا محبوب بنا لیتے ہیں۔

برداشت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی زیادتی کو معاف کرنا بہت بڑا نیک عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ عمل حد درجہ پسند ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ [صحیح مسلم: ١٧]

"رسول اللہ ﷺ نے اشج عبد القیس کو کہا تجھ میں دو ایسی خوبیاں ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، برداشت اور دوسری فہم و فراست۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب برداشت اللہ کو پسند ہے تو برداشت کرنے والا شخص بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

امت محمدیہ کا بہادر کون؟

ہمارے ہاں بات بات پر بھڑک اٹھنے والا بڑا بہادر اور نڈر سمجھا جاتا ہے جب کہ ایسا شخص شریعت کی نگاہوں میں حد درجہ بے وقعت ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جذباتی، بدتمیز اور تیز مزاج لوگوں سے نفرت فرمائی ہے۔ برداشت ہی بہادری ہے، برداشت ہی عزت وعظمت کی ضامن ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الغَضَبِ [صحیح البخاری: ٦١١٤]

نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم بہادر کسے سمجھتے ہو؟ صحابہ نے جواب دیا، جس کے اندر طاقت اور قوت زیادہ ہو، جو ہر کسی پر بھاری ہو، وہ بہادر ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا بہادر وہ آدمی ہے جس کے سامنے اس کے خلاف کوئی بات کی جائے ،اس پر زیادتی کی جائے اور وہ برداشت کرلے،تو وہ میری امت کا سب سے بہادر اور جرأت مند انسان ہے، تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرے ،آج تو اسلوب اور انداز بدل چکے ہیں شیطان نے سب معاملہ الٹ کر رکھا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گالی گلوچ کا جو گالی سے دینے والا اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والا بہادر نہیں ہے، جو آدمی گالی کا جواب دعا سے دینا سیکھ جائے اللہ اسے دنیا وآخرت میں کامیاب کریں گے،آج ہم اپنی برداشت کا جائزہ لیں اللہ نے ہمیں عقل اور دماغ دیا ہے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم میں برداشت کتنی ہے اور ظلم کی بات یہ ہے کہ ہر قسم کی بدکاری اور ہر برا کام برداشت ہے، مگر نہیں برداشت تو ماں باپ اور رشتہ داروں کی باتیں برداشت نہیں ہیں۔

صحابہ میرے صحابہ! رک جاؤ

زندگی میں لین دین ہوتا رہتا ہے،شریعت ہمیں یہی تلقین کرتی ہے کہ ہم لین دین کے وقت نرمی، خیر خواہی اور عزت کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے ادھار اونٹ لیا، اس نے وقت مقررہ سے قبل ہی مطالبہ شروع کردیا اور گستاخی پر اتر آیا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ ﷺ کی عزت پر مر مٹنے والے لوگ تھے انہوں

نے اس شخص کو مارنا چاہا تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا اور فرمایا: اس کو اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ دے دو اور نرمی سے پیش آؤ۔ "فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً" (صحیح البخاری: ۲۳۰۶، صحیح المسلم: ۱۶۰۱) بہترین لوگ ادائیگی حق کے وقت حسن سلوک سے پیش آتے ہیں، آج بھی عوام کو ایسی تربیت کی ضرورت ہے اللہ ہمیں برداشت کی نعمت عطا فرمائے۔

اے عائشہ رک جاؤ!

بدزبان کا مقابلہ خاموشی، بے توجہی اور بے رخی سے کیا جائے تو جہاں بدزبان شرمندہ و ناکام ہوتا ہے وہاں صبر کرنے والے کا اللہ کی نگاہوں میں مقام و مرتبہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ بدزبان لوگ بسا اوقات ایسی غلط بات کر دیتے ہیں کہ جس سے صبر و برداشت کیتمام بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی برداشت کر جانے میں بھلائی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے صحابہ اور اہل خانہ کی یہی تربیت فرمائی ہے۔ صحیح بخاری کتاب الادب میں واقعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں، یہودیوں کی ایک جماعت آئی اور داخل ہو کر کہنے لگی: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ یعنی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اے پیغمبر! تو تباہ و برباد ہو جائے اور نیست و نابود ہو جائے، صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں، انہوں نے سنا کہ یہود میرے سرتاج کے بارے میں بکواس کر رہے ہیں انہوں جواب میں کہا:

وَالسَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ

"میرے نبی کو بددعا دینے والو! اللہ تمہیں تباہ برباد کردے اور تمہیں لعنتی بنادے۔"

نبی کریم ﷺ نے عائشہ سے فرمایا: ((مَهْلاً يَا عَائِشَةُ))

اے عائشہ! ان جملوں کو نہ دہرا، عائشہ فرمانے لگیں: اللہ کے نبی اَوَلَمْ تَسْمَعْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ آپ نے ان کی باتیں نہیں سنیں انہوں آپ کے لیے ہلاکت کی دعا کی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے عَلَيْكُمْ کے ساتھ ان کا جواب دے دیا ہے، اللہ نے میرے الفاظ قبول کیے ہیں اور ان کے الفاظ رد کیے ہیں (صحیح البخاری۔ الادب: ۸۹۱) یہ مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ اگر کوئی عیسائی یا یہودی سلام کہے تو اس کے جواب میں صرف عَلَيْكَ یا عَلَيْكُمْ کے

الفاظ کہنے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عائشہ! نرمی سے کام لیا کرو جس جگہ نرمی آجاتی ہے اور برداشت آجاتی ہے، اللہ خیر و برکت کا نزول کرتے ہیں، جس گھر میں تحمل اور برداشت کا مادہ نہیں ہے، جہاں پر ہر فرد جذبات سے کام لیتا ہے، ہر طرف تلخی ہے وہاں پر بے برکتی، نحوستیں اور تباہیاں ہوتی ہیں، آیئے! اپنی برداشت، حکمت اور ظرف کو بڑھا کر رکھیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

''اللہ تعالیٰ غصہ کو پی جانے والے اور تحمل و بردباری اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

سامعین کرام! یہود ہمیشہ سے مسلمانوں کے دلی دشمن رہے ہیں ان کے خبث باطن کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ کے پاس آ کر بھی بکواسات سے باز نہ آتے۔ مگر آپ ﷺ کا حوصلہ، برداشت اور صبر کیا خوب تھا کہ آپ نے اپنی پیاری اہلیہ کو سختی سے ڈانٹ دیا اور فرمایا خبردار ایسا نہ کرو۔ جب بدترین یہودیوں کے ساتھ برداشت کا حال یہ ہے تو پھر اپنے مسلمان بھائیوں کے متعلق ہماری برداشت کیا ہونی چاہیے؟ خود ہی فیصلہ کرلیں۔

سرورِ کونین کی بار بار ایک ہی وصیت

کامیاب زندگی کا ایک اہم راز یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے غصے پر کنٹرول رکھیں، جو شخص جس قدر غصہ پینے والا ہوگا وہ شخص اسی قدر زیادہ بامراد، محبوب عوام اور باعزت ہوگا۔ غصیلا شخص بہت سی خیر سے محروم رہتا ہے سید المحدثین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ کہنے لگا: مجھے وصیت فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ ''غصہ نہ کر'' اس نے پھر کہا اَوْصِنِی ''آقا مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ ''غصہ نہ کر۔ فَرَدَّ مِرَارًا۔ وہ بار بار کہتا رہا آقا وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ فرماتے رہے لَا تَغْضَبْ لَا تَغْضَبْ ۔غصہ نہ کر، غصہ نہ کر (صحیح البخاری: ۶۱۱۶) معلوم غصہ پی جانا اور برداشت کرنا ہی اصل دانائی ہے اسی لیے آپ ﷺ بار بار کہتے رہے۔

گستاخانہ لہجہ کی انتہا مگر برداشت بھی بے پناہ

کامیاب لیڈر قائداور راہنما کی بنیادی صفت یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کی تنقید، زیادتی اور ناانصافی کو برداشت کرنے میں بڑا ماہر ہوتا ہے جس قائد میں یہ صفت نمایاں نہ ہو، اس کی سربراہی میں کبھی خیر نہیں ہوسکتی۔ آج علماء و مبلغین اور حکمران حضرات کو بھی فرعونی مزاج ختم کر کے عاجزی وانکساری اور حلم وبردباری کا پیکر بننا چاہیے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے کس قدر برداشت سے کام لیا آپ صحیح بخاری کتاب العلم، کے واقعہ سے اندازہ لگا سکتے ہیں میں بتاتا ہوں:

نبی کریم ﷺ کی برداشت کس قدر تھی آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں ایک آدمی آیا، اپنی اونٹنی کو مسجد ہی میں بٹھا دیا اور سیدھا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: مَنْ مِنكُمْ مُحَمَّدًا تم میں سے محمد کون ہیں؟ بڑے عجیب اور گستاخانہ لہجے میں صحابہ سے پوچھا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کر دیا، کہ وہ ہمارے نبی محمد ﷺ ہیں، جب آپکی طرف نشاندہی کی تو نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا: کہ تو نبوت کا دعوی کرتا ہے، میں تجھ سے سوال کرنا چاہتا ہوں اور بڑی سختی سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہیں پریشان اور ناراض نہ ہو جانا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تیرے ہر سوال کا جواب دوں گا اور تیری کسی بات کا غصہ نہیں کرونگا اس نے سوال کیا، تمہیں تمہارے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ واقعتاً آپ اللہ کے رسول ہو؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہاں، میں اللہ کا سچا رسول ہوں، اس نے پوچھا تم کہتے ہو کہ دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں میں تمہیں تمہارے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ واقعتاً اللہ کی طرف سے اس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، مجھے اللہ نے حکم دیا ہے، اس نے پھر پوچھا کہ میں تمہیں تمہارے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ واقعتاً اللہ کی طرف سے تمہیں رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں، مجھے اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے، اسی طرح اس نے بار بار اللہ کے نام کی قسم دے کر سوالات کیے اور نبی کریم ﷺ نے بڑے تحمل کے ساتھ

جوابات دیے آخر کار سوالات کا سلسلہ ختم ہوا تو کہنے لگا کہ اب آپ سے دور جانے کی ضرورت نہیں ہے اپنا ہاتھ دیجیے میں بیعت کر کے مسلمان ہونا چاہتا ہوں، آج علماء کا حق بنتا ہے کہ اگر ان سے کوئی آدمی کسی بھی غلط انداز سے سوال کرے تو انہیں برا نہیں منانا چاہیے، بلکہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کو سامنے رکھیں اور ہر طرح کی تکلیف برداشت کریں، علم کے ساتھ عاجزی آنی چاہیے، جس عالم میں عاجزی اور انکساری ہے اللہ تعالیٰ اس سے دین اور لوگوں کی ہدایت کا کام لیں گے، دیکھیے نبی کریم ﷺ کی برداشت کا کتنا فائدہ ہوا، آج جتنے فرقوں میں ناچاقی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ہر فرقے کے علماء اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے درپے ہیں برداشت اور حلم و بردباری کا مادہ ختم ہونیکی وجہ سے تمام برکتیں ختم ہو چکی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ○ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ○ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ (حم سجده/۳۴،۳۵،۳۶)

"اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی، برائی کا بدلہ اچھے سے اچھا دو۔ ایسا کرنے سے دشمن بھی فوراً ایسا ہو جائے گا جیسا وہ قریبی دوست ہوتا ہے۔ اور یہ بات یعنی برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا انہی کو حاصل ہوتا ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی کو اس کو توفیق ہوتی ہے جو نصیبے والے ہوتے ہیں اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی حملہ ہو تو فوراً اللہ کی پناہ میں آ جاؤ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

مجھ سے دور ہو جا

بے خبر، جاہل اور جذباتی شخص کے مقابلہ میں خود بڑا جاہل بن جانا کوئی عقلمندی

نہیں، بلکہ اس کی غصہ بھری باتیں سن کر وقار سے اس کو جواب دینا۔ برداشت کا مظاہرہ کرنا بہت بڑی عظمت اور نبوی صفت ہے آپ ﷺ کی حد درجہ نمایاں خوبی یہی تھی کہ ہمیشہ برداشت کا مظاہرہ کرتے۔صحیح البخاری کتاب الجنائز میں واقعہ ہے:

نبی کریم ﷺ جارہے تھے کہ رستے میں ایک قبرستان آیا آپ نے دیکھا کہ ایک عورت قبر پر بیٹھی رو رہی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِتَّقِ اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ))

اے عورت اللہ سے ڈر اور صبر سے کام لے، وہ عورت کہنے لگی: اِلَیْکَ عَنِّیْ مجھے صبر اور تقویٰ کا وعظ نہ کر مجھ سے دور ہو جا اگر تیرا بیٹا فوت ہوا ہوتا تو میں دیکھتی کہ تو کتنا صبر کرتا ہے؟، یہ باتیں وہ کسی عام آدمی سے نہیں کہہ رہی بلکہ امام الانبیاء نبی کریم ﷺ سے کہہ رہی ہے، مگر آپ کا حوصلہ اور صبر دیکھیں، جب نبی کریم ﷺ آگے تشریف لے گئے تو کسی نے بتایا کہ تو جس سے یہ باتیں کہہ رہی تھی وہ نبی کریم ﷺ تھے، وہ عورت فوراً آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے معلوم نہ تھا میں غصہ اور غم کی وجہ سے کچھ غلط الفاظ بول بیٹھی ہوں مجھے معاف کردیں اب میں کبھی آہ و بکا نہیں کروں گی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تیرے صبر کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

((اَلصَّبْرُ عِنْدَ صَدْمَۃِ الْاُوْلٰی))

اس صبر کا فائدہ تب ہے جب کوئی غم یا پریشانی کی بات معلوم ہو تو صرف اپنی زبان سے یہ کہے" اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ "فطرت کے تقاضے سے چند آنسو آجائیں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اپنے جذبات کو کنٹرول کرنا چاہیے، آج ہم تبلیغ کے لیے جاتے ہیں، تو ہم لوگوں کو کیبل وغیرہ سے روکتے ہیں، اگر وہ نصیحت کے بعد غلط رویہ اختیار کرتے ہیں، تو یہ حق بنتا ہے کہ ہم ان کی سختی کا جواب نرمی سے دیں اور عفو و درگزر سے کام لیں کبھی آزما کر دیکھ لیں کہ اگر کسی نے کیبل وغیرہ لگوا رکھی ہے تم اس کو وعظ و نصیحت کرتے رہو ایک وقت آئے گا وہ توبہ کرے گا مایوسی اور ہٹ دھرمی یہ سب نقصانات ہماری برداشت اور تحمل مزاجی نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔

اللہ کے رسول میں زنا کرنا چاہتا ہوں

بازاری آوارہ منش اورآوارہ مزاج لوگوں کوراہ راست پر لانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔یہ لوگ سدھر جائیں تو معاشرہ بہتر ہو جائے۔بگڑے نوجوانوں کوقابو کرنے اور نیک بنانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کی برائی کا مقابلہ نفرت سے نہیں بلکہ برداشت وشفقت سے کریں آپ آزما کر دیکھ لیں کہ آوارہ ،دنیا دار شخص کو جب آپ پیار اور برداشت کی مار ماریں گے تو وہ ہمیشہ کے لیے متقی بن جائے گا اور گناہوں سے ایسی سچی توبہ کرے گا کہ زمانہ مثال دے گا مسند احمد میں ایک صحیح واقعہ ہے:

نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نوجوان آیا آکر بڑی عجیب بات کہی ،اگر یہ میرے اور آپ کے ساتھ معاملہ ہوتا تو ہم کبھی برداشت نہ کرتے ،اللہ کے نبی میں زنا کرنا چاہتا ہوں بدکاری کرنا چاہتا ہوں، میرے دل میں خواہش پیدا ہوگئی ہے،صحابہ غصہ میں آگئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:غصہ میں آنے کی ضرورت نہیں ہے ،چنانچہ صحابہ نے اسے نبی کریم ﷺ کے قریب بیٹھنے دیا تو آپ نے اس سے پوچھا:اَتُحِبُّ لِاُمِّكَ کیا تو یہ کام اپنی ماں کے لیے پسند کرے گا کہ کوئی تیری والدہ کے ساتھ زنا کرے؟ تیری ماں کو بری نظر سے دیکھے؟ وہ جوان کہنے لگا کہ میں اس کو برداشت نہیں کروں گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہوسکتا ہے تو جس سے زنا کرے وہ کسی کی والدہ ہو،وہ کیسے برداشت کریگا، پھر آپ نے پوچھا: تو اپنی بیٹی کے لیے یہ پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں تو کریم ﷺ نے فرمایا: کہ تو جس سے زنا کریگا وہ بھی کسی کی بیٹی ہوگی،اس کا باپ بھی پسند نہیں کریگا، نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کیا تو اپنی ہمشیرہ کے ساتھ یہ کام پسند کرے گا؟ ہر بار وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا کہ وہ یہ کام ہرگز پسند نہیں کریگا، یہ بات اپنی کسی عزیزہ کیساتھ پسند نہیں کریگا، پھر آپ نے پھوپھی ،خالہ اور دیگر رشتے گنوا کر پوچھا کہ ان میں سے کسی کے ساتھ زنا کیا جائے تو پسند کریگا سابقہ کی طرح اس نے انکار میں جواب دیا تو پھر آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ))

[مسنداحمد،صفحہ: ۱٦٤۲،حدیث: ۲۲٥٦٤]

اے اللہ! میں نے اسے نصیحت کردی ہے نتیجہ تیرے پاس ہے، میں دعا کرتا ہوں اس کے گناہ معاف فرما اس کے دل کو پاک کردے اور اسے پاکدامن بنا دے ۔صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ ساری زندگی اسے بے حیائی کے قریب جاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا،کون ہے جواس بات کوسن کر یہ عزم کرلے میں آج کے بعد ہر برائی چھوڑ دوں گا،جواللہ اوراس کے رسول کے احکامات پر عمل کرتے ہیں اللہ ان پر رحمت و برکت فرماتے ہیں۔

سختی کی انتہا،مگر برداشت بھی بے بہا

جذبات اور غصہ کی رو میں بہہ کر منٹوں میں معاملہ خراب کرلینا کوئی بڑائی کی بات نہیں ہے۔ بلکہ دلوں کوقریب کرنا سختی کرنے والے پر حلم و بردباری اور نرمی کی انتہا کر دینا انسانیت کی معراج ہے۔آپ ﷺ نے برداشت کے ایسے ایسے اعلیٰ نمونے قائم کیے کہ قیامت تک لوگ اس کی مثال پیش نہیں کرسکتے۔صحیح البخاری،ابواب الخمس میں ایک حیرت انگیز واقعہ ہے:

نبی کریم ﷺ جارہے تھے کہ سامنے سے ایک بدوی آیا اس نے نبی کریم ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر کھینچنا شروع کردیا،ذرا سوچیے! کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بازو نہ تھے؟ آپ کے جانثار بھی تھے،اور آپ بدلہ بھی لے سکتے تھے،مگر حلم و بردباری دیکھیے ۔اگر ماں باپ کوئی بات کہہ بھی دیں تو برداشت کیا کرو۔نبی کریم ﷺ دشمنوں کی باتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے رہے،ہم اپنوں کی بات برداشت نہیں کرسکتے،اس بدوی نے آپ کواس زور سے کھینچا کہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ آپ کی گردن پر نشان پڑ گئے آپ ﷺ نے پلٹ کر دیکھا تواس نے کہا:'' مُرْ لِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ '' اپنے صحابہ کوحکم دو کہ مال غنیمت میں سے مجھے بھی حصہ دیں،حدیث کے الفاظ ہیں فَضَحِكَ نبی کریم ﷺ مسکرا دیئے اور حکم دیا کہ اسے مال دے دو،(صحیح البخاری،ابواب الخمس،۴/۵۱۰ باب ما کان یعطی)

دیکھیں! نبی ﷺ سے زیادتی کر کے نان ونفقہ وصول کر رہا ہے،ایسے حلیم اور بردبار کواللہ

ضائع نہیں کرتے ساری دنیا ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کرلے، ہماری نیت صاف ہے تو اللہ کبھی ضائع نہیں کریگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

''غصہ کو پینے والے اور لوگوں سے درگزری کرنے والے اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ یعنی برداشت کرنے والوں کو اللہ عزت وقار عطا کرتے ہیں۔

برداشت کرنے والے کے لیے رحمت کا فرشتہ اترتا ہے

زندگی کے مسائل کا حل برداشت میں موجود ہے اگر بری بات سن کر بر ارد عمل دینے سے باز آجائیں تو زندگی کے تمام مسائل سدھر سکتے ہیں، خاندانی الجھنیں تبھی بڑھتی ہیں جب ہماری برداشت جواب دے جاتی ہے اور ہم غیظ وغضب میں اعتدال کی تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں۔ اس قدر مذہبی فرقہ واریت کو بھی تبھی ہوا ملتی ہے جب ہم حکمت ودانائی اور دلائل کی جگہ ذاتیات پر حملہ آور ہو جاتے ہیں اور زبانی آوارگی میں شرم وحیاء کے تمام تقاضے پامال کر دیتے ہیں۔

سامعین کرام! زندگی کی ہر الجھن کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ برداشت کرنا سیکھیں بالآخر تمہیں عزت اور نورانی فرشتوں کی مدد حاصل ہوگی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ شکایت لے کر آیا۔ لوگو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے اوپر نظر آنی چاہیے۔ اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اپنالیں تو سب بے حیائی اور فحاشی ختم ہو جائے گی، اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق عمل کر لیتے اور ہماری نمازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوتیں تو بے حیائی کے خاتمے کی گارنٹی قرآن اس طرح دیتا ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾

نماز بے حیائی اور فحاشی کے سامنے ایک بہت مضبوط بند ہے، اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق نماز ادا کرلو تو اگرچہ برائی تمہارے سامنے بھی آجائے تو تم اس کی

طرف نہیں دیکھو گے، ہماری نمازیں صرف کاروائی کی حد تک رہ گئی ہیں، اسی وجہ سے بربادی پھیل رہی ہے، کم ازکم اپنا گھرانہ تو ٹھیک کیجیے، خاندان کو آباد کرنے کے لیے سب سے بڑی خوبی برداشت کی ہے، صحابی عرض کرتا ہے، میرے رشتہ دار میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں، ظلم کرتے ہیں جبکہ میں صلہ رحمی کرتا ہوں، اچھا سلوک کرتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر موت تک تو نے یہی رویہ قائم رکھا تو اللہ تعالیٰ ساری زندگی تیری مدد کریں گے اور موت کے بعد تجھے عزت والی زندگی عطا کریں گے۔

آیئے! میں آپ کو پوری حدیث مکمل الفاظ کے ساتھ سناتا ہوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُھُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْھِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْھُمْ وَیَجْھَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ ﷺ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّھُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَھِیْرٌ عَلَیْھِمْ مَادُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ)) (صحیح مسلم)

”بیشک ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ قطع تعلقی کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں، میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو معاملہ تیرے بیان کے مطابق ہے تو تو گویا کہ ان کے منہ میں گرم ریت ڈال رہا ہے۔ ہمیشہ اللہ کی جانب سے ایک فرشتہ تیرا مددگار رہے گا جب تک تو اسی طرح ان سے برتاؤ رکھے گا۔“

ایسی برداشت، کہ انقلاب برپا ہو

عموماً دیکھا گیا ہے جس کا تعلق مسجد سے جس قدر زیادہ ہوگا وہ اس قدر زیادہ کڑوا کریلا ہوگا۔ شاید کوئی مسجد ہو جہاں شوروغوغا اور لڑائیاں نہ ہوتی ہوں۔ کئی مساجد میں متولی

حضرات اور بعض انتظامیہ کے لوگ مسجدوں میں پوری بدمعاشی کرتے ہیں جب کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے، صحیح بخاری میں ہے:

اَنّ اَعْرَابِیًا بَالَ فِی الْمسجدِ فَثَارَ اِلَیْہِ النَّاسُ لِیَقَعُوْا بِہٖ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ دَعُوْہُ وَھرِیْقُوْا ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ اَوْ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ

[صحیح البخاری۔الوضو،باب صب الماء علی البول: ۳۳۷/۱]

نبی کریم ﷺ مجلس میں تشریف فرما ہیں، ایک دیہاتی نے مسجد نبوی میں پیشاب کرنا شروع کر دیا، صحابہ مارنے کے لیے اٹھے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا، کہ اسے پیشاب کرنے دو، بعد میں آپ نے ایک ڈول پانی منگوا کر اس غلاظت کو صاف کروا دیا اور اسے اپنے پاس بٹھا کر نصیحت کی کہ مساجد عبادت اور نمازوں کے لیے ہیں تو نے کیا کیا ہے؟ بعض روایات میں ہے کہ یہ آپ کے حلم سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے قبیلہ کو مسلمان کیا اور جس کسی کو اس نے نبی کریم ﷺ کی بردباری کے بارے میں بتلایا وہ بھی مسلمان ہوتا گیا، میں یہی کہوں گا، جب لوگ ہمارے قریب آتے ہیں اور ہماری ذہنی پسماندگی کو دیکھ کر دین سے دور ہو جاتے ہیں۔

آخری اور ضروری گزارش

سامعین کرام! آپ یہ بات دلائل، حقائق اور واقعات کی روشنی میں اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ برداشت کے بے شمار فوائد ہیں اور عدم برداشت سے جہاں دنیا کی زندگی بدسکون ہوتی ہے وہاں آخرت بھی برباد ہوتی ہے۔ آیئے! اپنے اندر صبر وتحمل اور بردباری اور عفو ودرگزر کا ملکہ پیدا کریں اور اللہ سے دنیا و آخرت کی کامیابیاں حاصل کرلیں، اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت اپنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا کرے۔

خطبہ:13

عزت ملے گی مگر کیسے؟

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمO بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمO

﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا﴾

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرِ

﴿لِلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَ ھُمُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا﴾

”تم میں سے جو عزت کا متلاشی ہے، ساری عزت اللہ کے لیے ہے، کیا تم غیر مسلموں (انگریزوں اور ہندؤوں) کو اپنا دوست اس لیے بناتے ہو کہ تمہیں عزت مل جائے، ساری کی ساری عزت اللہ کے لیے ہے۔“

تمہیدی گزارشات

حمد وثنا اور کبریائی، بڑھائی، یکتائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کے لیے۔

سامعین کرام! ہر انسان اور مسلمان تین چیزوں سے بہت محبت کرتا ہے، مال، اولاد اور عزت، اور عزت ان کو باقی تینوں پر فوقیت حاصل ہے، انسان اپنی عزت کو بچانے کے لیے اپنے مال واولاد کی قربانی دے دیتا ہے، کہ کسی طرح میری عزت بچ جائے، اللہ کی توفیق سے میں آج بتلانا چاہتا ہوں کہ عزت کس چیز کا نام ہے، معزز کون ہے، اور عزت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جو عزت چاہتا ہے

عزت ایک ایسی چیز ہے کہ ہر آدمی چاہتا ہے کہ اس پر کسی کا دباؤ نہ ہو اور تمام

لوگ اس کی عزت کریں ااور اسکی بات کا احترام کریں، جو آدمی یہ چیزیں حاصل کر لے اسے معزز کہا جاتا ہے، کہ لوگ اس آدمی کی بات کا احترام کرتے ہیں اسکی ہر بات مانتے ہیں، ہم دنیا میں معزز بننے میں کامیاب ہو گئے اور اگر آخرت میں بھی عزت مل گئی تو سمجھ لو کہ ہم کامیاب ہو گئے اور عزت کے لیے کوئی کسی جگہ دھکے کھا رہا ہے اور ہر کوئی اپنا زور لگا رہا ہے، کوئی اہل حکومت کے ہاں چکر لگا رہا ہے، کہ مجھے عزت مل جائے اور میں معاشرہ میں معزز ہو جاؤں، آیئے! اللہ کا قرآن پڑھیے، اللہ نے قرآن میں بڑے عزت کے طریقے بتلا دیئے ہیں اللہ نے قرآن میں بڑے پیارے انداز میں عزت کے متلاشیوں کو مخاطب کیا ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ [سورہ فاطر: ۱۰]

میرے بندو! میں نے تمہیں دنیا میں ذلیل کرنے کے لئے نہیں بھیجا، بلکہ میں اپنے بندوں کو عزت اور تکریم عطا کرتا ہوں، جو عزت کا متلاشی ہے اور عزت چاہتا ہے، وہ سن لے سب عزتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، زمین و آسمان اور آخرت کا مالک اللہ ہے اور آپ کی عزت کا مالک بھی اللہ ہی ہے، ساری کی ساری عزت اللہ کے در سے ملے گی اور تمام عزتیں اللہ کے ہاں محفوظ ہیں، عزت حاصل کرنے کے لیے اللہ کے سامنے گر جایا کرو۔

اللہ کی عزت کا خیال رکھو

ہمیں اپنی عزت کی بہت فکر ہے، کہ ہمیں کوئی ذلیل نہ کر دے کبھی ہم نے اللہ کی عزت کی بھی فکر کی ہے اور کبھی اللہ کی عزت کا بھی خیال کیا ہے، اگر ہم اللہ کو عزتیں دیتے اور اسکی عزت کرنے کا حق ادا کر دیتے تو اللہ کبھی ہم سے یہ شکوہ نہ کرتے:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ [سورۃ الزمر آیت: ٦٧]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جیسے میری عزت کرنے کا حق تھا اس طرح تم لوگوں نے میرا احترام نہیں کیا اور میری تکریم نہیں کی معلوم ہوا جو لوگ اللہ کی عزت نہیں کرتے، اللہ کو

عزت دینے کا مطلب یہ ہے کہ سارا جہان چھوڑ کر اپنے اللہ کے وفادار بن جاؤ اور اللہ کے لیے ہر چیز چھوڑ دو، کوئی دنیادار ناراض ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن اللہ کو ناراض نہ کیا کرو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ [سورہ فاطر: ۱۰]

عزت کے متلاشیو! تمہیں در در کے دھکے کھانے کی ضرورت نہیں ہے میرے حکموں کی اتباع کرلو میں دنیا وآخرت دونوں میں عزتیں عطا کردوں گا، اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [سورۃ آل عمران آیت: ۲٦]

میرے بندو! میری نافرمانیاں کر کے عزت تلاش کرتے ہو، عزت اور ذلت کے اختیارات میرے پاس ہیں، میں عرش معلیٰ پر بیٹھ کر اگر کسی کو عزت دینے کا فیصلہ کرلوں تو ساری کائنات مل کر بھی اس آدمی کو ذلیل نہیں کرسکتی اور جس کو میں ذلیل کرنیکا ارادہ کرلوں اس کو کوئی عزت نہیں عطا کرسکتا، معلوم ہوا کہ اگر ہمیں عزت چاہیے اور دنیا اور آخرت میں عزت پانا چاہتے ہیں تو اللہ کے در پر آجائیں اور اپنے اللہ کی قدر کرلیں جو اللہ کی قدر کرتے ہیں اللہ ان کی عزت سب سے کرواتے ہیں، جو اللہ کی حیا کرتا ہے اللہ فرماتے ہیں: جب بندہ میرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو مجھے اس کے ہاتھ خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

حصول عزت کے لیے غلط راستہ نہ اپنائیں

آج ہم نے عزت کا معیار تبدیل کرلیا ہے ہمارے ہاں معزز وہ ہو جاتا ہے جو امریکہ ویورپ چلا جائے اور اس خاندان کا ہر فرد ہر کسی کو بتلاتا ہے کہ ہمارا فلاں صاحب امریکہ گیا ہوا ہے، ہم نے عزت کا معیار انگریز کی غلامی کو قرار دے دیا ہے، جب مسلمانوں نے مکہ کے کافروں کو دیکھا کہ ان کی بہت عزت اور وقار ہے ان کمزور ایمان والوں نے ان

کیساتھ تعلقات قائم کرنے شروع کردیئے تو اللہ نے فوراً قرآن میں اعلان کردیا:

﴿لِلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾

[سورہ نساء : ۱۳۹]

میرے پیغمبر کے جانثارو! کیا تم ان سے دوستی اوران سے تعلقات عزت پانے کے لیے قائم کرتے ہو، جان لو! کہ ساری عزتوں کا مالک تمہارا اللہ ہے، اپنے اللہ سے عزت مانگا کرو، معلوم ہوا کہ یورپ جانا اورامریکہ جانا عزت نہیں ہے، ہر نوجوان اسی کی کوشش میں لگا ہوا ہے کہ اگر میں دوسرے ملک چلا گیا تو میں معزز بن جاؤں گا، میری عزت بڑھ جائے گی، حالانکہ یہ عزت نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ پر مکہ والے جملے کسا کرتے تھے اورآج جیسے ہر آدمی کہتا ہے کہ اپنے بیٹوں کو عالم کیوں بناؤں مولویوں کی کونسی عزت ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

[سورہ یونس : ٦٥]

میرے نبی! ان لوگوں کی باتوں سے پریشان نہیں ہونا کیونکہ ساری عزت اللہ کے ہاں ہے، وہ جسے چاہے باعزت بنا سکتا ہے، ایک آدمی مسلمان بھی ہے، اور یہ سمجھے کہ اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرنے سے میری عزت بڑھ جائیگی اوردنیا میں میرا مقام بڑھ جائے گا، یہ سوچ اورمعیار غلط ہے، اگر عزت چاہتے ہو تو اللہ کیساتھ تعلق قائم کرلو۔

مومن صاحب عزت ہے اور منافق ذلیل

نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے، صفوں میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی موجود تھا، اس نے انصاری صحابیوں رضی اللہ عنہم سے کہا کہ جب تم مدینہ پہنچو گے، ہم مہاجرین کا کھانا بند کردیں گے اوران نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کو ان کے نبی سمیت مدینہ سے نکال دیں گے، معاذ اللہ عبداللہ بن ابی کی باتیں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سن لیں اوردوڑتے ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے، عمر فاروق بہت جوشیلے نوجوان اورجاہ وجلال کے

مالک تھے،ان کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن ابی اس طرح کی باتیں کرتا تو سیدھے نبی کریم ﷺ کے پاس چلے گئے اور بتلایا کہ رئیس المنافقین یہ باتیں کرتا ہے۔ کریم ﷺ نے اس کو پوچھا کہ تم نے یہ باتیں کی ہیں ، اس نے قسمیں اٹھا کر انکار کر دیا ، منافق دونوں گھروں کو راضی کرنے کے چکروں میں دونوں گھروں کی نظروں سے گر جاتا ہے، اس نے انکار کر دیا تو آپ نے زید رضی اللہ عنہ کو غلط قرار دے دیا، اگر نبی کریم ﷺ غیب دان ہوتے تو اپنے ساتھی کو جھوٹا قرار دیتے ؟ نہیں ہرگز نہیں، معلوم ہوا کہ آپ غیب دان نہیں تھے ، زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بہت پریشان ہوا کہ اللہ میری عزت کی حفاظت فرما اور مجھے سچا ثابت کر دے، اللہ نے قرآن نازل کر دیا:

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ [سورۃ المنافقون آیت : ۸]

میرے پیغمبر! ان لوگوں نے یہ باتیں کی ہیں کہ ہم مدینہ جا کر ان ذلیل لوگوں کو باہر نکال دیں گے ، اللہ کہتے ہیں: نہیں ، بلکہ عزت اللہ کے لیے اور اس کے رسول کیلیے اور مومنوں کے لیے ہے اور ان منافقین کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں ، نبی کریم ﷺ کو اللہ نے اتنی عزت عطا کی کہ ایک تو قرآن نازل کر کے اللہ نے اس کو ذلیل کر دیا اور جب مدینہ میں داخل ہونے لگے تو اس عبداللہ بن ابی کا سگا بیٹا تلوار پکڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ جب تک نبی کریم ﷺ اجازت نہ دیں گے آپ مدینہ میں پاؤں بھی نہیں رکھ سکتے ، اللہ نے بیٹے کے ہاتھوں ذلیل کر دیا، جس آدمی کے دل میں نفاق ہے اسے اللہ اپنوں کے ہاتھوں رسوا کروا دیتا ہے اور اللہ نے عزت مومنوں کو عطا فرمائی ہے۔

[صحیح البخاری۔التفسیر : ۴۹۰۰،۴۹۰۱ و کتب سیرت]

تکلّفات میں عزت نہیں

آج ہم حصول عزت کے لیے اور معاشرہ میں معزز بننے کے لیے ہزاروں تکلفات کرتے ہیں ریاء اور نفاق کے ذریعے عزت کی بلندی چاہتے ہیں ، جبکہ پوری

انسانیت کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ان تکلفات کے لبادوں میں عزت تلاش کرنے والے بالآخر بری طرح ذلیل ہوئے اور اسلام ہی کو حصول عزت کا سب سے بڑا ذریعہ ماننے پر مجبور ہو گئے کبھی کسی موڑ پر مایوس نہیں ہوئے۔ مستدرک حاکم میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ دریائی گزرگاہ میں داخل ہوئے اور اپنے موزے اتار کر کندھوں پہ رکھ لیے اور اونٹنی کی لگام پکڑ کر چلنا شروع کر دیا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے امیر المومنین! آپ اس قدر معزز ہیں کہ پوری امت مسلمہ کے قائد ہیں مگر یہ کیا کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے تاریخی کلمات کہے: اے ابوعبیدہ!

اِنَّا كُنَّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَاَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ [مستدرك حاكم: ٢٠٤]

"ہم سب سے گھٹیا لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام کے ذریعہ عزت دی ہے۔"

حصول عزت کے لیے ضروری اعمال

جن باتوں کی وجہ سے اللہ آدمی کو معزز بنا دیتے ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تفصیل سے ان کا ذکر فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ))

[صحيح المسلم، فضائل القرآن حديث: ١٨٩٩]

جو اللہ کے قرآن سے محبت اور سے پیار کر لیتے ہیں، اللہ انہیں ساری دنیا میں عزت عطا کر دیتے ہیں اور اگر آدمی قرآن پڑھا ہی نہیں اور نہ ہی کبھی کھول کر دیکھا اور ترجمہ بھی نہیں جانتا اور کہتا پھرے کہ میں چودھری اور معزز ہوں تو یہ جعلی عزت ہے اگر حقیقی عزت چاہتے ہو تو قرآن کی تنہائی میں بیٹھ کر تلاوت کیا کرو۔

غزوہ احد میں اہل قرآن کی عزت

غور کیجیے! قرآن پڑھنے والوں کو اللہ نے کیسی عزتیں عطا کی ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور آپ ایک قبر میں دو دو اور تین تین صحابہ رضی اللہ عنہم کو دفن کر رہے ہیں، جب شہید کو قبر میں اتارتے تو پوچھتے کہ ان میں

قرآن زیادہ کون پڑھتا اور جانتا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم جس شہید کی طرف اشارہ کرتے نبی کریم ﷺ اس کو پہلے پکڑ کر قبر میں اتارتے ، بعد میں دوسروں کو اتارتے کیونکہ قرآن پڑھنے والے کا مقام بلند ہے۔

قرآن سے قابل رشک عزت

نبی کریم ﷺ کا ایک صحابی فوت ہوا تو آپ نے بہت لمبا جنازہ پڑھایا اور رو رو کر اس کے لیے دعائیں کیں اور اسی دوران سورج غروب ہو گیا اور نبی کریم ﷺ قبرستان تشریف لے گئے ، دیکھیے ! قرآن پڑھنے والے کو کتنی عزت ملتی ہے نبی کریم ﷺ نے لالٹین اٹھائی اور قبرستان کی طرف روانہ ہوئے ، آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کو قبر میں رکھا اور رو کر اس کے لیے دعائیں شروع کر دیں:

((رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتَ لَأَوَّاهًا كَانَ تَلَّاءً لِلْقُرْآنِ))

[صحيح الترمذی، الجنائز: ۱۰۵۷]

اے اللہ! اسے معاف فرما، کیا بات ہے کہ آپ نے اتنے خشوع کے ساتھ جنازہ پڑھایا اور اب پھر دعائیں مانگے جا رہے ہیں، وجہ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے اندر خوبی یہ تھی کہ یہ اللہ کا قرآن پڑھا کرتا تھا، آیئے ! قرآن سیکھنے کی کوشش کیجیے اور قرآن کو سمجھ کر پڑھا کرو، جسے قرآن کا پیار ملا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گیا۔

قرآن سے دنیا میں بھی عزت

یہ تو بہت بڑا المیہ ہے کہ آج کل اللہ والوں اور قرآن والوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے عہدے جیسی عظیم امانت اور ذمہ داری آوارہ مزاج، حرام خور اور بے دین لوگوں کے سپرد کر دی جاتی ہے اور اسی وجہ سے آج ہم ذلیل ہیں نہ عالمی طور پر عزت اور نہ قومی طور پر کوئی سکون، کبھی وقت تھا حضرت محمد ﷺ کے ساتھی عظیم عہدے بھی قرآن کی بنیاد پر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص حضرت ابن ابی ابزیٰ رحمہ اللہ کو ایک عظیم عہدے پر فائز کیا تو ایک آدمی کہنے لگا: اے امیر المومنین ! آپ نے ایک غلام کو اس قدر عظیم

عہدے پر فائز کردیا؟ آپ فرمانے لگے: اے اللہ کے بندے! دنیا میں حقیقی عزت صرف قرآن شریف کی وجہ سے ملتی ہے۔ وہ اگرچہ نسب کے اعتبار سے عالی مقام نہیں رکھتا مگر ''اِنَّہ قَارِئٌ لِکتابِ اللہ'' وہ قرآن مجید کو اچھی طرح پڑھنے والا اور جاننے والا ہے (صحیح مسلم، فضائل القرآن:١٨٩٧) اہل قرآن کو جو آخرت میں عزت ملے گی اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

حصول عزت کے لیے دوسرا عظیم عمل

آج کل ہم عزت کے لیے اکڑتے، جھگڑتے اور ہر ایک سے الجھتے ہیں جب کہ حقیقی عزت عاجزی، انکساری اور تواضع سے ملتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ))

[صحیح المسلم۔البر والصلۃ: ٦٥٩٢]

جو آدمی اللہ کو راضی کرنے لیے عاجزی اختیار کرلیتا ہے اور اختیارات اور طاقت ہونے کے باوجود عاجزی سے رہتا ہے اللہ ایسے آدمی کو عزت عطا کردیتے ہیں، جسے اللہ عزت عطا کرے اسے کوئی ذلیل نہیں کرسکتا، آیئے! ہم ملکر غور کریں کہ ہمارے اندر عاجزی اور انکساری کتنی ہے، غور کرنے پر نتیجہ یہی ظاہر ہوگا کہ ہم انانیت میں اٹے ہوئے اور غرور و تکبر میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں، جبکہ حقیقی عزت قرآن کے ساتھ پیار کرنے اور عاجزی اختیار کرنے سے ملتی ہے۔

حصول عزت کے لیے تیسرا عظیم عمل

معافی سے عزت نصیب ہوتی ہے۔ بلکہ معافی کا جذبہ عظمت کی بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَازَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا)) [حوالہ سابقہ: صحیح مسلم]

معافی سے عزت ہی میں اضافہ ہوتا ہے، افسوس! ہمیں یہ حقیقت سمجھ نہیں آرہی آج ہم لوگوں سے تعلقات منقطع کیے بیٹھے ہیں اور اگر کوئی صلح کروانے کی کوشش کرے تو ہم

کہتے دیتے ہیں کہ ہمیں مجبور نہ کرو ہم نے صلح نہیں کرنی، ہم نے معاف نہیں کرنا، لیکن اگر تو نے معاف کر دیا تو اللہ تجھے عزت عطا کر دے گا۔

سامعین! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی پر تہمت لگ گئی، تو آپ بڑے پریشان ہوئے، کیونکہ بیٹیوں اور بہنوں کی عزت والی چادر بڑی ہی حساس ہوتی ہے اور اگر ایک مرتبہ داغدار ہو جائے تو پھر وہ داغ ساری زندگی جاتا نہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کا ساتھ دیا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا خرچہ بند کر دیا تو اللہ نے قرآن نازل کر دیا کہ اے ابوبکر! کیا تجھے یہ منظور نہیں کہ تو اسے معاف کر دے اور میں قیامت کے روز تجھے معاف کر دوں؟، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کو اتنی عزت عطا کی کہ آج اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بھی صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کو کائنات سلام کرتی ہے، آج ہم عہد کر لیں اللہ جس نے مجھے دکھ دیا ہے یا میرے ساتھ زیادتی کی ہے میں اسے معاف کرتا ہوں، اللہ تمہیں عزتیں عطا کر دیں گے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم اٹھانا

آج ہر شخص عزت، عظمت اور شان و شوکت کا متلاشی ہے اور عزت وہاں تلاش کرتا ہے جہاں ذلت و رسوائی کے گہرے گھڑے ہیں جہاں عزت کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم اٹھا کر ارشاد فرمایا: کہ قیامت تک آنے والے مسلمانو! میں اللہ کا رسول قسم اٹھاتا ہوں تاکہ تمہیں یقین اور عمل کرنے میں ذرہ بھر تردد نہ رہے میری اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو اور ذہن نشین کر لو۔

وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا

[جامع ترمذی، الزھد: ۲۳۲۵]

''جس پر ظلم کیا گیا اگر وہ اس پر صبر کر لے تو اللہ لازمی عزت کو بڑھا دیتے ہیں۔'' سبحان اللہ۔

مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جوابی کاروائی کی بجائے، ظلم کا جواب ظلم میں دینے کی جگہ اگر صبر، خاموشی اور برداشت سے کام لیا جائے تو ایسے صابر شخص کی عزت کو چار چاند لگ

جاتے ہیں۔مگرافسوس! کہ ہم جذبات میں وہ کچھ کر بیٹھتے ہیں کہ بعد میں پورا خاندان مرنے تک عدالتوں میں ذلیل ہوتا رہے۔

حصول عزت کے لیے کتنی درگزری؟

معززِ دوجہاں حضرت محمد ﷺ نے عزت حاصل کرنے کے لیے جو سنہرے اصول بیان فرمائے ہیں وہ قیامت تک کے انسانون اور بالخصوص مسلمانوں کے لیےعزت وعظمت کے روشن چراغ ہیں۔آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم غلطی ،زیادتی اورناانصافی کرنے والے سے کتنی مرتبہ درگزرکریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))

[ابوداود: ٥١٦٤، سلسله احاديث صحيحه: ٤٨٨]

''ہردن میں ستر مرتبہ معاف کیا کرو۔''

سامعین کرام! آپ آزما کر دیکھ لیں جوزیادہ درگزرکرنے والا اورمعافی دینے والا ہوگا اس کی عزت،مقام اورشان بھی زیادہ ہوگی اور جوشخص ہمیشہ کے لیے موڈ بنالے اورمعافی کی طرف آنے کی کوشش ہی نہ کرے وہ جہاں اپنی زندگی کو بدمزہ کرتا ہے وہ دنیا وآخرت میں بھی ذلیل ہوتا ہے۔

مقام عبرت

آیئے! ہسپتالوں میں جاکر دیکھواورعبرت حاصل کروکہ کسی کا بازونہیں اورکسی کی ٹانگ نہیں ہے، ہرکوئی بیماریوں میں مبتلا ہے، بڑے بڑے نوجوان وہاں پڑے سسکیاں بھری زندگی گزاررہے ہیں،اگر تجھے اللہ نے صحت وعزت کے ساتھ نوازا ہےتو اللہ کاشکرادا کیا کر، اللہ عزت میں اضافہ کردے گا،دنیا کے پیچھے بھاگنا اوراپنے نام کے نعرے لگوانا کوئی عزت نہیں ہے، بلکہ عزت قرآن سے پیارکرنے میں ہے۔

حصول عزت کے لیے چوتھا مبارک عمل/ رات کا قیام

کائنات کے معززترین ،سرتاج الرسل،شافع محشر حضرت محمد ﷺ نے قیامت

تک کے مسلمانوں اور عزت کے متلاشیوں کے لیے عزت وعظمت کے آسان ترین ذرائع بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی نمازِ تہجد کا اہتمام کرے، یا کم از کم رات کو وتر یا دو رکعات ہی پڑھ لے اللہ دین دنیا ہر قسم کی بھلائیاں عطا فرما دیتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آ کر کہا:

وَاعْلَمْ اَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهٗ بِاللَّيْلِ

[مستدرك حاكم ٤/٣٢٤،حلية الاولياء،٣/٢٥٣]

"اے پاک پیغمبر ﷺ! آپ بھی جان لیں ایمان والے کی سربلندی و سرداری اسی میں ہے کہ وہ رات کو قیام کیا کرے۔"

سامعین کرام! آج ہم نے عزت وبلندی کے حصول کے لیے بازاروں، جلوسوں اور اشتہاروں کا رخ کر لیا ہے جب کہ حقیقی عزت کے لیے راتوں کو مصلّے کا رخ کرنا چاہیے۔ آیئے! ہر بلندی کے لیے راتوں کو مصلّے کی زینت بنیں۔

حصولِ عزت کے لیے پانچواں عمل

لوگوں کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنے والے ہمیشہ ذلت ہی کا سامنا کرتے ہیں، مانگت کم ہی عزت پاتا ہے عزت کو جانے والے تمام رستے براستہ محنت ہی جاتے ہیں۔ امام کائنات حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَعِزُّهٗ اسْتِغْنَاءُهٗ عن النَّاس

[شعب الايمان: ٧/٣٤٩، المعجم الاوسط طبراني: ١/٦١/٢]

مسلمان کی عزت اسی میں ہے کہ وہ لوگوں کی طرف للچائی نظروں سے نہ دیکھے، مانگتا نہ پھرے بلکہ لوگوں سے بے نیاز ہو جائے اور ہر قسم کی ضرورت کا مطالبہ صرف اپنے رب سے کرے وہ مطلوبہ چیز بھی دے گا اور دنیا وآخرت میں عزت بھی عطا کرے گا۔

حصولِ عزت کے لیے چھٹا عمل

رسول اللہ ﷺ نے عزت کے عالی شان محل پر طرف جانے والے تمام رستے بڑی وضاحت سے بیان فرما دیے اور آخر میں ایک ایسا بے مثال رستہ بیان کیا ہے کہ جس کی

کی حیثیت موڑ روے کی ہے۔ اگر آپ اپنے اندر یہ وصف پیدا کر لیں تو آپ کی عزت کو چار چاند لگ سکتے ہیں اور وہ وصف یہ ہے کہ آپ کثرت کے ساتھ اپنی موت کو یاد کریں۔ موت کو یاد کرنے والے ہر قسم کی آوارگی سے بچ کر عزت وعظمت کے محل میں پہنچ جاتے ہیں۔ صحیح حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد دس انصاری صحابی بیٹھے ہوئے تھے:

فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَکْیَسُ النَّاسِ وَمَنْ اَحْزَمُ النَّاسِ......؟ فَقَالَ ﷺ اَکْثَرُھُمْ ذِکْرًا لِلْمَوْتِ وَاَکْثَرُھُمْ اسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ ذَھَبُوْا بِکَرَامَةِ الدُّنْیَا وَشَرَفِ الْاٰخِرَةِ

[الترغيب والترهيب: ٢٣٨/٤، مجمع الزوائد ١٠٩/١٠، المعجم الصغير]

”ایک انصاری صحابی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے زیادہ سمجھ دار، عقل مند اور دانا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے سب سے زیادہ عقل مند اور سمجھ دار وہ شخص ہے جو ان میں سے موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور موت کے لیے تیاری کرتا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کی عزت اور آخرت کی بلندی پا گئے۔“

سامعین کرام! پنجابی کی مشہور مثال ہے ”سو گز رسہ تے سرے تے گنڈ“ اس چھٹے عمل میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا جامع عمل بیان کر دیا ہے کہ جس کو یاد کرنے سے اور جس کی فکر کرنے سے انسان جہاں دنیا کی عزت پاتا ہے وہاں وہ قیامت کے دن کی چوہدر بھی حاصل کر لیتا ہے اور وہ ذکر موت ہے۔ آپ معاشرے میں سروے کر لیں جن لوگوں نے موت بھلا دی ہے موت کے لیے تیاری نہیں کر رہے ایسے لوگ ہی معاشرے میں سب سے زیادہ ذلیل ہیں اور ان کو لعنت اور پھٹکار کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ چاہے وہ بڑے بڑے محکموں میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیوں نہ ہوں اور اس کے مقابلے میں موت کو یاد رکھنے والا شخص اور نیک اعمال سے موت کی تیاری کرنے والا خوش نصیب چاہے کسی معمولی گھر سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہوں وہ حد درجہ محترم، مکرم اور معزز سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ہم کو یہ حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ہم نے حصول عزت کے لیے جو ناجائز دھندے اپنا رکھے ہیں اللہ ان کو چھوڑنے کی توفیق دے اور ارشادات نبویہ کے مطابق گارنٹی شدہ چھ اعمال جو انسان کو باعزت بناتے ہیں اللہ وہ ہمیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

کائنات کا بے مثال معزز

صحیح البخاری میں ہے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار فضیلتوں اور عزتوں کے ساتھ نوازا۔فرمایا: میرے سعد کے لیے جنتی رومال بہت ہی عمدہ ہیں اور آپ کی موت کے وقت فرمایا:

اِهْتَزَّ عَرْشُ الرحمٰنِ لِمَوتِهٖ [صحیح البخاری۔مناقب الانصار: ۳۸۰۳]

''رحمٰن کا عرش بھی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر ہل گیا۔''

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء میں اِهْتَزَّ کا معنیٰ ''فَرِحَ'' کیا ہے کہ رحمان کا عرش بھی جھوم گیا،خوش ہو گیا اور مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ نَزَلَ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ مَا وَطِئُو الْاَرضَ قَبْلَهَا۔ [مجمع الزوائد: ۹/۳۰۸۔ سلسلہ احادیث صحیحہ ۱۶۹۵]

''ستر ہزار ایسا فرشتہ بھی اترا ہے جس نے آج تک زمین پر پاؤں نہیں رکھا۔''

اگر کوئی وزیر،مشیر اور بادشاہ جنازہ میں شامل نہیں ہوا تو کیا ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سعد رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں اللہ کے ستر ہزار نورانی فرشتے موجود ہیں،ان تمام نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ ادا کیا ہے،اگر صدر یا وزیر نہیں آئے تو کوئی بات نہیں ہے، ہمارا مطمع نظر ہی دنیادار لوگوں کی نگاہوں میں عزت پانا بن چکا ہے،اللہ کی قسم! آج بھی اگر کوئی معاف کرنے والا اور قرآن پڑھنے والا فوت ہو جائے تو اللہ کے نورانی فرشتے اس کے جنازہ میں شرکت کرتے ہیں،اپنے اللہ کو عزت دیا کر اللہ ساری دنیا سے زیادہ تجھے معزز بنادیں گے اللہ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾

عزت کے متلاشیو! تمام عزتیں اللہ کے قبضہ میں ہیں، کسی اور کے پاس عزت نہیں ہے، صرف اللہ ہی عزت عطا کر سکتا ہے۔ اسی کے ہو جاؤ وہ ایسی عزتیں دے گا کہ آنے والے تمہاری بلندیوں پر رشک کیا کریں گے۔

حقیقی عزت کیا ہے؟ خواتین متوجہ ہوں

ایک آدمی کوئی وزیر یا مشیر بن جائے تو اس کے نعرے لگتے ہیں، اخبارات میں اس کے بیانات چھپتے ہیں، لوگو! یہ جعلی عزت ہے حقیقی عزت یہ ہے کہ ایک عورت حبشی اور باپردہ عورت ہے، فوت ہونے پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ عورت نظر نہیں آ رہی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ وہ معمولی عورت تھی ہم نے جنازہ پڑھ کر دفن کر دی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ معمولی عورت نہ تھی، مجھے اس کی قبر پر لے چلو، میں اس کا جنازہ دوبارہ پڑھاؤں گا۔ صحیح حدیث کے مکمل الفاظ سماعت فرمانا:

أَفَلَا آذَنْتُمُوْنِيْ؟ فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوْا أَمْرَهَا فَقَالَ دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهَا فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا۔

[صحیح البخاری۔الصلاۃ: ۱۳۳۷۔۴۵۸، صحیح المسلم الجنائز]

نیک عورتوں کو اس حدیث پر خوش ہو جانا چاہیے کہ ان کی اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کیا مقام، حیثیت اور عزت ہے۔ میں آج کی عورت کو پیغام دینا چاہتا ہوں، کہ بے پردگی، اور فیشن میں عزت نہیں ہے، اور مغرب سے آنے والے سٹائل اپنانے میں عزت نہیں ہے، اور ننگے منہ بازار جائے اور آدمی اسے عزت سمجھے یہ عزت ہے نہیں یہ بے غیرتی اور دیوثیت ہے، آیئے! اللہ سے معافی مانگیے اللہ عزتیں، برکتیں اور رحمتیں عطا کرے گا۔

تین افراد کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ کی عزت کرنا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی تین آدمیوں کا دل سے حیا کرتا ہے وہ سمجھے کہ

میں ان کا حیا نہیں کرر ہا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ادب واحترام کرر ہا ہوں وہ تین آدمی یہ ہیں:

① سفید ریش مسلمان بزرگ

② عادل اور انصاف پسند حکمران

③ عالم دین

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِكْرَامُ ذِی الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِی فِيْهِ وَالجَا فِیْ عَنْه وَاِكْرَامُ ذی السُّلْطَان الْمُقْسِطِ۔ [ابوداود۔الادب: ٤٨٤٣]

''بزرگ مسلمان کی، قرآن والے کی جو اس میں غلو اور بے رخی اختیار کرنے والا نہ ہو اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا، اللہ تعالیٰ کی عزت کرنے کے ہم معنیٰ ہے یعنی ان کی عزت ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی عزت کرنا ہے۔''

عموماً معاشرہ میں دیکھا گیا ہے کہ مذکورہ بالا اشخاص کو عزت دینے والا ہمیشہ خود بھی باعزت رہتا ہے اور مذکورہ بالا تین ہستیوں کو بنظر حقارت دیکھنے والا ہمیشہ ذلیل وخوار ہی رہا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عزت والا اور عزت دینے والا بنادے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طالب علم کی انمول بات

ایک محدث امام ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْعِزُّ بِالتَّقْوٰی وَالشَّرْفُ بِالتَّوَاضُعِ [مدارج السالکین: ٢/٣٤٢]

عزت تقوی میں ہے اور فضیلت تواضع انکساری میں ہے۔غریبوں کی تذلیل کر کے عزت تلاش کرنے والو! ان چیزوں میں عزت نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾

جو عزت کا متلاشی ہے وہ اللہ کا تابع دار بن جائے، اللہ اسے عزت اور شرف

عطا کرے گا۔

اصل عزت والے

دنیا میں بڑے بڑے مالدار گزرے ہیں، مگر منبر رسول پر اللہ والوں کا نام لیا جاتا ہے، جو سنت کے مطابق زندگی بسر کرے اللہ اس کی عزت بڑھا دیتے ہیں، کتنے محدثین ان کو لوگ نہیں جانتے مگر ان کے تذکرے کتابوں میں موجود ہیں۔سب سے بڑی عزت یہ ہے کہ تیرے لیے لوگ اللہ سے دعائیں مانگیں اور مرنے کے بعد بھی تیرے لیے بخشش کی دعا کریں، یہ باتیں جھوٹا رعب جمانے اور لوگوں کا حق مارنے سے نہیں ملتیں بلکہ یہ باتیں عاجزی اور انکساری سے ملتی ہیں، قرآن وحدیث پڑھنے اور مسلمانوں کی عزت کرنے سے یہ شرف اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

دنیاداروں کے مقابلے میں دین والے کی عزت

یہ سچائی کبھی فراموش نہ کریں، کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہی انسان کو دنیا وآخرت میں معزز بناتا ہے اور دین کے شائق، طالب علم اور دینی جذبہ رکھنے والے کی عزت وعظمت اس قدر بلند ہے کہ جب پوری قوم، قبیلہ یا علاقہ بے عزت کرنے پہ آ جائے تو اللہ بذات خود اپنے بندے کو عزت کی بلندیاں نصیب فرماتے ہیں میں آپ کو ذخیرہ احادیث سے ایک وقعہ سنانا چاہتا ہوں کہ کیسے اللہ والوں کو عزت، کرامت اور سعادت حاصل ہوتی ہے، عاجزی اور قرآن والے کس طرح عزتیں پاتے ہیں۔

المعجم الکبیر لطبرانی میں ہے اور امام البانی نے اس کو سلسلہ صحیحہ (۲۷۰۶) میں نقل فرمایا ہے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ باہلی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے آپ کا جذبہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انہی کے قبیلہ باہلہ کی طرف معلم بنا کر بھیجا آپ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب میں اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس پہنچا تو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی، اور وہ کھانا کھا رہے تھے۔وہ مجھے دیکھ کر میرے پاس آئے: وَ اَکْرَمُوْنِیْ انہوں نے میری بہت عزت

کی اور مجھے خوش آمدید کہا، جب میں ان کے دستر خوان کے قریب ہوا وہ خون کھا رہے تھے، میں نے خون کھانے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا محسوس ہوتا ہے کہ تو بے دین ہو گیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں بے دین نہیں ہوا بلکہ

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

''میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں۔''

اور مجھے امام کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں تم کو اسلام اور شریعت محمدیہ کی دعوت دوں۔ اتنی بات کرنا تھی کہ سارے لوگ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

فَكَذَّبُوْنِيْ وَزَبَرُوْنِيْ

''انہوں نے مجھے جھٹلایا اور مجھے دھمکیاں دیں۔''

میں پیاس میں نڈھال ہو رہا تھا۔ میں نے کہا: اللہ کے بندو! مجھے کم از کم پانی تو پلا دو

فَاِنِّيْ شَدِيْدُ الْعَطَشِ

''مجھے سخت پیاس لگی ہے۔''

وہ جواب میں کہنے لگے ہم تجھے ہرگز پانی نہیں دیں گے ایسے پیاسا ہی مر جا۔

سامعین کرام! غور فرمائیں! بظاہر اللہ والوں پر کتنی سختیاں آتی ہیں مگر آخر میں جو ان کو مقام، شان اور بلند عزت نصیب ہوتی ہے اس کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے شدید پیاس اور سخت بھوک تھی اور سفر کی تھکاوٹ نے مجھ کو نڈھال کر دیا تھا حتی کہ میرا دم گھٹنا شروع ہو گیا اور اسی بے بسی کی حالت میں میں تپتی ہوئی گرم ریت پر شدید گرمی میں اپنی پگڑی پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب نیند آئی تو میرے پاس دودھ لایا گیا۔ لوگوں نے ایسا لذیذ دودھ کبھی نہ دیکھا ہو گا۔ میں نے وہ دودھ جی بھر کر پیا تو مجھے ہوش آئی اور میں نے اس قدر سیراب ہو کر دودھ پیا کہ عَظُمَ بَطْنِيْ میرا پیٹ بڑا ہو گیا۔ اسی دوران میری قوم کے کچھ سمجھ دار لوگوں نے میرے شدید مخالفوں کو

کہا کہ تم نے اس سے اچھا سلوک نہیں کیا، کم از کم اس کو کچھ کھلا پلا تو دیتے۔ جاؤ! اس کو کھانا ہی کھلا دو، بات ماننا یا نہ ماننا بعد کی بات ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چنانچہ وہ میرے پاس کھانا لے کر آئے، مجھے پیش کیا تو میں نے کہا

لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ طَعَامِكُمْ وَشَرَابِكُمْ

''مجھ کو تمہارے کھانے وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔''

فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ

''مجھ کو میرے اللہ نے کھلا پلا دیا ہے۔'' سبحان اللہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پیٹ سے کپڑا ہٹا کر اپنا پیٹ دکھایا، جب ان کو یقین ہو گیا کہ میں واقعتاً کھانے سے سیر ہوں تو وہ سارے کے سارے مسلمان ہو گئے۔

سامعین کرام......! آپ بتائیں اس شخص سے زیادہ معزز کون ہو سکتا ہے جس کی مہمانی رب العالمین نے خود فرمائی؟ اور دنیائے کائنات کے لوگوں کو بتا دیا کہ میں جنہیں عزت دینے پہ آ جاؤں، کائنات کی کوئی طاقت ان کو ذلیل نہیں کر سکتی۔ لوگو! دین کے سچے داعی اور محبّ بنو، اللہ تمہیں وہ عزت دے گا کہ آسمان کے ستارے بھی آپ کی بلندی و عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میں اسی واقعہ پر اختتام کرتا ہوں اللہ عمل کی توفیق دے۔

آمین! ثم آمین!

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

خطبہ:14

جن پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ﴾ [حم السجدة: ٤١/ ٣٠، ٣١، ٣٢]

"یقیناً وہ لوگ کہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر ڈٹ گئے نازل ہوتے ہیں ان پر فرشتے، اور وہ کہتے ہیں کہ تم نہ ہی ڈرو اور نہ ہی غم کرو اور تمہارے لیے جنت کی خوشخبری ہے جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا اور آخرت میں تمہارے لیے وہاں وہ کچھ ہوگا جو تم چاہتے ہو اور تمہارے لیے وہاں وہ کچھ ہوگا جو تمہارے نفس چاہیں گے، یہ مہمانی ہے معاف کرنے والے رحم کرنے والے کی طرف سے۔"

حمد وثنا اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

میں آج کے اس خطبہ جمعۃ المبارک میں پانچ ایسے نیک اعمال کا ذکر کرنا چاہتا

ہوں کہ جس کے بارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کا بندہ وہ پانچ اعمال کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان نیک اعمال کی قدر کرتے ہوئے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے، پذیرائی کرتے ہوئے، آسمان سے فرشتوں کا نزول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو v.i.p پروٹوکول سے نوازتے ہیں، رحمت کے فرشتوں کا نزول کوئی معمولی بات نہیں اور نہ ہر کسی پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں، کم وبیش ہمارے مطالعہ کی حد تک پچیس تیس کے قریب اعمال ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہوئے اپنے بندے پر رحمت کے فرشتوں کا نزول فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز اپنے ان بندوں کے لیے رکھا ہے جو اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کرتے ہیں، اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آسمان سے لعنتیں نازل کرتے ہیں اور کچھ نیک بندوں کی وجہ سے آسمان سے رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ فرشتے بندوں کی مدد کے لیے نازل ہوتے ہیں اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بندوں کا نگران بنا کر بھیجتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے فرامین سے ان باتوں کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے فرشتے اللہ کے بندوں کے پاس رحمتیں، بشارتیں لے کر نازل ہوتے ہیں، وہ اللہ کے نیک بندوں کی زیارت کرنا اور ان کے پاس پہنچ کر قرآن کریم کی تلاوت سننا اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں۔

مسند احمد کی صحیح حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ایک صحابی کے پاس گئے اور آپ نے کھانا تناول فرمایا اور آپ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

((اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ)) [مسند احمد: ٢٠١/٣، صحيح الجامع الصغير: ٤٦٧٧]

”تمہارے ہاں روزہ دار افطار کرتے رہیں، تمہارا کھانا نیک لوگ کھاتے رہیں اور فرشتے تمہارے اوپر نازل ہوتے رہیں۔“

یہاں اس سے مراد اللہ کی رحمت کے فرشتے ہیں میں بڑے اختصار کے ساتھ ان پچیس تیس اعمال میں سے صرف پانچ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

فرشتوں کے نزول کا سبب بننے والا پہلا مبارک عمل

صحیح الترغیب والترہیب اور صحیح الجامع الصغیر میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد موجود ہے آپ ﷺ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((طَهِّرُوا هٰذِهِ الْاَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ فَاِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَبِيْتُ طَاهِرًا اِلَّا بَاتَ لَهٗ فِيْ شِعَارِهٖ مَلَكٌ لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فَاِنَّهٗ بَاتَ طَاهِرًا))

[صحيح الجامع الصغير: ٣٩٣٦، صحيح الترغيب، النوافل]

''اپنے ان جسموں کو پاک رکھو، اللہ تعالیٰ تمہیں پاکی کی توفیق عطا فرمائے جو انسان پاک ہو کر سوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کمرے میں ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جب یہ بندہ رات کو کروٹ بدلتا ہے وہ فرشتہ دعا کرتا ہے اے اللہ! اپنے اس بندے کو بخش دے، پس بے شک اس نے باوضو ہو کر رات گزاری ہے۔''

اگر نبی کریم ﷺ کی احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو ان کے بے شمار روحانی اور جسمانی فضائل ہیں، اگر انسان اکثر باوضو رہے تو انسان کی روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے گناہوں سے بچنے اور مزید نیکی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اگر رات کو باوضو ہو کر سویا جائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک رحمت کا فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں، وہ اسکے لیے بخشش کی دعائیں کرتا رہتا ہے اور یہ اللہ کی اپنے بندے کے ساتھ کس قدر محبت اور عزت افزائی کا انداز ہے، جس وقت اس کے رشتہ داروں اس کے ماں باپ، دوست احباب میں سے کوئی نہیں ہوتا اس وقت انسان کے اس عمل کی وجہ سے وہ فرشتہ اس کے لیے دعائیں کرتا ہے، وہ اس کی نگرانی بھی کرتا ہے، آیئے! ہم بھی روزانہ اپنے بستر پر سوتے ہیں لیکن اگر سنت پر عمل کیا جائے تو یقیناً ہم بھی اس رحمت کے فرشتے کی دعاؤں کے حق دار بن سکتے ہیں۔

سوتے وقت کی مبارک دعا

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کا ایک ارشاد نقل کیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو رات کو بستر پر سوتے وقت زبان سے یہ الفاظ پڑھ لے:

((اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ اَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَامَلْجَأَ وَلَامَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ اِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ عَلَی الْخَیْرِ)) [صحيح البخاري-الوضو : ٢٤٧]

''اگر وہ دعا پڑھ کر سونے والا فوت ہوگیا تو وہ فطرت اسلامیہ پر فوت ہوگا اور اگر وہ صبح بیدار ہوا تو خیر پر بیدار ہوگا۔ بھلائی پر صبح کرے گا۔''

ان دعاؤں سے روحانی سکون ملتا ہے، رات بھر بخشش کی دعا ہوتی ہے، اور اگر ہم فوت ہو جاتے ہیں تو ہماری موت ملت اسلامیہ پر ہوگی، اگر بیدار ہوئے تو خیر اور بھلائی پر بیدار ہوں گے اسی طرح اگر ساتھ آیۃ الکرسی پڑھ لی جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ کر سوتا ہے:

((لَنْ یَّزَالَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَایَقْرَبُكَ شَیْطَانٌ))

[مسند احمد: ٣/ ٢٠١، صحيح الجامع الصغير: ٤٦٧٧]

''ساری رات ایک فرشتہ اس کی نگرانی کرے گا اور ساری رات شیطانی حوادثات سے پاک گزرے گی۔''

آیئے اس کو معمول بنائیں! آج کے اس خطبہ کے اندر پہلا عمل میں نے یہ بیان کیا ہے کہ آدمی رات کو اپنے بستر پر باوضو ہو کر لیٹے اور رات کو اپنی طہارت کا خیال رکھے تو اللہ کی رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس بات کا ذکر اللہ نے قرآن میں بھی کیا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ. وَلَكُمْ فِیْهَا مَاتَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ﴾ [حم السجدة: ٤١/ ٣٠،٣١،٣٢]

''جو اللہ کو رب مان کر استقامت کا اظہار کرتے ہیں اللہ ان پر رحمتوں کے فرشتوں کا نزول کرتا ہے جو پیغام سناتے ہیں کہ تم پر کوئی غم اور کوئی خوف نہیں ہے، ہم دنیا اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں تمہارے لیے وہ کچھ ہوگا جس کا تم مطالبہ کرو گے، یہ مہمانی غفور رحیم کی طرف سے ہے۔''

آیئے! صاحب ایمان اور صاحب عمل بنیں۔

تلاوتِ قرآن حد درجہ باعثِ برکت ہے خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں تلاوتِ کلامِ پاک کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ میں نے ایک حدیث کی شرح میں پڑھا کہ شوق سے تلاوتِ قرآن کرنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا بلکہ اللہ اپنے خاص فضل وکرم سے اس کی ہر مراد پوری فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح قرآن پڑھنے والے پر نورانی ملائکہ کی جماعت نازل ہوتی ہے۔

فرشتوں کے نزول کو لازم کر دینے والا دوسرا عمل

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

((وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ))

[كتاب الذكر والدعا: ٢٦٩٩]

''جو اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر اللہ کے قران کی تلاوت کرتے ہیں اور پڑھتے پڑھاتے ہیں، اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے

ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس موجود ملائکہ میں کرتا ہے۔''

اس حدیث میں آپ ﷺ نے مسجدوں میں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اس کی تفسیر، ناظرہ اور اس پر غور و فکر کرنے والے خوش نصیب لوگوں کا تذکرہ فرمایا جو مسجدوں میں بیٹھ کر اللہ کا قرآن پڑھتے ہیں، یہ ایسے مبارک اور پاکیزہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ چار طرح کے انعامات سے نوازتا ہے، پہلے نمبر پر ان پر سکون کو نازل فرماتے ہیں، آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ قاری صاحب ہم مسجد میں بیٹھ کر جب قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اسی طرح تفسیر پڑھتے ہیں ترجمہ کلاس میں ہوتے ہیں تو ہمیں ایک عجیب روحانی سکون محسوس ہوتا ہے، چاشنی اور شیرینی محسوس ہوتی ہے تو یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر سکون کو نازل کر دیتے ہیں اور کسی پر اللہ کی طرف سے سکون نازل ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ بڑی عزت کی بات ہے، کچھ لوگ فحاشی اور بدمعاشی کے اڈوں پر بیٹھ کر اپنی زبان سے ناپاک کلمات نکالتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان پر لعنت کرتے ہیں اور کچھ خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں، کہ اللہ ان پر سکون نازل کرتے ہیں۔اور دوسرے نمبر پر اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے ہر سو رحمت ہی رحمت کی برسات ہوتی ہے، وہ اللہ کی رحمت کے سائے تلے ہوتے ہیں اور تیسری بات ایسے لوگوں کے پروٹوکول کے لیے اللہ تعالیٰ ان کو عزت بخشنے کے لیے اپنے مقرب ملائکہ کو ان طلباء اور قرآن کا علم سیکھنے والوں کے لیے نازل فرماتے ہیں، فلاں علاقے کی فلاں مسجد میں قرآن کا ایک طالب علم بیٹھا ہے جاؤ اور اسے اپنے پروں سے ڈھانپ لو، چوتھے نمبر پر اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اعلیٰ فرشتوں میں کرتے ہیں۔تو آیئے! اپنے اوقات میں سے کچھ وقت اللہ کے قرآن کے لیے اور مسجد کے لیے نکالیے۔سب سے اعلیٰ ذکر اللہ کا قرآن ہے اس پر اللہ کے فرشتے، اسکی رحمت اور اس کی سکینت نازل ہوتی ہے، وہ کس قدر خوش نصیب ہے جس کا ذکر اللہ اپنے فرشتوں میں کرتے ہیں آج اگر کسی کا ذکر ایوان صدر میں ہو تو وہ پھولا نہیں سماتا، وہ اس پر فخر

کرتا ہے کہ آج میرا ذکر فلاں دفتر، جلسہ اور مقام پر ہوا ہے، کسی بندے کے لیے سب سے بڑے اعزاز کی بات یہ ہے کہ کسی بندے کا ذکر اللہ اپنے مقرب ملائکہ میں کرے۔

خودساختہ ذکر

میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مساجد میں بیٹھ کر ذکر کے حلقے قائم کرنا آپ ﷺ کی سنت نہیں اور حق حق اور ہو ہو کے نعرے لگانا بھی نبی کریم ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں، شاید آپ کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والا واقعہ یاد ہو جب انہوں نے چند لوگوں کو مسجد میں بیٹھ کر خودساختہ ذکر کرتے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ ابھی تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے بھی میلے نہیں ہوئے اور آپ کے برتن تک موجود ہیں اور تم نے بدعت شروع بھی کردی ہے۔ وہ جواب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہنے لگے: مَا اَرَدْنَا اِلَّا الْخَیْرَ ''ہمارا تو صرف نیکی کا ارادہ تھا۔'' آپ نے فرمایا: سنت کا رستہ چھوڑ کر جو نیکی تلاش کرتے ہیں ان کو کبھی نیکی حاصل نہیں ہوتی۔ [سنن الدارمی، المقدمہ: ۲۱۰، کراھیۃ أخذ الرأی]

آج کئی مذہبی سکالروں نے بدعت حسنہ کے نام پر شریعت سازی کا چور دروازہ کھول رکھا ہے کسی بھی عمل کو دین اور ثواب بنا دیتے ہیں جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان صحیح سند سے موجود ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اس کو بدعت حسنہ ہی کیوں نہ کہیں بہرحال یہ مساجد بھنگڑے اور لائٹیں بند کر کے شور شرابہ ڈالنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ ان میں اللہ کا قرآن پڑھا جائے اور اس کی تعلیم عام کی جائے۔ اللہ ہمیں اس عظیم کام کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مسلمان بھائی کے لیے جب اس کی عدم موجودگی میں دعا کی جائے؟

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضرت صفوان حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے، وہ گھر پر موجود نہیں تھے اور آپ نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں اور میں نے سنا ہے کہ آپ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت صفوان

نے جواب دیا ہاں میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں، تو ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ))

''ہمارے لیے خیر کی دعا کرنا۔''

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ وَعِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ آمِينَ))

[صحيح المسلم۔الذكر والدعا: ۲۷۳۳]

''جب مسلمان اپنے بھائی جو موجود ہو یا موجود نہ ہو اس کیلیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے سر پر ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتے ہیں اور جب یہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! اس کی اپنے بھائی کے بارے میں دعا قبول فرما جو یہ نعمت اس کے لیے مانگ رہا ہے اس کو بھی عطا فرما۔''

سامعین کرام! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر غور کریں کہ اس میں کتنی بھلائی ہے اس انسان کے لیے جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے دعا کرتا ہے کہ ایک فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کے لیے بھی اسی نعمت کی منظوری کی دعا کرتا ہے۔ ہماری یہ بہت بڑی خرابی ہے کہ ہم جب کسی بھائی سے ملتے ہیں تو ہنستے ہوئے چہرے کیساتھ ملتے ہیں مگر جب علیحدہ ہوتے ہیں تو ان کے خلاف سازشیں اور پروپیگنڈے کرتے ہیں، یہ ایمان کی نشانی نہیں ہے بلکہ یہ نفاق کی علامت ہے، ہمیں چاہیے کہ اس فرشتے کی دعا کے حق دار بنیں جو دوسرے بھائی کے لیے دعا کرتے وقت پاس موجود ہوتا ہے اور کہتا ہے:

((وَلَكَ مِثْلُهُ)) ''تیرے لیے بھی ایسی ہی بھلائی ہو۔''

اس عمل پر غور کیجیے کہ یہ عمل کوئی مشکل عمل نہیں ہے بلکہ صرف اس عمل کو کرنے کے لیے نبوی تعلیمات کو سامنے رکھنا پڑتا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور دوستوں کے لیے دعا

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء ۲/۳۵۱ میں یہ بات درج کی ہے کہ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے تین سو سے زائد دوست تھے اور آپ ان کا نام لے لے کر ان کے لیے دعائیں مانگا کرتے تھے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے:

((اَفَلَا اَرْغَبُ اَنْ تَدْعُوَلِیَ الْمَلَائِکَۃُ))

''کیا یہ بات مجھے خوش نہیں کرتی کہ میرے لے فرشتے دعائیں کریں۔''

سامعین کرام! بڑے سے بڑے ولی کی دعا کی قبولیت میں شک ہوسکتا ہے مگر جو رحمت کے فرشتے ہیں وہ معصوم ہیں، وہ لمحہ بھر کے لیے بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے آیئے! اپنے مسلمان بھائی کے لیے بخشش اور سعادت کی دعا کیجیے اللہ تعالیٰ آپ کے لیے بھی رحمت اور برکتوں کے دروازے کھول دیگا۔ حد درجہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائی کے لیے دعا کرنا تو درکنار اپنے رشتہ دار اور عزیز و اقارب کے لیے بھی دعا نہیں کرتے، سسکتے ہوئے لوگوں کے لیے بھی دعا کرنے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ آیئے! اپنے آپ کو تبدیل کریں، اور دوسروں کے لیے دعائیں کریں اور فرشتوں کی دعاؤں کے حق دار بن جائیں۔

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کے گھر کا ماحول کس قدر اسلامی تھا کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ ان کا داماد حج کے لیے جا رہا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لیے اللہ سے بھلائی طلب کرنا، آیئے! اپنے گھر کے ماحول کو اسلامی بنایئے۔ اپنے بہنوں بیٹیوں اور بیٹوں کا اسلامی قالب میں ڈھالیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فرشتوں کی دعائیں حاصل کرنے کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا پیاروں کے لیے دعا کرنا

اعلیٰ ظرف لوگ اپنے پیاروں اور محسنوں کو کبھی فراموش نہیں کرتے، جب وہ اللہ کی وجہ سے پیاروں کو ان کی عدم موجودگی میں دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی نیک

ملائکہ کو ان کی بہتری و برتری کی دعاؤں پر مأمور فرمادیتے ہیں ،حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

سِتَّةٌ اَدْعُوْلَهُمْ بِسَحَرٍ أَحَدُهُمُ الشَّافِعِيُّ

[الطیوریات/۲٦٨-۲]

''میں چھ اشخاص کے لیے بوقت سحری دعا کرتا ہوں اوران میں سے ایک استاذ محترم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔''

سبحان اللہ! کیسے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو تہجد کے وقت اپنے محسنوں اور نیک بھائیوں اور امت مسلمہ کو دعاؤں میں یادرکھتے ہیں اور ملائکہ ان کے لیے اللہ سے رحمت و بخشش مانگتے ہیں۔

مریض کی عیادت سے رحمت کے ملائکہ اترتے ہیں

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اورامام ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح ابن حبان میں نقل فرمایا ہے اگرچہ ان روایات میں تھوڑا سا ضعف ہے مگر یہ درجہ قبول سے کم نہیں ہیں۔مگرافسوس! کہ ہمارے بعض محققین نے امت کو بہت سی مقبول احادیث پرعمل کرنے سے محروم کردیا ہے۔

نبی کریم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادفرمایا:

((مَامِنْ مُسْلِمٍ عَادَ اَخَاهُ اِلَّاسَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ مِنْ اَىِّ سَاعَةِ النَّهَارِ كَانَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمِنْ اَىِّ سَاعَةِ اللَّيْلِ كَانَ حَتَّى يُصْبِحَ)) [مسنداحمد: ۱۱۸ حدیث حسن]

''جب کوئی مسلمان دن کی گھڑی میں کسی مسلمان کی عیادت کرے تو اللہ تعالیٰ شام تک ستر ہزار فرشتے مقرر فرمادیتے ہیں جوشام تک اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور جب شام کی کسی گھڑی میں عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک دعا کرتے رہتے ہیں۔''

اور ایک روایت میں آتا ہے:

((وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ))

''اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں ایک باغ عطا کرتے ہیں۔''

صحیح مسلم ۶۵۵۳ کے الفاظ ہیں:

لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ

''مریض کے پاس بیٹھنے والا گویا جنت کے باغیچہ میں ہوتا ہے جب تک واپس نہ آئے۔''

آج ہم صرف مجبوری کے طور پر مریض کی عیادت کرتے ہیں ہمارے دل میں ہمدردی اور نیکی کا جذبہ نہیں ہوتا بلکہ ایک رسم پوری کرنے کے لیے ہم مریض کی عیادت کرتے ہیں اور اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس ذہن کی وجہ سے ہم کتنے بڑے اجر سے محروم ہیں۔ کسی مریض کی عیادت کے لیے جانا کوئی چھوٹا عمل نہیں ہے بلکہ ستر ہزار فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور جب فرشتوں کے ساتھ ''یصلون'' کا لفظ آئے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ رحمت کی دعائیں کرتے ہیں بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔ کامرانی اور کامیابی کے لیے دعائیں کرتے ہیں، اللہ! فلاں بندے پر رحم فرما۔

عجیب رواج یہ ہے کہ ہم صرف اپنے واقف لوگوں کی عیادت کرتے ہیں حالانکہ کوئی بھی مریض ہو اس کی عیادت کریں اور یہ دعا پڑھیں:

((اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا)) [بخاری ومسلم]

''اے لوگوں کے رب! بیماری کو ختم کر دے اور شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے ہر قسم کی شفا تیری ہی طرف سے ہے ایسی شفا دے کہ کوئی بیماری نہ رہے۔''

((اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ))

[صحيح سنن ابی داود للالبانی: ۲٦٦۳]

''میں عظیم اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظیم عرش کا رب ہے یہ کہ وہ تجھ کو

شفادے۔''

یہ مسنون دعائیں مریض کے پاس پڑھنی چاہییں۔ہم وہاں جا کر عجیب عجیب مشوروں سے اسے نوازنا شروع کر دیتے ہیں اور اسے مزید پریشان کر دیتے ہیں،اس لیے اس بات کا خیال رکھیں کہ اس مریض کو تسلی دیں۔اگر واقعتاً کوئی مشورہ دینا ضروری ہو تو نہایت ہی اچھے طریقے کے ساتھ مشورہ دیں۔

دین کے طالب علم کو مقرب ملائکہ کا پروٹوکول

یہ خوش نصیب دین کا طالب علم ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے مقرب ملائکہ کی نگرانی نصیب فرماتے ہیں، جو دین کا علم حاصل کرتا ہے، دین کا طالب علم اللہ کا مہمان ہے۔ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ اسے فرشتوں کا ساتھ نصیب فرماتے ہیں، صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تمام مخلوقات دین کے طالب علم کے لیے دعائیں کرتی ہیں۔''

ہم میں سے ہر ایک کو روزانہ اللہ کا دین پڑھنا چاہیے۔کتابوں کا مطالعہ کریں، ترجمہ کلاس میں بیٹھیں اور تفسیر پڑھیں، یہ بہت بڑی اللہ کی رحمت ہے اور طالب علم کو جو اللہ تعالیٰ مقرب ملائکہ کا ساتھ نصیب فرماتے ہیں اس کے بارے میں سنن ابن ماجہ میں روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَامِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ اِلَّاوَضَعَتْ الْمَلَائِكَةُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا بِمَا يَصْنَعُ))

[صحيح الجامع الصغير: ٥٧٠٢ وسنن ابن ماجه السنة: ٢٦٦

''جو بھی نکلنے والا اپنے گھر سے نکلتا ہے علم کی طلب میں تو فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پروں کو بچھاتے ہیں، کیونکہ ان فرشتوں کو اس کا طلب دین کا کام بہت پسند آتا ہے۔''

سامعین کرام! دین کے طالب علم کی کس قدر فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ دین کے طالب علم کو کس قدر عزت سے نوازتے ہیں۔آیئے! ہمارے گھر کا ہر فرد اللہ کے دین

طالب علم ہونا چاہیے، چاہے وہ زندگی کے ابتدائی مراحل میں ہو یا آخری مراحل میں۔

اسی طرح صحیح حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِیْنَ حَتّٰی النَّمْلَۃِ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتِ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ خَیْرًا))

''بیشک اللہ تعالیٰ اور آسمان وزمین کی تمام مخلوقات حتی کہ چیونٹی اپنی بل میں اور مچھلی سمندروں میں لوگوں کو بھلائی سکھلانے والے کے حق میں خیر کی دعائیں کرتے ہیں۔''

یہ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہم اللہ کے دین کی خدمت کریں اور سیکھیں اور اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے مقرب ملائکہ کی دعاؤں میں شامل فرمالے۔ یہ تھے وہ پانچ خوش نصیب آج جن کا ذکر ہم نے اس خطبہ میں سنا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ پانچوں عمل کرنے کی توفیق دے۔

مسجدوں کی دیکھ بھال کرنے والوں کے لیے خصوصی پروٹوکول

آخر میں میں اپنی بات ایک خصوصی جماعت کے ذکر پر ختم کرتا ہوں۔ اس کو امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ احادیث صحیحہ میں نقل فرمایا اور امام احمد نے مسند میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ لِلْمَسَاجِدِ اَوْتَادًا اَلْمَلَائِکَۃُ جُلَسَائُھُمْ اِنْ غَابُوْا یَفْتَقِدُوْنَھُمْ وَاِنْ مَرِضُوْا عَادُوْھُمْ وَاِنْ کَانُوْا فِیْ حَاجَۃٍ اَعَانُوْھُمْ))

''مساجد میں کچھ بلند ذمہ دار لوگ ہوتے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو فرشتے ان کی کمی پوری کرتے ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں اگر وہ کسی پریشانی میں ہوتو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کی حدیث اہل مساجد کے لیے خاص ہے جن کا تعلق مسجد کے ساتھ ہے۔ خیر خواہی اور ہر طرح کے معاملہ میں جو مسجد کی دیکھ بھال کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو فرشتوں کی خصوصی معیت نصیب فرماتے ہیں اور اگر وہ غائب ہوں تو وہ اس طرح ہوتے ہیں جس طرح ایک پیارا دوسرے کی کمی محسوس کرتا ہے اور ساتھ فرمایا کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو وہ فرشتے اس کی تیمارداری کرتے ہیں۔ پریشانی میں مبتلا ہوں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں یہ خصوصی پروٹوکول حاملین کتاب وسنت اور مساجد سے محبت رکھنے والوں کے لیے ہے۔ مگر افسوس! ہم لوگ اس انعام سے محروم ہیں اکثر مساجد کے لوگ شرک وبدعات میں ملوث ہیں۔ اگر کہیں اہل توحید موجود بھی ہیں تو وہ اخلا ص کی دولت سے محروم ہیں۔ حتی کہ کئی لوگوں نے مساجد کو اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور طلباء اور امام مسجد کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آیئے! ہم بھی مساجد کی حفاظت اور اس کی جذبہ کے ساتھ خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے اس خصوصی پروٹوکول کے حق دار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم کو ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ زندگی میں قدم قدم پر ہمیں ملائکہ کا ساتھ نصیب فرمائے اور مرتے وقت وہی ملائکہ ہمارے لیے اللہ کی طرف سے بشارتیں لے کر نازل ہوں۔

نزول ملائکہ باعثِ فخر وعزت

کیسا ہے مبارک وہ گھرانہ ہے جن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور جن کے لیے رحمت وبخشش کی دعائیں یہ معصوم ہستیاں کرتی ہیں آیئے آج ہی یہ عظیم اعزاز حاصل کریں، طہارت کا خیال رکھیں، قرآن کا ساتھ رکھیں، پیاروں کو ان کی عدم موجودگی میں دعاؤں میں یاد رکھیں، مریضوں کی عیادت وتیمارداری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھیں اور ہمیشہ طالب علم بن کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ملاقات، مدد اور نصرت نصیب فرمایئے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❀❀❀

خطبہ:15

رحمت کے فرشتوں سے محروم رہنے والے

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِO

﴿ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ وَاِنَّھُمْ لَیَصُدُّوْنَھُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ نَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ وَلَنْ یَّنْفَعَکُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّکُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِکُوْنَ﴾ [الزخرف: ۴۳/۳۶تا۳۹]

”اور جو شخص رحمان کے ذکر سے غافل ہو جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ رہنے والا ہوتا ہے اور یقیناً وہ انہیں اصل راستے سے روکتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ سیدھی راہ پر چل رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو وہ کہے گا: کاش! میرے اور اس کے درمیان دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا، پس شیطان برا ساجھی ہے اور آج تمہیں یہ بات ہرگز نفع نہ دے گی بیشک تم نے ظلم کیا اور سخت عذاب میں شریک ہو۔“

حمد وثنا اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت و بخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

اللہ کی توفیق سے آج کے اس خطبہ مبارکہ میں میں ایسے آٹھ اعمال اور چھ ایسے بد بخت لوگوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے سنن ابی داؤد

کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَاتَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ))

''ایسے لوگوں کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔''

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

((لَاتَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ))

''فرشتے ایسے لوگوں کے ساتھی نہیں بنتے۔''

صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ))

''ان کے پاس فرشتے داخل ہی نہیں ہوتے۔''

سنن ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے:

((اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ بِخَيْرٍ))

''کچھ لوگوں کے پاس فرشتے بھلائی لے کر نازل نہیں ہوتے۔''

سامعین کرام! بدبخت ہیں وہ لوگ اور اللہ کی رحمتوں سے دور ہیں وہ لوگ جن کو اللہ کے فرشتوں کا ساتھ نصیب نہیں ہے۔ جن کے لیے اللہ کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔

آیئے! آج ہی ایسے اعمال واقوال کو چھوڑنے کا پکا عزم کرلیں جن کی وجہ سے معصوموں اور پاکبازوں کی معیت وصحبت سے ساری زندگی محرومی رہتی ہے اور سوائے نحوست وذلالت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ آج تقریباً ہر دوسرا شخص نورانی ملائکہ کی دعاؤں اور ان کے ساتھ سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی معاونت کے لیے نورانی ملائکہ کو نازل فرمائے اور ہر ایسے برے عمل سے محفوظ رکھے جو ان کی ناراضی کا باعث ہو۔

کافر کی لاش کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے آٹھ افراد کا ذکر ملتا ہے کہ جن کے پاس رحمت کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب

الترجل میں ذکر فرمایا ہے حضرت بریدہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ جِيفَةُ الْكَافِرِ)) [حديث: ٤١٧٩]

"تین طرح کے آدمی ایسے جن کے پاس اللہ تعالیٰ کے فرشتے نہیں جاتے ان میں سے ایک کافر کی لاش ہے، (ایسا آدمی جو آپ ﷺ کی رسالت اور اللہ کی توحید کا منکر ہے۔)"

آپ قرآن کی اس آیت کو اچھی طرح جانتے ہوں گے جو اللہ کے نیک بندوں کے بارے میں ہے:

﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِىْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ﴾ [حم السجدة: ٤١/ ٣٠، ٣١]

اللہ کی رضا کے ساتھ راضی رہنے والے اور اللہ کی توحید کا اقرار کرنے والے جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے فرشتوں کا نزول فرما دیتے ہیں جو ان کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ اللہ کی رحمت کی بشارتیں سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم پر کوئی غم اور خوف نہیں ہوگا۔ اور اس کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک ایسی منحوس لاش بھی ہے کہ جس کے پاس اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔

سامعین کرام! کافر کی لاش کے قریب اللہ کی رحمت کے فرشتوں کا جانا تو درکنار اللہ تعالیٰ نے ان کے آخری لمحات کا تذکرہ فرمایا کہ میرے فرشتے ان کی روحوں کو قبض کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ [الانعام: ٩٣/٦]

''جب یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں تو فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں: نکالو! اپنے نفسوں کو، آج تمہیں اس بات کا بدلہ دیا جائے گا جو تم اللہ کی ذات پر ناحق باتیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

یہ فرشتے بڑی سختی اور ترشی اور حاکمانہ انداز میں ان کی روح کو قبض کرتے ہیں بلکہ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [النحل: ٢٨/١٥]

''کچھ کفار ایسے ہیں جب ان کی روحوں کو فرشتے قبض کرتے ہیں تو وہ اپنے اعمال سے منکر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو برا عمل کیا ہی نہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کو جانتے ہیں۔''

کافر کی لاش کے پاس اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا باغی ہے۔

گھنٹی والے کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے

صحیح مسلم کتاب اللباس میں روایت ہے، امام الفقہاء اور مدرسہ نبوت کے سب سے پہلے شیخ الحدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا جَرَسٌ))

[باب، کراھیة الکلب والجرس: ۲۱۱۳]

''ایسے مسافروں کے پاس (ایسے قافلہ والوں کے پاس) رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ جن کے ساتھ گھنٹی ہو اور جن کے پاس موسیقی کے آلات ہو۔''

آپ حیران ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا جس کو امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن کہا ہے:

((وَلَا يَخْلُوا بِشِعْرٍ وَنَحْوِهِ إِلَّا كَانَ رَدِفَهُ شَيْطَانٌ))

''ایسے لوگ جو اللہ کے ذکر کو چھوڑ کر ساز والی گھنٹی کو سنتے ہیں، گانے، غلط اشعار سنتے اور سناتے ہیں، ایسے لوگوں کے پاس بھی اللہ کی رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔''

آیئے! اپنے آپ کا جائزہ لیں اپنے محلے اور گاؤں کا جائزہ لیں شاید کوئی گھر ہوگا جہاں سے موسیقی اور ساز باجے کی آواز نہ آتی ہو۔ جہاں سے گندے اشعار اور گانوں کی آوازیں نہ آتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس طرح کافر کی لاش کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے اسی طرح اس شخص اور اس جگہ پر بھی اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں آتے جہاں پر ناچ گانا اور ساز وغیرہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾

[الزخرف: ۴۳/۳۶]

جو انسان اللہ کے ذکر کو بھول جاتا ہے تو ذکر سے غفلت کی وجہ سے شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور شیطان اور اس کے ساتھی اسے سیدھی راہ سے روکتے رہتے ہیں اور وہ گمان کرتا کہ وہ ہدایت یافتہ لوگوں والے کام کر رہا ہے۔ شاید آپ نے دیکھا ہو کہ فحاشی اور عریانی میں بدمست لوگ اللہ کے نیک بندوں کو حقیر جانتے ہیں، اپنے آپ کو بڑی عزت اور شان و شوکت کا مالک سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑی عزت کے مالک ہیں۔ اللہ نے ہر بات کی وضاحت فرمادی ہے فرمایا: ایسا بدبخت جو میری یاد سے غافل ہو گیا جب وہ قیامت

کے دن آئے گا تو کہے گا کہ کاش میرے اور شیطان کے درمیان دو مشرقوں کی دوری ہوتی، شیطان برا ساتھی ہے، ایسے لوگوں کا افسوس اس دن ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

نشئی کے پاس اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں آتے

اس حدیث کو امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مسند بزار میں نقل فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((اَلسُّکْرَانُ)) [صحیح الجامع الصغیر: ۳۰۶۰]

''نشئی آدمی (کے پاس بھی اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔''

سامعین کرام! نشہ چاہے شراب کی صورت میں کیا جائے یا افیون وغیرہ کو بطور نشہ استعمال کیا جائے۔ کسی بھی چیز کا نشہ ہو گولیوں کے ساتھ، ٹیکوں کے ساتھ یا کسی بھی اور چیز کے ساتھ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ نشئی کے پاس اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ بدبخت ہے وہ انسان جو نشہ کرتا ہے اور اپنے اردگرد کی اسے کوئی خبر نہیں رہتی اور اس کی نہ زندگی عزت والی اور نہ ہی موت عزت والی ہوتی ہے۔ ایسے بدبخت انسان کو اللہ نے اتنی صلاحیتوں سے نوازا اور اس نے نشہ کر کے اپنی زندگی تباہ و برباد کر لی ایسے انسان کو اللہ تعالیٰ کل قیامت کے روز اپنی جنت سے بھی محروم کر دیں گے۔

اولاد کو برے ماحول سے بچائیں

آیئے! اپنے بیٹوں کو اس نشہ کی لعنت سے دور رکھیں اور بری مجلسوں سے بچائیں میں ہزاروں ایسے نوجوان دیکھتا ہوں جن کا تعلق مذہبی گھرانوں کے ساتھ ہے لیکن وہ اس نشہ کی لعنت میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اچھے ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ مٹی سے خوشبو آ رہی ہے کسی نے پوچھا کہ تجھ سے خوشبو کیوں آ رہی ہے؟ مٹی نے زبان حال سے کہا کہ میں نے چند دن گلاب کے پھول کے نیچے گزارے ہیں۔ اگر مٹی چند دن گلاب کے ساتھ گزارے اور تو اس سے خوشبو آنی شروع ہو جائے لہٰذا اگر آپ کا بیٹا کسی نیک آدمی کے ساتھ چند دن گزارے گا اس کی مجلس اختیار کرے گا۔ تو یقیناً وہ بھی نیک

لوگوں والے اعمال کرنے کا عادی ہو جائے گا۔ میں دردِ دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو نشہ کی لعنت سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

جُنبی کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے

یہ روایت ابوداؤد کتاب الترجل کی ہے حضرت بریدہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالْجُنُبُ اِلَّا اَنْ يَّتَوَضَّأَ)) [حدیث: ٤١٨٠]

''اور جنبی آدمی جو جنابت کی حالت میں حتی کہ وہ وضو کرلے۔''

ایسا شخص جس کے ذمہ غسل جنابت فرض ہے اور وہ غسل کیے بنا کئی دن گزار دیتا ہے۔ فرمایا: کسی بھی صورت میں اگر آدمی پر غسل جنابت فرض ہو جاتا ہے اور وہ غسل نہیں کرتا تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ ہاں وضو کی گنجائش موجود ہے کہ وہ اس وقت وضو کرلے اور بعد میں فرضی غسل کرلے۔ بصورت دیگر وہ رحمت کے فرشتے کے ساتھ سے محروم رہے گا۔

میں نے ائمہ کرام کے بارے میں پڑھا ہے کہ ان کی مائیں اپنے بچوں کو وضو کی حالت میں دودھ پلایا کرتی تھیں، آج ہماری مائیں بہنیں پاکی اور ناپاکی کا خیال نہیں رکھتیں، حالانکہ صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اور جو شخص ناپاکی کی حالت میں رہتا ہے وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔

کتا رکھنے والا فرشتوں کے ساتھ سے محروم ہے

صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کتاب اللباس والزینہ میں نقل فرمایا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ))

''اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا ہو۔''

اسی طرح صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام کے آنے کا وقت ہو چکا ہے اور فرمایا:

((لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَرُسُلُہٗ))

''نہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ اللہ کے فرشتے وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔''

چنانچہ دیکھا گیا کہ آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے کتے کا بچہ تھا، چنانچہ آپ کے کمرے کی صفائی کی گئی اور اس کتے کے بچے کو نکالا گیا تو فوراً جبرائیل تشریف لائے تو آپ نے پوچھا کہ جبرائیل! آپ لیٹ کیوں ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا:

((مَامَنَعَنِیْ اِلَّاکَلْبٌ فِیْ بَیْتِكَ اِنَّا لَانَدْخُلُ بَیْتًافِیْہِ کَلْبٌ))

''مجھے گھر کے اندر داخل ہونے سے اس کتے نے روک رکھا تھا ہم ایسے کسی گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا ہو۔''

ہاں ایک صورت میں اجازت ہے کہ آپ نے گھر کی رکھوالی کے لیے کتا رکھا ہو۔ وگرنہ شوقیہ طور پر کتا رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ کئی لوگ تو کتوں کے حد درجہ شائق ہوتے ہیں اور ان کی خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے حتی کہ بعض انہیں کھانا بھی ساتھ کھلاتے ہیں۔ انہیں دودھ مکھن اور گوشت کھلاتے ہیں۔ ایسی ایسی نعمتیں انہیں کھلاتے ہیں کہ ایسی نعمتیں کبھی کسی غریب نے بھی نہیں دیکھی ہوں گی۔

اس کتے کی نجاست اتنی زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو سات مرتبہ اسے دھونا ضروری ہے۔ وگرنہ اس کے جراثیم اس برتن سے نہیں جاتے۔ ویسے بھی صحبت کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے جو لوگ اچھی صحبت اختیار کرتے ہیں ان کا انسانوں کے ساتھ رویہ بھی اچھا ہوتا ہے اور جو لوگ کتوں کی صحبت میں رہتے ہیں وہ اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ کتوں جیسا سلوک کرتے ہیں اور کتوں کی طرح ان پر بھونکتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے کام نہیں ہیں، ہاں! کتا رکھنا ہے تو بش کتا رکھے، ٹونی بلیئر کتا رکھے جو مسلمانوں کے بارے میں بھونکتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں اور ان کو

کتوں کی طرح کاٹ کر کھا رہے ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے کتوں کی کمائی کو حرام قرار دیا ہے۔اس لیے اپنے آپ کو کتوں کا ساتھی بنانے کی بجائے نیک لوگوں اور انسانوں کا ساتھی بنایئے۔

تصویر والا کمرہ رحمت الٰہی سے محروم ہے

یہ روایت بھی صحیح مسلم میں موجود ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ صُوْرَةٌ))

''ایسے گھر میں بھی رحمت کے فرشتوں کا دخول نہیں ہوتا جس میں تصویریں ہوں۔''

سامعین کرام! لمحہ فکریہ ہے آج ہم میں سے کچھ لوگ اپنے والدین کی تصویریں، اپنے رشتہ داروں، پیروں اور حتی کہ کئی لوگوں نے تو ہندو اداکاروں اور بے ہودہ لڑکیوں کی تصویروں کو آویزاں کر رکھا ہے۔جبکہ یہ غلط اور حرام ہے۔ٹھیک ہے کہ آپ کو اپنے والدین سے پیار ہے مگر ان کی محبت میں آپ ایسا کام نہ کریں کہ آپ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائیں۔جن لوگوں نے بدکاروں اور اداکاروں کی تصویریں لٹکا رکھی ہیں جو اس معاشرے کے دیوث اور بے حیا ہیں؟ ان کی صبح و شام زیارت کرتے ہیں۔ان کو سٹار کہا جاتا ہے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے انہیں اپنا آئیڈیل تصور کیا جاتا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو دنیا میں جس کے ساتھ محبت ہوگی قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔اس کا حشر ان بدبخت لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

ایک حدیث جو کہ ابوداؤد کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَقَالَ لِیْ اَتَیْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ اِلَّا اَنْ اَکُوْنَ دَخَلْتُ اَنَّهٗ کَانَ عَلَی الْبَابِ تَمَاثِیْلُ وَکَانَ فِیْ

بَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ)) [كتاب اللباس،باب في الصور: ٤١٥٨]

''جبرائیل فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کل بھی آیا تھا مگر مجھے ان تصویروں روک دیا جو آپ کے دروازے پر ہیں اور گھر میں باریک پردے کے کپڑے تھے جن میں تصاویر تھیں۔''

آیئے! گزشتہ تمام بیان کردہ تمام کاموں سے خود کو بچایئے۔ وگرنہ ساری زندگی خود کو اللہ کی رحمت سے محروم کیے رکھیں گے۔ ہمارے ملک پاکستان میں ہر الیکشن میں ہر مبصر اپنا تبصرہ پیش کرتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان الیکشنوں کی بے برکتی کی وجہ یہ ہے کہ ہم الیکشن کے ایک دو ماہ پہلے اپنے ملک میں فرشتوں کا داخلہ بند کر دیتے ہیں۔ کون سی جگہ ہے جہاں پر تصاویر آویزاں نہ ہوں؟ ایسے الیکشن جن کا آغاز ہی سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی کے ساتھ ہو وہ الیکشن کب بابرکت ہو سکتے ہیں اور ان کا نتیجہ کب اچھا ہو سکتا ہے؟۔ ان تصاویر کو آویزاں کرنے سے بچیۓ اللہ ہمیں ان خرافات سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

جھوٹا شخص رحمت کے فرشتوں کے ساتھ سے محروم ہے

جامع ترمذی میں روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًامِنْ نَتْنِ مَاجَاءَ بِهِ))

[كتاب البر والصلة: ١٩٧٢]

''جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو رحمت کا فرشتہ اس آدمی سے ایک میل دور ہو جاتا ہے اس بدبو کی وجہ سے جو اس کے منہ سے آتی ہے۔''

اس روایت پر اگرچہ کچھ محدثین نے کلام کیا ہے مگر دیگر روایات کو سامنے رکھ کر اس کو دیکھا جائے کہ آپ نے جھوٹ سے کتنی سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے ارشاد ہے:

اِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُورِ وَالْفُجُورُ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ [بخاری/٦٠٩٤،مسلم/٢٦٠٧]

''اے لوگو! جھوٹ سے بچو جھوٹ انسان کو گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گنا
ہ انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے۔''

اسی طرح ایک حدیث جسے امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایسی عورت جو اپنے بچے کو کہتی ہے کہ آؤ میں تمہیں دودھ پلاؤں اور جب وہ
بچہ پاس آتا ہے تو اس کو پکڑ لیتی ہے ایسی ماں نے بھی اس بچے کے ساتھ
جھوٹ بولا۔''

سامعین کرام! جھوٹ ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے انسان کے پاس نہیں آتے۔آیئے! فرشتوں کے نزول کے لیے خود کو جھوٹ سے دور رکھیے۔

پیشاب والی جگہ رحمت کے فرشتے نہیں جاتے

فرشتے ہر قسم کی بو اور ناپاکی سے سخت نفرت کرتے ہیں،عموماً بیمار شخص برتن میں پیشاب کرتا ہے جو چارپائی یا کمرہ وغیرہ میں پڑا رہتا ہے یا بچوں کے پیشاب پاٹ میں پڑے رہتے ہیں۔ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ بیت الخلاء تک کو بھی صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے کیونکہ ناپاکی والی جگہ فرشتے نہیں آتے۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَایُـنْقَعُ بَوْلٌ فِیْ طَسْتٍ فِی الْبَیْتِ فَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَا تَدْخُلُ
بَیْتًا فِیْهِ بَوْلٌ وَلَایَبُوْلَنَّ فِیْ مُغْتَسَلٍ)) [سلسلہ صحیحہ : ۲۵۱۶]

''برتن میں پیشاب کر کے گھر میں نہ رکھا جائے کیونکہ جس گھر میں پیشاب
ہو وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔''

آج ہی ہر قسم کی ناپاکی سے گریز کریں۔تاکہ پیاروں کا ساتھ حاصل ہو۔

فرشتے ہر قسم کی بُو سے سخت نفرت کرتے ہیں

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آخر میں ان معاملات کو بھی ذکر کروں جن کو فرشتے ناپسند کرتے ہیں،جس طرح ایک انسان گندگی کو اچھا نہیں جانتا،اسی طرح اللہ کی رحمت کے

فرشتے بھی کچھ چیزوں کو ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَاَذّٰى يَتَاَذّٰى مِنْهُ النَّاسُ))

[صحيح البخارى/٨٥٦،صحيح المسلم/٥٦٢،٥٦٤]

''جو اس بدبودار درخت یا لہسن وغیرہ کو کھائے وہ مسجد میں نہ آئے کیونکہ جن چیزوں سے لوگ تکلیف محسوس کرتے ہیں ان چیزوں سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔''

کچھ لوگ حقہ اور سگریٹ استعمال کرتے ہیں ان کے منہ سے یقیناً ایسی بدبو آتی ہے کہ آدمی پریشان ہو جاتا ہے یقیناً اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ مسجد میں ہم عبادت وریاضت کے لیے آتے ہیں یا ملائکہ کو تکلیف دینے کے لیے؟ عام مسلمانوں کو تکلیف دینا اگر شریعت میں گناہ ہے تو کیا معصوم فرشتوں کو تکلیف دینا گناہ نہیں؟ حقہ سگریٹ کے عادی احباب اپنے رویّے پر فوراً توجہ فرمائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ فرشتوں کو تکلیف دیتے دیتے موت آجائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں ایسے اعمال سے بچنے کی توفیق دے جن کے کرنے سے اللہ کی رحمت روٹھ جاتی ہے اور ایسے اعمال کرنے کی توفیق دے جن سے اللہ کی رحمت واجب ہوتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ کی رحمت کے حقدار ہیں اللہ ہم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

خطبہ: 16

شانِ محدثین کرام اور عظمت محدثین پر شاندار مدلل خطبہ
نادر تربیتی واقعات کا دلنشین مجموعہ

محدثین اولیائے کرام ہیں

﴿اَلَا اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ‌ۚ‌ۖ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ؕ لَهُمُ الۡبُشۡرٰى فِى الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ‌ ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ‌ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ﴾ [یونس: ٦٢تا٦٤]

حمد وثنا اور کبریائی، بڑھائی، یکتائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین، دین اسلام ہے اور یہ دین اللہ نے اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا اور آپ نے اللہ کے دین پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دکھلایا اور انہوں نے آپ کی تمام احادیث حتی کہ اداؤں اور اشاروں کو بھی اچھی طرح محفوظ کیا اور یہ پسندیدہ دین ان کے بعد تابعین اور محدثین میں منتقل ہوا اور یہ سلسلہ چلتا رہا، اللہ تعالیٰ کے منجملہ احسانات میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ وہ دین آج ہمارے پاس پورے کا پورا مکمل محفوظ ہے، اللہ کی زمین پر انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے جنہوں نے خود نبی کریم ﷺ سے یہ دین حاصل کیا اور ان کے بعد سب سے بلند مرتبہ رکھنے والے محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم ہیں، جنہوں نے شب وروز کی محنتوں سے اس دین کو اکٹھا کیا اور اس دین کو جو نبی کریم ﷺ نے احادیث کے ذریعے

بیان فرمایا اور جس کی صراحت فرمائی، محدثین نے کئی کئی مہینوں کا سفر طے کر کے اس دین کو اکٹھا کیا اور اسکی حفاظت فرمائی یہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اللہ کی زمین پر سب سے بڑے اولیاء کرام ہیں اور ان کو جو مقام حاصل ہے شاید کہ قیامت تک مسلمان یہ مقام حاصل نہ کر سکیں آپ اس شخص کی ولایت کا اندازہ کیجیے جس نے ایک حدیث رسول ﷺ کے لیے کئی مہینوں کا سفر طے کیا، درختوں کے پتوں پر گزارا کیا اور گھر بار کی رونقیں چھوڑیں، آسانیاں چھوڑیں اور نبی کریم ﷺ کی احادیث کو اکھٹا کیا اور یہ چشمہ صافی امت محمدیہ تک پہنچایا۔

اہل حق پر غلط تہمت

شیطان نے لوگوں کو صراط مستقیم سے دور رکھنے کے لیے ایسے ایسے ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں کہ بڑے بڑے سمجھدار بھی ساری زندگی شرک و بدعت سے باہر نہیں نکل پائے۔ اہل حق و اہل حدیث سے متنفر کرنے کے لیے شیطان آئے دن منصوبے تشکیل دیتا رہتا ہے اور اہل بدعت اس منصوبے کو خوب پروان چڑھاتے ہیں جب اہل حق ''مسلک اہل حدیث'' کے کافی شافی کتاب وسنت کے دلائل سے مزین موقف کا کسی طرف سے جواب نہ بنے تو فوراً کہہ دیا جاتا ہے کہ اہل حدیث تو ہیں ہی اولیاء کے گستاخ، جب کہ اہل حدیث کے متعلق یہ بات کرنا سراسر تہمت اور جھوٹ ہے۔

اہل حدیث اولیاء کرام کی عزت وعظمت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کو بے دین اور ملحد کا لقب دیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلک اہل حدیث کی عظمت اور سچائی اس قدر واضح ہے کہ وہ اولیاء کی عقیدت کے نام پر شرک وبدعت کے چور دروازے بھی نہیں کھولنے دیتے۔ اولیاء کے احترام میں اس قدر آگے بڑھ جانا کہ عبادت کی جو صورتیں صرف رب العالمین کے لیے خاص ہیں ان میں اولیاء کو بھی شریک کر لینا سراسر شرک ہے۔ اولیاء کرام شرک وبدعت اور اپنے درباروں، مزاروں کی طرف بلانے والے نہیں ہوتے، بلکہ وہ علی الاعلان توحید وسنت کی دعوت دیتے ہیں اور صرف ایک در، درِ خداوندی پہ جھکنے کی دعوت دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں اولیاء کرام کی

جتنی صفات بیان ہوئی ہیں وہ سب کی سب حضرات محدثین میں پائی جاتی ہیں اور یہی لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد پہلے ولی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنے والی جماعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس امت کے کئی خصائص بیان کیے میں یہ چاہتا ہوں کہ محدثین کے خصائص قرآن سے بیان کیے جائیں اور ان کی عظمت قرآن کی روشنی میں دیکھی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ [الاحزاب ٣٣/٥٦]

''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں، اے مومنو! تم بھی میرے حبیب پر درود وسلام بھیجا کرو۔''

سامعین کرام! قرب الٰہی کے لیے درودِ پاک کا اہتمام بہت ضروری ہے بلکہ اہل حدیث کی عقیدت تو یہاں تک ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جو کثرت سے درودِ پاک نہیں پڑھتا وہ اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں کہلا سکتا اگر محدثین کی جماعت کو اس آیت مبارکہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس جماعت نے سب سے زیادہ آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھا، اگر مجلس حدیث میں ان کے سامنے آپ ﷺ کا نام بیسیوں دفعہ آیا تو ان پر بیسیوں دفعہ درود پڑھا گیا، یہ ایسی پاکیزہ اور محترم جماعت ہے کہ مجلس حدیث میں اگر روایت کا سماع کرتے یا اخذ کرتے ہوئے سینکڑوں یا ہزاروں مرتبہ نبی کریم ﷺ کا نام آیا اور راوی نے پڑھا ((رسول اللہ ﷺ)) تو ہر بار انہوں ''ﷺ، ﷺ'' کا نذرانہ پیش کیا، اس لحاظ سے بھی ان کی جماعت سب سے زیادہ نمایاں اور بلند مرتبہ کی حامل ہے کہ یہ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے والی ہے۔

بہترین امت کے اصل مصداق

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو سننا، سمجھنا اور پھر حد درجہ دیانتداری سے احاطہ تحریر میں لانا یہ حضرات محدثین کا فقید المثال کارنامہ ہے اور اسی وجہ سے یہ خیر امت کے اصل مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ [آل عمران : ۳/ ۱۱۰]

”تم بہترین امت ہو جن کو لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔“

سامعین کرام! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین امت قرار دیا اور خیر امت کا لقب عطا فرمایا اور اس کی وجہ بھی بیان کی کہ ایک خوبی تم میں یہ ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو خیر امۃ کے لقب کے مستحق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد یہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم ہیں، جنہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کر دیا اور ”بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً“ پر عمل کرتے ہوئے ایک ایک حدیث اور جملہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے کئی کئی ہفتوں کا سفر کیا اور لمبے لمبے پیدل سفر کیے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ ذخیرہ امت تک من وعن پہنچانے کے لیے کئی کئی مہینوں کا سفر کرنا امر بالمعروف کا اعلیٰ نمونہ اور اس کی بہترین مثال ہے، جو آج تک امت مسلمہ کا کوئی گروہ انجام نہیں دے سکا اور یہ شرف صرف حضرات محدثین کو حاصل ہوا۔

اللہ نے فرمایا: یہ امت برائی کے کاموں سے روکتی ہے اور یہ اس کی دوسری خوبی ہے اور محدثین کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں فتنوں کا مقابلہ کیا اور جنہوں نے ذخیرہ حدیث کے چشمہ صافی کو گدلا کرنے کی کوشش کی محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے علمی قوت کے ساتھ ان کا

مقابلہ کیا اور تحقیقی ذوق اور تخلیقی شوق اور علمی بصیرت کے ساتھ وضاعین کا مقابلہ کیا اور ضعیف اور صحیح احادیث کو الگ الگ کیا یہ امت امسلمہ پر اتنا بڑا احسان ہے کہ آج اگر ہمارے پاس احادیث صحت اور سقم کے فرق کے ساتھ نہ پہنچتیں تو شاید اسلام پر چلنا ناممکن ہوتا، بلکہ قرآن مجید اس وقت تک سمجھ آ ہی نہیں سکتا جب تک اس کی تفسیر کو حدیث مبارکہ سے سمجھ نہ لیا جائے۔

اعلیٰ درجہ کے صالحین

قرآن حکیم نے جس خیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور نبی رحمت ﷺ نے جس نیکی کی طرف راہنمائی کی وہ خیر اور نیکی آپ کو محدثین کرام ؒ میں مکمل واضح اور نمایاں نظر آئے گی۔ بلکہ علم وعمل اور نیکی کے اعلیٰ، نادر بے مثال نمونے دیکھنے ہوں تو اس پاکیزہ جماعت کی سیرت پڑھیں۔ ہم سورۂ فاتحہ قرآن مجید کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں ہم کہتے ہیں:

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾

''یا اللہ! سیدھی راہ کی طرف ہماری راہنمائی فرمانا اور منعم علیہ لوگوں کا ہمیں راستہ دکھلانا۔''

کن لوگوں کو اللہ نے منعم علیہ کہا ہے، اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾ [النساء: ٦٩/٣]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جن پر میں نے انعام کیا وہ چار طرح کے لوگ ہیں:

① انبیاء ② صدیقین

③ شہداء ④ صالحین

اس آیت سے بھی محدثین کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ صالحین محدثین ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ ہیں، اللہ کی زمین پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اگر صلحاء اتقیاء کی

اگر کوئی جماعت ہے تو وہ محدثین کی جماعت ہے، آپ قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں ان میں صلحاء کی جو جو شرائط ملیں گی، یقین جانیے! وہ تمام صفات اور شروط آپ کو محدثین میں بدرجہ اتم ملیں گی، وہ صالحیت کی ایسی بلندی اور معراج پہ ہیں، کہ شاید قیامت تک کے مسلمان اس بلندی کو نہ چھوسکیں۔ مگر افسوس! کہ ایسی عظیم پاکیزہ جماعت کو بطور اولیاء کرام کیوں متعارف نہیں کروایا جاتا؟ جن کی زندگی کا ایک ایک سانس ان کے صالح، نیک اور متقی ہونے کا گواہ ہے اور ان کے مقابلہ میں ان لوگوں کو بڑھا چڑھا کر ولایت کی کرسی پر جلوہ افروز کیا جاتا ہے جو توحید وسنت کے تقاضوں پر بھی پورے نہیں اترتے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایمان وتقویٰ سے مزین اعلیٰ درجہ کے صالحین

ایمان وتقویٰ ان کی روح کی غذا بن چکا تھا۔ ہر وقت شرک کے رد اور سنت کے احیاء کے لیے تڑپتے رہتے اور نجی وذاتی زندگی میں اس قدر محتاط کے بے وضو رہنا بھی مناسب نہ سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾ [یونس: ٦٢تا٦٤]

”خبردار جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اور جو اللہ کے محبوب ہیں ان کو کوئی ڈر اور خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے، جو ایمان لائے اور تقوی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔“

ان آیات میں اللہ نے اپنے اولیاء کا مرتبہ اور مقام بیان کرتے ہوئے ان کی دو نشانیاں بھی بیان فرمائی ہیں، آپ محدثین کی زندگیوں کا مطالعہ کریں آپ کو ایک ایک محدث ایمان کی معراج پہ نظر آئے گا، ایمان وتقوی کی نادر مثالیں اور ان کی زندگیوں سے ملتی ہیں کہ شاید چشم فلک نے ان سے بڑے صاحب ایمان اور صاحب تقویٰ نہ دیکھے ہوں چنانچہ ان سے محبت رکھنا جزو ایمان ہے۔

تروتازہ، مبارک چہروں والے

رسول اللہ ﷺ کی ایک عظیم دعا کے اصل مصداق بھی یہی اولیاء کرام، حضرات محدثین ہیں اور اسی طرح محدثین کی شان کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا ثُمَّ اَدَّهَا كَمَا سَمِعَهَا))

[جامع ترمذی، العلم ماجاء فی الحث ۲۶۵۸،صحیح مشکاۃ المصابیح العلم: ۲۲۸]

"اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی پھر اسے یاد کیا، پھر اسے لوگوں تک پہنچایا۔"

چہرے کو تروتازہ رکھنے کا مطلب یہ ہے اللہ اسے زندگی کی رونقیں، خیریں اور برکتیں نصیب فرمائے، آفتوں، مصیبتوں، پریشانیوں اور دنیا کی تمام آفات سے بچا کر رکھے۔

سامعین کرام! محدثین کرام جب حدیث مبارکہ کے سفر میں نکلے تو بعض محدثین بیس بیس سال تک گھر نہیں لوٹے اور دور دراز ممالک کا سفر کیا لہٰذا حدیث نبوی کے مصداق محدثین کے چہرے آج بھی تروتازہ ہیں آج اتنی صدیاں گزرنے کے باوجود ان کا نام لینے سے کئی چہروں پر رونق آتی ہے، یہی وہ محدثین ہیں جنہوں نے صحیح معنی میں حدیث نبوی ﷺ کی خدمت کی اللہ نے قیامت تک کے لیے ان کے ذکر کو بلند کر دیا۔ ان کے چہرے کی تروتازگی ان کی شخصیت وعظمت کو قیامت تک زندہ رہنا ہے یا آپ ﷺ نے بالخصوص چہرے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ عموماً لمبے سفروں سے چہرے مرجھا جاتے ہیں یا موت کے وقت چہروں کی رنگت متغیر ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے عظیم دعا فرمائی کہ اللہ ہر حالت میں ان کے چہروں کو پرنور رکھے جو اپنی زندگی میرے فرامین کے لیے وقف کر دے۔

سامعین کرام! میں یہاں رک کر یہ اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خدارا! اپنے

بیٹوں اور بیٹیوں کو جہاں آپ قرآن پاک حفظ کرواتے ہیں وہاں ساتھ ساتھ حدیث کا مجموعہ بھی ضرور حفظ کروادیا کریں جب ہم اہل حدیث یہ عمل چھوڑ گئے تو اللہ کی سرزمین پر کون سی ایسی جماعت ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث اپنے سینوں میں محفوظ کرے گی۔حفظ حدیث کی برکات وثمرات اوراس کے فوائد کا آپ اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ تو آیئے!علم وعمل کے چراغ حضرات محدثین کی ولایت کا ذکر سنیں۔

محدثین کے کردار کی ایک جھلک

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے باہم گفت وشنید جاری ہوئی کہ آیئے! دیکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ میں کون کون سی خوبیاں ہیں ،غوروفکر کرتے رہے دیکھتے رہے کہ فلاں خوبی بھی ان میں موجود ہے،فلاں اچھی خصلت بھی ان میں موجود ہے،فلاں خصوصیت سے بھی ان کا دامن معطر ہے،غوروفکر کے بعد امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اوران کے زملاءواصدقاء اس نتیجہ پر پہنچے کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے عظیم محدث ہیں،ایک ایسے ولی ہیں جن میں تمام خوبیاں موجود ہیں صرف ایک خوبی نہیں کہ وہ شرف صحابیت پر فائز نہیں ہیں،انہوں نے آپ ﷺ کا چہرۂ انور کا دیدار نہیں کیا،اس کے علاوہ ہر پاکیزہ خصلت ان میں نمایاں نظر آتی ہے یہ تھے وہ اولیاء کرام جن کے مرتبہ کو قیامت تک کوئی نہیں پاسکتا۔

نماز کی حالت میں اللہ سے ملاقات کرنے والے

اللہ کی عبادت،حدیثِ رسول کی تائید ونصرت اور خلق خدا کی خدمت ان لوگوں کا شعار تھا ان خوش نصیبوں نے ساری جوانی لغویات سے بچا کر حدیثِ رسول کی چوکیداری کے لیے قربان کردی۔اوران میں سے بعض ایسے خوش نصیب ہیں کہ لمبے لمبے رکوع اور لمبے لمبے قیام اور لمبے لمبے سجدے ان کی زندگی کا محبوب مشغلہ تھا۔آپ حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کا مطالعہ فرمائیں آپ بہت زیادہ رو رو کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ خشیت اور خوفِ خدا کا عالم یہ تھا کہ وجود لرز اٹھتا۔لیکن اب میں آپ کے سامنے ایک ایسے

سعادت مند کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو حالتِ نماز میں ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جاملا۔

حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب میں حضرت حمید الطّویل رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر فرماتے ہوئے لکھا ہے: مَاتَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي کہ آپ کو موت آئی اس حال میں کہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ سبحان اللہ!

یہ کیسی قابل رشک موت ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ محدثین اپنی ہر نماز کو آخری نماز سمجھ کر پڑھا کرتے اور اسی طرح فرمان نبوی کے مطابق اپنی موت کو اپنی نماز میں یاد رکھا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نفیس اور اعلیٰ شخصیات پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

راتوں کو اٹھ کر رونے والے

اللہ کا ولی للّٰہیت اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے، جس میں للّٰہیت اور تقوی اور خوف خدا کی جھلک نظر نہ آئے ایسا آدمی اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا، اولیائے رحمٰن کی سب سے اولین خوبی یہ ہوتی ہے کہ ان کو ہر وقت آخرت کی فکر لاحق رہتی ہے وہ ہمہ وقت تقویٰ کی چادر اپنے اوپر اوڑھے رکھتے ہیں، آیئے! اس اعتبار سے محدثین کو دیکھتے ہیں۔

امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث ہیں اور محدثین کے اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے اور آپ کو عابد اہل مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ایک دفعہ آپ رات کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ نماز کے درمیان آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رونا شروع کر دیا ''فَكَثُرَ فِي الْبُكَاءِ '' حلیۃ الاولیاء میں اس واقعہ کو نقل کیا گیا ہے، جب حد سے زیادہ رونا شروع ہوئے تو گھر والے آپ کے قریب پہنچے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ''فَاسْتَعْجَمَ عَلَيْهِمْ فَتَمَادَى فِي الْبُكَاءِ '' آپ کے اس کثرت سے رونے کی وجہ دریافت کی، آپ نے گھر والوں کو کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا اور زیادہ رونا شروع کر دیا آپ کے ایک ساتھی ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ تھے، گھر والوں نے ان کو آپ کے پاس بھیجا کہ آپ ان سے کثرت بکاء کی وجہ دریافت کریں، جب وہ آپ کے پاس پہنچے اور وجہ دریافت کی تو امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ابو حازم بات یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کرتے کرتے جب

میں اس آیت مبارکہ پر پہنچا:

وَبَدَا لَهُم مِنَ اللّٰهِ مَا لَم یَکُونُو یَحتَسِبُونَ

آج انسان غفلت کی نیند سو چکا ہے، آوارگی اور بے راہ روی اس کا مشغلہ بن چکا ہے جبکہ قیامت کا دن آنے والا ہے جب سامنے وہ اعمال بھی آئیں گے جن کا وہ گمان بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ اعمال بھی میں نے کیے ہیں، امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب یہ آیت میں نے تلاوت کی اور اپنے ماضی میں دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور میں ان آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا جب یہ آیت امام ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے وقت کے محدث سے سنی اور اس پر غور کیا تو انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا تو گھر والوں نے کہا ابو حازم! ہم نے تو آپ کو ان کے پاس بھیجا تھا کہ "لِتُفَرِّجَ عَنَّا فَزِدتَهٗ" تاکہ آپ ان کو خاموش کروائیں الٹا آپ نے بھی رونا شروع کر دیا ہے، چنانچہ امام ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت گھر والوں کو بھی سنائی۔ تو ان کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے تر ہو گئیں

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ غور فرمائیں! کہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم صبح کو مجلس حدیث کی زینت بننے والے اور راتوں کو اللہ کے سامنے رونے والے تھے، صبح کو احادیث سناتے اور راتوں کو انہی زبانوں کے ساتھ اللہ کے قرآن کی تلاوتیں کرتے، مجھے بتلایئے ان سے بڑھ کوئی ولی ہوسکتا ہے، ان سے بڑھ کر کبھی چشم فلک نے کبھی ولی دیکھے ہوں گے، یہ ہیں اللہ کے ولی جن کے اندر تقوی اور پرہیزگاری تھی، یہ تھی للّٰہیت، یہ تھا آخرت کا فکر۔

عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کی خدمت بھی

محدثین کرام ہمہ صفت موصوف لوگ تھے عبادت اور خدمتِ حدیث کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے والدین کی قدردانی اور تابعداری میں بھی ایک ایسا نمونہ پیش کیا کہ آج ہمیں ان جیسا والدین کا ادب واحترام کرنے والا شخص کوئی بھی نظر نہیں آتا کئی محدثین کے بارے میں آتا کہ وہ والدہ کی موجودگی میں گھر کی چھت پر نہیں چڑھا کرتے تھے کہیں ماں کو نیچا کرتے ہوئے آپ اونچے نہ ہوجائیں۔ سید المحدثین، امام الفقہا حضرت امام

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ لَمْ يَحُجَّ أَبُو هُرَيْرَةَ حَتّٰى مَاتَتْ أُمُّهَا کہ جب تک ان کی بوڑھی ماں زندہ رہی وہ ان کی خدمت میں لگے رہے ان کے فوت ہونے سے پہلے بیت اللہ کے حج کے لیے بھی سفر نہیں کیا۔ اور اسی طرح حضرت امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کا ہم ذکر کر رہے تھے وہ والدہ کے اس قدر فرمانبردار تھے کہ حدیث پڑھانے کے بعد جب گھر تشریف لاتے كَانَ يَضَعُ خَدَّيْهِ عَلٰى قَدَمَيْهَا تو اپنے رخسار اپنی ماں کے قدموں میں رکھ دیتے اور فرماتے اے میری اماں! اس عزت والے مقام پر اپنے پاؤں کو خوب رکھو، تاکہ عرش و فرش کے مالک کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ اگر میں حدیثِ رسول کا امام ہوں تو اپنی ماں کا خدمت گزار بھی ہوں۔

سامعین کرام! بلند رتبہ پانے کے باوجود دل و جان سے بوڑھے والدین کی قدر کرنا یہ بہت بڑی نیکی ہے وگرنہ مال و دولت اور کمال پا کر بڑے بڑے لوگ احسان فراموش بن جاتے ہیں اور ہم نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے لوگوں کو، معاف کرنا حتی کہ منبر و محراب کے وارثین کو والدین کے سامنے غلیظ زبان چلاتے ہوئے کئی بار سنا۔ بلکہ میری زندگی کا واقعہ ہے کہ میرے ایک پڑھے لکھے عزیز نے اپنی والدہ کے سامنے اس قدر بیہودہ بکواس کی کہ وہ بچاری غصے میں آ گئی اور اس نے سینہ کوبی شروع کر دی چنانچہ دل پر دباؤ آنے کی وجہ سے چند دنوں بعد اللہ کو پیاری ہو گئی۔ وہ عورت انتہائی نیک سیرت اور محسنہ خاتون تھیں۔ لیکن پڑھے لکھے بدتمیز بیٹے نے اس انداز سے اس مقدس رشتے کو انجام تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ حضرات محدثین کی طرح ہم سب کو اپنے والدین کی محبت، الفت اور قدر نصیب فرمائے۔ آمین!

دنیوی حرص و ہوس سے پاک

آپ اندازہ کیجئے! کہ محدثین کی جماعت ایک ایسی جماعت ہے، جو دنیا کے مال و متاع اور دنیا کے حرص و ہوس سے بالکل پاک جماعت تھی اور ہاں یہ یقینی بات ہے کوئی بندہ اس وقت تک اللہ کا ولی نہیں بن سکتا جب تک اس کا دل دنیا کی حرص و ہوس سے پاک نہ ہو،

تو آیئے ان محدثین کی زندگیوں پر غور فرمایئے!

امام عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے والد نے ان کو ایک باغ جو مر وعلاقہ میں تھا ان کو عنائیت کر دیا، اور ان کی بہنوں کو حصہ وراثت سے محروم کر دیا اور محبت کی بنا پر سارا باغ ان کو دے دیا، جب آپ جوان ہوئے اور حدیث کا علم حاصل کیا اور ان کو معلوم ہوا کہ اگر چہ ان کے والد گرامی نے یہ کام ان کی محبت کی بنا پر کیا، مگر انہوں نے یہ کام حدیث رسول ﷺ کے مطابق نہیں کیا، تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام ہمشیر گان کو بلایا اور وہ تمام باغ ان میں شرعی حصص کے مطابق تقسیم کر دیا اور فرمانے لگے کہ اگر چہ میرے والد محترم نے یہ کام محبت میں آکر کیا تھا مگر یہ شریعت کی بیان کردہ حدوں کے مطابق نہیں تمام حصے جو بہنوں کے بنتے تھے ان میں تقسیم کر دیئے۔

سامعین کرام! یہ تھے محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم جو دنیا سے بے پرواہ اور لوگوں کو ان کے حقوق ادا کرنے والے تھے۔

جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾ [یونس: ٦٢تا٦٤]

”خبردار جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں، اور جو اللہ کے محبوب ہیں ان کو کوئی ڈر اور خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے، جو ایمان لائے اور تقوی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔“

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ساری زندگی اللہ کے دین کے لیے اپنی زندگیاں قربان کر دیتے ہیں یہ ہیں وہ اولیاء رحمٰن جو للٰہیت کے پیکر اور خلوص سے بھر پور تھے۔

سخی اور دریا دل لوگ

محدثین کرام کو آپ ہر خوبی میں آگے بڑھا ہوا دیکھیں گے۔ سخاوت میں معاملہ میں بھی یہ لوگ اپنی مثال آپ تھے اختصار کے پیش نظر میں آپ کی ملاقات ایک ایسے عظیم

محدث سے کرواتا ہوں کہ جن کی سیرت کو لکھتے ہوئے امام ذہبی اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قلم بھی جھوم اٹھا۔ وہ ہیں حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث رسول کے عالی شان امام تھے بہت زیادہ صحیح احادیث آپ سے مروی ہیں آپ معزز، شریف اور صاف گو نیک مزاج رکھنے والے شخص تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ مَا کَـانَـتُ خَـصُلَةٌ یُتَقَرَّبُ بِهَا اِلَی اللّٰهِ اِلَّا فِیهِ تِلْكَ الْخَصُلَةُ کہ جو بھی خوبی بندے کو اللہ کے قریب کرسکتی ہے وہ حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ میں موجود تھی آپ اسی ہزار دینار سالانہ زکوٰۃ دیا کرتے تھے اور ہمیشہ مہمانوں یا غرباء کے ساتھ صبح وشام کا کھانا کھاتے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے تھوڑے سے زرد رنگ کا مطالبہ کیا تو آپ نے تیس تھیلے زرد رنگ کے آپ کے ہاں بھیج دیے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں سے اکثر تھیلے پانچ سو دینار کے فروخت کردیے لیکن پھر بھی وہ زرد رنگ کی خوشبو والی تھیلیاں میرے پاس بچ گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگے! حضرت صاحب مجھے ایک شیشی شہد چاہیے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر کے اندر گئے اور ایک شہد کا مرتبان لاکر اس عورت کو دے دیا۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے آپ کے ساتھی کہنے لگے شیخِ محترم! عورت نے تو آپ سے ایک چھوٹی شیشی کا مطالبہ کیا تھا۔ چلو آپ نے اگر زیادہ دینا ہی تھا تو دو یا تین شیشیاں دے دیتے۔ لیکن آپ نے اتنا بڑا مرتبان لاکر اس عورت کو دے دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے مثال جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ کے بندو! اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگا ہے اور ہم نے اپنے ظرف کے مطابق دیا ہے۔

ذی وقار سامعین! آج اگر یہی سوچ ہر شخص کی ہو جائے کہ وہ ہر معاملے میں اپنے ظرف کا خیال رکھے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر طرف محبت ہی محبت کی خوشبو پھیل جائے۔ مگر افسوس کہ ہم کم ظرف لوگوں کے مقابلے میں آکر کمینگی کا مظاہرہ کرنا شروع کردیتے ہیں جس سے ہماری شخصیت اور سیرت پہ آنچ آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو فراخی والا رزق عطا

کرے اور حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دریا دلی کے ساتھ اپنے پیاروں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زبان کے پاک صاف لوگ

حضرات محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اعلیٰ تربیت کا ایک عظیم شاہکار تھے، جتنا پاکیزہ ماحول ان کا تھا اس کا اندازہ آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے لگا سکتے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی ہے کہ غیبت کرنا حرام ہے، حدیث پڑھنے کے بعد اللہ میرا گواہ ہے میں نے ساری زندگی غیبت نہیں کی۔

شاید! ہماری زندگی کا کوئی ایک دن بھی غیبت کرنے کے بغیر نہ گزرتا ہو کہ جس میں ہم غیر کی عزتوں پہ حملے اور جملے نہ کسیں، جب تک ہماری زبانیں لوگوں کا خون نہ چوسیں، جب تک ہم اہل حق سے متنفر کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور نہ لگالیں اور ان کی بیان کردہ سچی اور کھری باتوں کو توڑ پھوڑ کر بیان نہ کریں اس وقت تک ہمیں سکون نصیب نہیں ہوتا۔ آج غیبت ہماری غذا بن چکی ہے، آج میں محدثین کا حافظہ نہیں بیان کرنا چاہتا بلکہ ان کی ولایت بتلانا چاہتا ہوں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی کسی کی غیبت نہیں کی تو اللہ نے فرمایا کہ قیامت تک کے لوگوں کو میں اس کام میں لگادوں گا کہ وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر بھی کریں اور ان کے لیے بخشش کی دعا بھی کریں، یہ اعلیٰ تربیت کا نادر شاہکار تھے۔

اور اسی طرح حدیثِ رسول کے ان محافظوں نے پوری زندگی اپنی زبان کی بھی حفاظت کی۔ بلکہ ان کی سیرت سے یہاں تک احتیاط نظر آتی ہے کہ غیبت کرنا تو درکنار غیبت سننا بھی پسند نہیں کرتے۔ ایک دفعہ کسی محدث کو ایک شخص آکر کہنے لگا: حضرت صاحب فلاں شخص نے آپ کے خلاف بڑی باتیں کی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سن کر فرمانے لگے مَا وَجَدَ الشَّیْطَانُ غَیْرَكَ کیا شیطان کو ڈاکیا تو ہی ملا ہے تیرے علاوہ شیطان کو کوئی نہیں ملا......؟ یہ بات سن کر چغل خور بہت شرمندہ ہوا۔ اسی طرح کا معاملہ شیخ العرب والعجم علامہ بدیع الدین الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی پیش ہوا۔ ایک شخص آکر کہنے لگا: حضرت صاحب!

فلاں شخص نے آپ کے خلاف یہ بات کی ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: اے تو بہت بڑا ظالم ہے! وہ کہنے لگا شاہ صاحب! وہ کیوں؟ شاہ صاحب نے فرمایا: اس نے تو مجھے پتھر مارا تھا لیکن مجھے لگا نہیں لیکن تو اتنا بڑا ظالم ہے کہ تو نے وہ پتھر اٹھا کر مار ہی دیا۔

اگر آج یہی تربیت ہماری بھی ہو جائے اور ہم ان اولیائے رحمٰن کی طرح غیبت کریں نہ سنیں تو معاشرہ کی سب نفرتیں محبتوں میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

خاموشی اور سنجیدگی کے پیکر

دین میں خاموشی بھی عبادت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکمت کا درجہ دیا ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس عبادت وحکمت کو اپنانے والے بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ محدثین کرام جہاں لغویات، فضولیات اور بیہودہ گوئی بچتے تھے وہاں خاموشی اور سنجیدگی کو بھی ان کی زندگی میں بہت اہمیت حاصل تھی۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حد درجہ سنجیدہ، خاموش طبع اور حق گو انسان تھے۔ ایک دفعہ آپ کو کسی نے کہا:

اِذَا کُنْتَ فِی الْحَدِیْثِ نَشَطْتَّ وَاِذَا کُنْتَ غَیْرَ الْحَدِیْثِ کَاَنَّکَ مَیِّتٌ فَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ؟ اِنَّ الْکَلَامَ فِتْنَۃٌ

''جب آپ حدیث پڑھنے پڑھانے میں ہوتے ہیں تو آپ میں بہت تروتازگی اور بیداری ہوتی ہے اور حدیث کے بعد آپ ایسے ہو جاتے ہیں گویا آپ کے جسم میں روح ہی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے سائل! کیا تیرے علم میں نہیں؟ کہ کلام بہت بڑا فتنہ ہے۔''

انتہائی روشن دماغ لوگ

پوری تاریخ میں آپ کو محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی طرح کے اعلیٰ دماغ کے لوگ نہیں ملیں گے لاکھوں احادیث سند ومتن کے ساتھ یاد کرنا اور حدیث کے جس حصہ میں کسی لفظ یا حرف کا فرق ہے اس کو اسی طرح ذہن میں محفوظ رکھنا یہ صرف اسی عظیم جماعت کا خاصہ تھا۔ انگریزوں میں بڑے بڑے ذہین دماغ ہوئے مگر وہ حفظ وضبط اور اتقان کے لحاظ سے

محدثین کے عشر عشیر کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے اور ان کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ یہ دیانت دار لوگ تھے اور بددیانت آدمی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا اگر آپ ان کی دیانت داری پڑھنا چاہتے ہیں تو اٹھایئے! صحیح بخاری اور دیگر احادیث کی کتب کہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے احادیث کو نقل کرتے ہوئے ایک ایک لفظ اور حرف کا فرق بیان کیا ہے، اگر دوسرے استاذ سے حدیث سنتے ہوئے زیر زبر کا فرق بھی آیا تو انہوں نے وہ بھی بیان کر دیا اور یہ دیانت کی ایک ایسی مثال ہے کہ امت مسلمہ کے علاوہ کوئی مذہب یہ مثال پیش نہیں کر سکتا۔

حقیقت پسندی اور دیانت کے عظیم پیکر

امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ بڑے عظیم محدث ہیں، ان کو معلوم ہوا کہ فلاں علاقہ میں ایک شخص حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہے، آپ اس حدیث کو لینے کے لیے کئی ہفتوں کا سفر کر کے اس کے پاس پہنچے اور وہ آدمی اپنا خالی دامن لیے ہوئے اپنے گھوڑے کو اپنی طرف بلا رہا تھا، گھوڑے کو باور کروا رہا تھا کہ اس کے دامن میں غلہ ہے اور گھوڑا قریب آیا تو اس نے نکیل سے پکڑ لیا اور اپنے دامن کو چھوڑ دیا، یہ سارا منظر امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اس نے ایک بے زبان سے دھوکہ کیا ہے اور وہیں سے واپس آ گئے، کہنے لگے کہ میرے ذہن میں خیال آیا جو ایک بے زبان سے دھوکہ کر سکتا ہے وہ حدیث رسول رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی دھوکہ کر سکتا ہے آج منکرین حدیث کے لیے مقام غور ہے کہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے حدیث کو بیان کرنے میں کتنی احتیاط برتی؟

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہ کا سفر کر کے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیکھی اور اپنے علاقہ کی طرف لوٹے اور جب اپنے علاقہ کے قریب پہنچے تو اپنے تھیلے میں دیکھا کہ اس میں استاد محترم کا قلم رہ گیا ہے، پھر وہ قلم واپس کرنے کے لیے کئی ہفتوں کا سفر کر کے واپس پہنچے، میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ عظیم ہستیاں آج تک چشم فلک نے نہیں دیکھی ہوں گی۔

سامعین کرام......! محدثین کرام کس قدر دیانتدار اور امانتدار تھے کتنی محنت سے

سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے انہوں نے علم حدیث کی حفاظت کی مگر افسوس کہ آج ہمارے پاس سب کچھ ہے، نہیں ہے تو ہمارے پاس حدیث رسول ﷺ کا قیمتی خزانہ نہیں، اپنے گھروں میں احادیث کی کتب رکھیں، ان لوگوں کی طرح حدیث رسول ﷺ سے محبت کریں لیکن آج ہمارے عشق کا عالم یہ ہے کہ مہینے گزر جاتے ہیں مگر ہم نے کبھی حدیث رسول ﷺ کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا، اور تیس تیس سال گزر جاتے ہیں مگر ہم نے کبھی تیس احادیث تو درکنار پندرہ احادیث بھی یاد نہیں کیں اور یقین جانیے! بیٹوں اور بیٹیوں میں فرق ہوتا ہے کچھ ماں باپ دنیا سے چلے جاتے ہیں اولاد دنیا کی رنگ رلیوں میں مصروف رہتی ہے ڈش، کیبل کے سامنے بیٹھ کر جہاں اپنا مستقبل برباد کرتی ہے وہاں قبر میں ماں باپ کا سکون بھی تباہ کرتی ہے، مگر جنہوں نے اپنی اولاد کی تربیت حدیثِ رسول ﷺ کے ساتھ کی ہوتی ہے ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد ان کے لیے دعا کرتی ہے، قرآن کریم یا حدیث رسول ﷺ کا جو بھی سبق پڑھے، ماں باپ کو پورا پورا حصہ ملتا ہے۔

ابھی غور فرمالیں......! اپنی اولاد کو کہاں چھوڑ کر جارہے ہیں......؟

یہ تھی محدثین رحمہم اللہ کی محنت اور اللہ کے دین کے ساتھ محبت۔ وہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث کا کس قدر احترام کرتے تھے؟ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک آدمی حدیث نبوی ﷺ کا احترام نہیں کرتا وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

کتب احادیث کے تراجم

اگر آج ہمارے اندر اسلاف کی طرح حدیثِ رسول ﷺ کے لیے سفر کرنے کا جذبہ نہیں ہے تو کم از کم شب و روز کی محنت سے جو پاکیزہ ذخیرہ اردو میں ترجمہ ہو کر ہمارے شہروں میں پہنچ چکا ہے اس کو ہی خرید کر اپنے گھروں میں رکھ لیں۔ صبح یا شام کسی وقت اکٹھے یا اکیلے اکیلے اس کا شوق سے مطالعہ کریں اور جب رشتہ داروں اور دوستوں میں تحائف پیش کرنے کا پروگرام بنے تو حدیث شریف کی پیاری سی کتب بھی ضرور دیں۔

یہی سچے محبت رسول کے کرنے والے کام ہیں وگرنہ زبانی دعوے بربادی کا سامان ہیں۔

کثرت کے ساتھ حج کرنے والے

حج بہت عظیم عبادت ہے بلکہ تمام عبادات کا مجموعہ اور اسلام کا اہم رکن ہے محدثین کرام نے حفظِ حدیث اور خدمتِ حدیث کے ساتھ ساتھ اس قدر شوق اور کثرت کے ساتھ حج کیے کہ آج امت کے لیے اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے چالیس مرتبہ بیت اللہ کا حج کیا اور اسی طرح حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محدثین کرام نے ان کی سیرت میں لکھا ہے کہ آپ نے پینتالیس مرتبہ بیت اللہ کا حج کیا اور اس سلسلہ میں حضرت امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ تو حد درجہ قابلِ رشک ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں ان کی سیرت بیان کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ آپ نے 91 سال کی عمر پائی اور کم وبیش 80 حج کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 107ھ میں پیدا ہوئے اور 198ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے سب سے پہلا حج گیارہ سال کی عمر میں کیا اور جب میدانِ عرفات میں تھے تو آپ نے ایک محبت بھری دعا بڑی رقت آمیزی کے ساتھ اپنے اللہ کے سامنے کی:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ عَھْدِكَ مِنْكَ

''اے میرے اللہ! اس حج کو میرا آخری چکر نہ کرنا بلکہ مجھے بار بار وقوفِ عرفہ کی سعادت نصیب فرما۔ اس کے بعد آپ 79 سال زندہ رہے اور ہر سال حج کرتے رہے اور جس سال فوت ہوئے تو اپنے شاگرد سے بیان کرنے لگے کہ اس دفعہ جب میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرنے لگا تو مجھے شرم آگئی کہ میرا اللہ کہے گا اے میرے بندے ابھی تک تو سیراب ہی نہیں ہوا۔ شاگرد کا بیان ہے کہ جس سال آپ نے وقوفِ عرفہ میں یہ جملہ نہیں کہا اسی سال آپ رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے۔

سامعین کرام! ان حقائق سے آپ اندازہ لگائیں کہ محدثین کرام کس قدر اپنے اللہ سے آشنا اور اس کے قریب تھے اور ان لوگوں نے کس طرح اپنے دل کو اللہ کے ساتھ لگایا تھا۔ ان لوگوں کے مقابلہ میں بے نماز اور بے دین لوگوں کو ''پہنچی ہوئی سرکار'' کہنا اور

ولایت کے اونچے مرتبوں پر فائز کرنا اوران حقیقی اولیائے کرام کا ذکرِ خیر تک نہ کرنا یقیناً بہت بڑی ناانصافی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان جیسے پاکیزہ جذبات نصیب فرمائے۔آمین

حدیث رسول ﷺ کا احترام

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے مسجد نبوی ﷺ میں درس حدیث دینے کے لیے آتے تو پہلے غسل کرتے پھر وضو کرتے ،دو رکعت نماز ادا کرتے اورخوشبو لگاتے پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ،اور پھر درس حدیث شروع کرتے آج ہمارے احترام کا عالم کیا ہے،امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر خیر آج آپ مشرق ومغرب میں سن رہے ہیں اللہ نے صحیح بخاری کو اتنا رتبہ کیوں دیا ہے،اتنا مقام اور فضیلت کیوں ملی؟ آج تمام مسالک اس کی صحت پر کیوں متفق ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں احادیث درج کرتے وقت جس پاکیزگی اور پرہیزگاری کا مظاہرہ کیا اس کا اندازہ ہر اہل علم کرسکتا ہے، یہ تقوی یہ للّٰہیت کسی فقیہ اور کسی محدث کے حصہ میں نہیں آئی ،امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری میں میں نے جو احادیث نقل کی ہیں

اِغْتَسَلْتُ ثُمَّ تَوَضَّاْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ

”میں نے سب سے پہلے غسل کیا پھر وضو اور پھر میں نے دو رکعت نماز ادا کی“

اس کے بعد استخارہ کیا اس کے بعد حدیث کو اپنی کتاب میں نقل کیا۔ یہ لوگ وہ تھے جنہوں نے احادیث رسول ﷺ کا احترام کیا ہے آج ہم بھی حدیث رسول ﷺ کا احترام کرتے ہیں اور بے وضو قرآن پاک اور حدیث رسول ﷺ کو نہیں چھوتے ،لیکن وہ محض احترام نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کرتے تھے۔

حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنے کا جذبہ

کتاب صلوۃ المسافرین باب فضل السنن الراتبۃ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے،وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نعمان بن سالم نے بیان کیا انہیں عمرو بن اوس نے بیان کیا،ان سے عنبسہ بن ابی سفیان نے بیان کیا،ان سے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

((سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّ اِثْنَتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهٗ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ))

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے ہیں: جو آدمی دن اور رات میں سنت اور نفل ملا کر بارہ رکعات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنا دیتے ہیں۔''

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

''جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے ساری زندگی بارہ رکعتیں ترک نہیں کیں۔''

عنبسہ بن ابی سفیان بیان کرتے ہیں:

مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ

''جب سے یہ حدیث میں نے ام حبیبہ سے سنی ہے میں ساری زندگی یہ رکعات ترک نہیں کیں۔''

عمرو بن اوس بیان کرتے ہیں:

مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ

''جب سے یہ حدیث میں نے عنبسہ سے سنی ہے میں ساری زندگی یہ رکعات ترک نہیں کیں۔''

نعمان بن سالم بیان کرتے ہیں:

مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ

''جب سے یہ حدیث میں نے عمرو بن اوس سے سنی ہے میں ساری زندگی یہ رکعات ترک نہیں کیں۔'' سبحان اللہ

مسلمان بھائیو! جن کے علم میں اس قدر پختگی ہو اور عمل میں بے پناہ حسن ہو۔کیا ان کی ولایت میں کسی قسم کا کوئی شک کیا جاسکتا ہے؟ سوائے ہٹ دھرم کے کوئی ان کی عزت عظمت اور بے مثال ولایت کا انکار نہیں کرسکتا اور کیا ہم میں سے کوئی خوش نصیب یہ اللہ کے ساتھ عہد کرے گا کہ آج کے بعد میں ان بارہ رکعات کو ترک نہیں کروں گا؟ خوش نصیب ہے وہ! جو آج یہ عہد کرے گا، یہ جذبہ تھا محدثین کا اور یہ محنت تھی محدثین کی، اولیاء الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم میں جو صفات ہوتی ہیں وہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

امت محمدیہ کے پہلے شیخ الحدیث کی عاجزی

میں مدرسہ نبوت کے شیخ الحدیث جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں جو محدثین کے سردار ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے سب سے پہلے امام ہیں، بچوں کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا رہے ہیں، پڑھاتے پڑھاتے رونا شروع کر دیا، ان کا تعارف یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ احادیث کے راوی ہیں اور یہ مدرسہ رسول کے سب سے پہلے شیخ الحدیث ہیں ''وَسَاَلَ سَائِلٌ مِنْ تَلَامِذَتِهٖ '' ایک شاگرد نے پوچھا آج حضرت آپ کیوں اتنا رو رہے ہیں، کہنے لگے آج مجھے اپنا ماضی اور بچپن یاد آگیا ہے، انہوں نے پوچھا: آپ کا بچپن کیا ہے؟ فرمایا ایک وقت وہ تھا کہ میں ایک عورت کا غلام تھا اور مجھے وہ ٹکڑے نصیب ہوتے جو اس کے کھانے میں سے بچ جایا کرتے تھے، اور میں ان پر گزارا کرتا رہا اور آج اللہ نے حدیث رسول کا امام بنا دیا ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الدِّیْنَ قِوَامًا وَجَعَلَ اَبَا هُرَیْرَةَ اِمَامًا '' اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے دین کے ذریعے اچھی زندگی دی اور مجھے امام بنا دیا میں شکر کے آنسو بہا رہا ہوں کہ اللہ نے مجھے دین کی دولت عطا کر کے حدیث رسول کا امام بنا دیا ہے۔ (مصباح الزجاجة: ۲/۲۶۱، قال البوصیری اسناده صحیح موقوف وقال شعیب الارنؤوط اسناده صحیح، صحیح ابن حبان: ۷۱۵۰ ولکن ضعفه الالبانی)

حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محاسبہ نفس اور تقویٰ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رات کو اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ پڑھتے تو اپنی داڑھی کو پکڑ کر رونا شروع کر دیتے اور یہ دعا کرتے: یا اللہ! مجھے قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرما۔

آج میں معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں، کہ آج فقہی اختلافات تو بہت زیادہ ہیں اور میں علماء سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کبھی ہم نے اپنے اسلاف کی سیرت پر غور کیا کہ وہ کیسے راتوں کو رونے والے اور اللہ سے ڈرنے والے، ریاء کاری سے بچنے والے لوگ تھے، آیئے! آخری بات کو سنا کر بات ختم کرتا ہوں کیونکہ ان کا ذکر تو مہینوں میں بھی ختم نہ ہوگا۔

خودداری تواضع اور حُبِ مدینہ سے سرشار لوگ

اللہ کے ولی کی نظر وقت کے وڈیروں کی طرف نہیں ہوتی اور نہ ہی اللہ کے ولی لوگوں کے نذرانوں کے منتظر ہوتے ہیں وہ خود تو خرچ کرتے رہتے ہیں مگر لوگوں کی جیبوں پر للچائی نظر نہیں ڈالتے اور نہ ہی وقت کے حکمرانوں کی دنیاوی وجاہت ان کے ورع وزہد اور سادگی میں کبھی حائل نہیں ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں، وقت کے حکمران ہارون الرشید تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میں حدیث رسول رحمۃ اللہ علیہ کا سبق لینا چاہتا ہوں آپ میرے گھر میں آکر مجھے سبق پڑھایا کریں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ ہارون الرشید! ''اِنَّ الْعِلْمَ لَا یَاْتِیْ وَهُوَ یُؤْتٰی عَلَیْهِ'' علم چل کر نہیں آتا علم کے پاس چل کر آیا جاتا ہے، یہ ہے خودداری کا عالم اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ہارون الرشید مسجد میں اسی تفاخرانہ انداز میں بیٹھا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ قَسَمَهُ اللّٰهُ'' جو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلندی عطا فرماتے ہیں اور جو تکبر کرتا ہے اللہ اس ذلیل ورسوا کر دیتے ہیں، اللہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں، پھر یہی ہارون الرشید آپ کو کہنے لگا: آیئے! میں آپ کو بغداد کی دعوت

دیتا ہوں۔غور فرمایئے! مسجد نبوی سے کتنا پیار ہے فرمانے لگے: ''وَاللّٰہِ لَا اَرْضٰی بِجَوَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بَدِیْلاً'' میں رسول اللہ ﷺ کا پڑوس چھوڑ کر بغداد نہیں جا سکتا، یہ ہیں وہ محدثین کرام جو اولیاء رحمٰن اور اولیاء کرام رحمہم اللہ ہیں ان کی عزت کرنی چاہیے ،ان کا احترام کرنا چاہیے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اولیاء کا ادب واحترام نہیں کرتا ہے وہ اللہ سے جنگ لڑتا ہے،اولیاء کی بے ادبی دنیا وآخرت کی تباہی ورسوائی ہے۔

اولیاء کے قرآنی اوصاف اور محدثین

قرآن کے پہلے سپارے سے لے کر آخری سورت تک آپ پورے قرآن کا مطالعہ کریں آپ کو اللہ کے نیک بندوں کی جو جو صفتیں پورے قرآن میں ملیں گی وہ تمام خوبیاں محدثین کرام میں آپ کو نمایاں نظر آئیں گی۔اور بالخصوص سورۂ فرقان کے آخر میں جو عباد الرحمٰن کی خصوصیات بیان ہوئی ہیں وہ ان اولیاء اللہ میں بدرجہ اتم پوری کی پوری موجود ہیں۔عاجزی میں رہنے والے،لڑائی جھگڑے سے بچنے والے،راتوں کو قیام کرنے والے، جہنم سے پناہ مانگنے والے،اسراف سے بچ کر انفاق کرنے والے،زنا اور دیگر حرام کاموں کے قریب تک نہ جانے والے،جھوٹی گواہی اور لغویات سے مکمل پرہیز کرنے والے،قرآن کی آیات پڑھتے اور سنتے ہوئے لرز اٹھنے والے یہی وہ محدثین ہیں کہ جن کو سورۂ فرقان کی آخری آیات میں یوں یاد کیا گیا ہے:

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝

''وہی لوگ کمال صبر کی وجہ سے جنت میں اونچے اونچے بالا خانے دیے جائیں گے اور ان کا دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ہمیشہ ہمیش کے لیے جنت ہی میں رہیں گے اور وہ اچھا ٹھکانا اور رہنے کے لیے بہترین جگہ ہے۔''

اولیاء کرام سے محبت کی انتہا

ہم اہل حدیث جن کو اولیاء رحمٰن مانتے ہیں ان میں آپ کو شرک وبدعت کی بو

آئے گی اور نہ ہی وہ رہبانیت کے ڈسے ہوں گے۔ بلکہ کتاب وسنت کے ماحول میں پرورش پاکر اسی پرچم کو لہرانے کے لیے ہر دم کوشاں نظر آئیں گے اور ہماری اولیاء کرام حضرات محدثین سے اس قدر زیادہ عقیدت ہے کہ ہم ان کا ذکر ہر مجلس میں کرتے ہیں اور ان کی کتابیں اپنے تمام مدارس میں پڑھاتے ہیں ہماری کوئی مسجد، لائبریری اور مکتبہ اولیاء کرام کی کتابوں سے خالی نظر نہیں آئے گا اور جو اولیاء سے بغض رہتا ہے وہ اللہ سے جنگ لڑتا ہے جیسا کہ صحیح البخاری، کتاب الرقاق میں 6502 حدیث قدسی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

''اللہ نے فرمایا: جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صاحبِ توحید، صاحبِ سنت، صاحب علم وعمل متقی اولیاء کرام کی سچی عقیدت نصیب فرما۔ آمین!

اولاد کے لیے یہ دعا ضرور کریں

آخر میں میں آپ سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں، اللہ کے ہاں رو رو کے دعا کیا کریں کہ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ / اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ اے اللہ میرے بیٹے کو قرآن کا علم اور دین کی فہم عطا فرما۔ یا اللہ! میرے بیٹے کو وقت کا امام بخاری بنا دے، امام مالک بنا دے، ہماری دعائیں بہت محدود ہیں اور ہماری مانگیں بہت کمزور ہیں، فتنے فسادات اور دشمن کا تسلط آپ کے سامنے ہے، ان حالات میں اولیاء کرام اور محدثین عظام کی ضرورت ہے، یا اللہ تو نے وقت کا محدث تو کسی کو بنانا ہی ہے اور یہ بھیک میں اپنے بیٹوں کے لیے مانگتا ہوں، یا اللہ! میری عمر جیسی گزری سو گزری گئی میرے بیٹوں کو حدیث رسول ﷺ کا امام بنا دے اور دوسری بات یہ ہے اپنے گھروں میں اور دیگر جگہوں میں احادیث رسول ﷺ اور قرآن کی تعلیم کو عام کیجیے، ہمارے نعرے اور دعوے بہت زیادہ ہیں مگر عملی طور پر ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بھی زبانی یاد نہیں ہے حدیث رسول

ﷺ کو یاد کرنے کا جذبہ پیدا کریں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ [يونس: ٦٢تا٦٤]

”خبردار جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں، اور جو اللہ کے محبوب ہیں ان کو کوئی ڈر اور خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے، جو ایمان لائے اور تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہیں۔“

یہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم تقویٰ، للّٰہیت کے پیکر تھے اور دنیا داری اور اس کی حرص وہوس سے کوسوں دور تھے، غرض کہ اگر میں یہ بات کروں تو مبالغہ نہ ہوگا جو انبیاء و رسل علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو بھی اچھی صفات تھیں محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم ان کا مجموعہ تھے۔

آج ہمارے اندر فرقہ بندی ہو چکی ہے، آیئے! ان کے نقش قدم پر چلیں تو آج ساری امت ایک ہو کر اسلام کی عزت و عظمت کے لیے کام کرے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا حقیقی اور سچا جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

نوٹ:

اس خطبہ کے واقعات علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب سیر اعلام النبلاء اور ابو نعیم اصفہانی کی حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، حافظ مزی کی تہذیب الکمال اور ابن حجر کی تہذیب التہذیب سے ماخوذ ہیں۔

خطبہ:17

تکلف نہ کیجیے......!

شریعت میں خلافِ حقیقت انداز اپنانا جائز نہیں

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿قُلْ مَاۤ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ○﴾

[ص: ۳۸/۸٦]

''اے نبی! ان کو کہہ دو کہ میں جو تم کو دعوت توحید دیتا ہوں، اس کا اجر میں تم سے نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔''

حمد وثنا اور کبریائی، بڑھائی، یکتائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کے زمانہ مبارکہ میں جس نے بھی آپ کی سیرت کو اپنایا اللہ تعالیٰ نے انکی زندگیوں کو، خوشحالیوں اور رونقوں سے ہمکنار کر دیا، اور جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی سیرت کو دل سے قبول نہیں کیا بلکہ بناوٹ اور تصنع کے لبادے کو اوڑھے رکھا، وہ اپنی زندگیاں برباد کر کے چلے گئے ان کی دنیا تو ضائع ہو ہی چکی ہے آخرت میں انہیں بارگاہِ الٰہی میں سرخرو بھی نہیں کیا جائے گا۔

میں آپ کے سامنے نبی کریم ﷺ کی سیرت کا ایک حساس پہلو بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تکلف اور بناوٹ سے پاک اور تصنع سے محفوظ تھے، سچائی اور حقیقت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے اور آپ ﷺ نے ساری زندگی تکلف کو پسند نہیں کیا، تکلف کی وجہ سے جن آزمائشوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بڑی تفصیل کیساتھ میں

آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں، یہ بات ذہن نشین رہے کہ نبی کریم ﷺ جس معاشرہ میں آئے، شاہ ایران اور شاہ روم نے اپنی عزت وتکریم کے لیے طرح طرح کے تکلّفات اور بناوٹی چیزیں اپنا رکھی تھیں، جن کا سچائی اور حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، انہوں نے ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا ہے، نبی کریم ﷺ انکی تکلّفانہ زندگی سے متاثر نہیں ہوئے اور کبھی آپ ﷺ کے ذہن میں نہیں آیا کہ میرے لیے محلات ہوں اور میرے پاس سونے اور چاندی کے انبار ہوں، تب ہی میں انکو اپنے دین کی دعوت دے سکتا ہوں وگرنہ میری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، یہ آپ ﷺ نے کبھی نہیں سوچا، حالانکہ ان کے ساتھ آپ ﷺ کی خط وکتابت بھی ہوئی اور ڈیل بھی ہوئی، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے تکلّفات کو نہیں اپنایا، اکثر انسان کی فطرت اور لوگوں کی عادت ہے، جیسے جیسے انہیں اللہ مال ودولت سے نوازتے ہیں، ویسے ہی انسان سوچتا ہے کہ اب میری عزت اور مال ودولت کی بقا اسی میں ہے، کہ میں تکلّف اور تصنع کا لبادہ اوڑھ لوں، وگرنہ میری عزت پر حرف آئے گا، جبکہ انسان جتنا تکلّف اپناتا ہے اسی قدر اس کی شان وشوکت کم ہوتی جاتی ہے اور عموماً ہم جھوٹ اور دیگر گناہوں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، اور تکلّف کہ اپنے اوپر سنجیدگی کا خول چڑھا لینا اور خاموشی کے ساتھ لوگوں سے ملنا اور ثابت یہ کرنا کہ میں بہت زیادہ اوصاف کا مالک ہوں، اس تکلّف کے اندر ریاء اور تکبر اور غرور کی آمیزش پائی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ساری زندگی عاجزی اور انکساری سے بسر کی ہے، لیکن جس معاشرہ میں تشریف لائے اسمیں تکلّف کی حکومت تھی لیکن آپ نے سادگی کے پرچم کو بلند کیا ہے، اور یہ بات بھی تکلّف میں آجاتی ہے کہ ایک بات کو آدمی حق سمجھتا ہو، لیکن اس کو اپنے دل میں چھپا کر رکھے ایسے کمزور اور غلط خیالات کو دل سے نکال دینا چاہیے، نبی کریم ﷺ نے قرآن سنا کر اس بات کا اعلان کیا کہ میں تم سے کسی قسم کی اجرت کا طالب نہیں ہوں، میں تمہارے سامنے حقیقت پسندی کا اظہار کرتا ہوں، تصنع کا اظہار نہیں کرتا، لوگوں کے سامنے وقار کا خول چڑھا کر بناوٹی انداز میں ان کو ملنا یہ اس آدمی کا کام ہے جو اللہ کی

بجائے لوگوں کو اپنی عزت کا مالک سمجھتا ہے، جو اللہ کو اپنی عزت کا مالک سمجھتا ہے وہ ہر کام میں تصنع اور تکلّف کو چھوڑ دیتا ہے، اس کی خلوت اسکی جلوت سے زیادہ پاک ہوتی ہے، اس کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ پاک ہوتا ہے، اس کی گفتار میں صداقت ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾

[ص: ۳۸/۷۶]

جو میں تمہیں اللہ کا پیغام سناتا ہوں اس پر میں تم سے روپیہ پیسہ کا مطالبہ نہیں کرتا، دنیاوی جاہ وجلال کا مطالبہ نہیں کرتا، جو اللہ نے میری ظاہری اور باطنی سیرت بنائی ہے، اس میں میں تکلف سے کام نہیں لیتا۔

آیئے! نبی کریم ﷺ کی سیرت پر غور کیجیے، صحابہ بیان کیا کرتے تھے:

((نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ)) [سلسله احاديث صحيحه ۲۳۹۲]

ہمیں اللہ نے تکلّف سے منع کر دیا ہے، لوگوں کے سامنے خلاف حقیقت معاملہ پیش نہیں کرنا ہے اور نہ ہی جھوٹے وقار کا خول چڑھا کر آنا ہے، ہمیں تواضع کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہماری زندگی کے ہر شعبے میں تکلف، تصنع اور بناوٹ نے جگہ لے لی۔ مسئلہ کاروبار کا ہو یا گھربار کا صرف تکلف ہی تکلف نظر آتا ہے۔

آج کے مسلمان کی زندگی سوائے تکلف کے کچھ بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عملی زندگی میں مسائل ہی مسائل اور فتنے ہی فتنے ہیں۔ براہِ کرم! آج میری گزارشات بڑی دلجمعی سے سماعت فرمانا۔

تکلفات سے پاک مومن ہی قابل رشک ہے

حقیقت پسند، سچائی پسند، سادگی پسند، کفایت شعار مومن ہی رسول اللہ ﷺ کے ہاں محبوب ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِنَّ اَغْبَطَ النَّاسِ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِيْفُ الْحَادِ ذُوْ حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ، اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَاَطَاعَهُ فِی السِّرِّ، غَامِضًا

فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ ، وَکَانَ رِزْقُهُ کِفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذَالِكَ)) [مستدرك حاكم : ۷۲۳۰]

''میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک ایسا مومن ہے جو ہلکا پھلکا کم آمدنی والا ہو، اسے نماز سے وافر حصہ ملا ہو، نفلی نماز اور تہجد وغیرہ کا پابند ہو، لوگوں میں گمنام ہو، اسکی پرواہ نہ کی جاتی ہو، اسے ضرورت کے مطابق رزق میسر ہو اور وہ اس پر صبر کرنے والا ہو۔''

مہمانوں کے لیے تکلّف نہ کریں

مہمان کا اکرام فرض ہے مگر استطاعت کے مطابق اپنے آپ کو یا اہل خانہ کو مشقت میں مبتلا کرتے ہوئے مہمان نوازی کرنا شریعت مطہرہ میں درست نہیں، ہمارے ہاں مہمانوں کے لیے جہاں پیسے بطور قرض پکڑے جاتے ہیں وہاں برتن بھی پڑوسیوں کے گھر سے ادھار منگوائے جاتے ہیں، یہ تکلفات ہرگز درست نہیں ہیں۔

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَتَکَلَّفَنَّ اَحَدٌ لِضَیْفِهٖ مَا لَا یَقْدِرُ))

[تاریخ بغداد : ۱۰/ ۲۰۵ ،سلسله احا دیث صحیحه : ۲٤٤٠]

''ہرگز ہرگز کوئی اپنے مہمان کے لیے تکلف نہ کرے جس کی وہ قدرت نہیں رکھتا۔''

بس اپنی ہمت، بساط اور طاقت کے مطابق مہمان سے پیش آئیں، ایک مقبول سند سے واقعہ منقول ہے کہ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ اَنَا وَصَاحِبٌ لِیْ عَلٰی سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ فَقَرَّبَ اِلَیْنَا خُبْزًا وَمِلْحًا فَقَالَ لَوْ لَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَانَا عَنِ التَّکَلُّفِ لَتَکَلَّفْتُ لَکُمْ ، فَقَالَ صَاحِبِیْ لَوْ کَانَ فِیْ مِلْحِنَا سَعْتَرٌ ، فَبَعَثَ بِمِطْهَرَتِهٖ اِلَی الْبَقَّالِ فَرَهَنَهَا فَجَاءَ بِسَعْتَرٍ فَاَلْقَاهُ فِیْهِ

فَلَمَّا اَكَلْنَا قَالَ صَاحِبِيْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَنَّعْنَا بِمَا رَزَقَنَا، فَقَالَ سَلْمَانُ لَوْ قَنَّعْتَ بِمَا رُزِقْتَ لَمْ تَكُنْ مِطْهَرَتِيْ مَرْهُوْنَةً عِنْدَ الْبَقَّالِ .

''میں اور میرا ساتھی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے ہمارے سامنے کھانے کے لیے نمک اور روٹی پیش کی، اور فرمایا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے سامنے پُر تکلف کھانا پیش کرتا، میرا ساتھی کہنے لگا: اگر نمک کے ساتھ پودینہ بھی ہوتا تو کیا بات تھی! تو انہوں نے سبزی فروش کے پاس اپنا وضو والا برتن گروی رکھوا کر پودینہ منگوایا اور نمک میں ملا دیا (چٹنی بن گئی) کھانا کھا کر میرا ساتھی کہنے لگا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں عطا کردہ رزق پر قناعت کرنے والا بنایا، تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اگر تو اللہ کے عطا کردہ رزق پر قناعت کرتا تو میرا وضو والا برتن سبزی فروش کے ہاں گروی نہ ہوتا۔''

[مستدرك حاكم: جلد ٥ ص١٦٩: ٧٢٢٨]

میزبان کے لیے آزمائش بننا ہرگز جائز نہیں، بلکہ میزبان کی طرف سے جو مل جائے شکر کرتے ہوئے تناول کرنا چاہیے۔ ہماری دعوتوں میں تکلفات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ دعوت کرنا پورے گھر کے لیے مسئلہ بن جاتا ہے۔ لوگ سادگی اور حقیقت کو خیر آباد کہہ کر تکلفات کی بھرمار کر دیتے ہیں۔ جبکہ شریعت ہمیں ایسے معاملات کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔

عبادت تکلّف سے پاک

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں تکلّف ہرگز نہ تھا بلکہ ہر عبادت خشوع وخضوع سے مالا مال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوامخواہ اپنے نفس پر جبر، سختی اور تنگی نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ حد درجہ سادگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر قسم کے تکلفات سے پرہیز کرتے، اگر نماز سے قبل شدت کی بھوک ہو تو بتکلف نماز نہ پڑھیں بلکہ پہلے سیر ہو کر کھانا کھائیں پھر نماز کی طرف

جائیں اسی طرح کئی لوگ بول و براز کو بتکلف روک کر نماز میں داخل ہو جاتے ہیں جبکہ ایسا کرنا بھی خلاف سنت ہے بلکہ ایسا کرنے سے نماز ہی نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں صحیح مسلم کی روایت سماعت فرمائیں، سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بذات خود سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَ هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ))

[صحيح مسلم، الصلاة، كراهية الصلاة: ١٢٤٦]

"کھانے کی موجودگی میں کوئی نماز نہیں، اور نہ ہی اس حالت میں نماز ہوتی ہے کہ آدمی تکلفاً بول و براز روک لے۔"

معلوم ہوا کہ نفس کو خوامخواہ تکلّف میں ڈالنا اور پیش ضرورت کو پورا نہ کرنا قطعاً جائز نہیں۔ عام آدمی جب ذکر میں مصروف ہو نماز، روزہ ادا کر رہا ہو اور جب اس کو معلوم ہو کہ کوئی میری طرف دیکھ رہا ہے، تو وہ اپنے نیک عمل میں تکلّف اور تصنع سے کام لیتا ہے تاکہ دیکھنے والے کی نظروں میں میرا وقار پیدا ہو، آپ ذرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر غور کریں، آپ کی سادگی اور حسن سیرت کا اندازہ کیجئے، کتب احادیث میں معروف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے صحابہ جب میں قرآن پڑھتا ہوں، تلاوت کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اپنا رکوع، قیام اور سجدہ لمبا کروں، لیکن جب بچے کے رونے کی آواز میرے کانوں میں پڑتی ہے، تو ((أُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ)) میں اپنی نماز کم کر دیتا ہوں۔"

یعنی آپ بناوٹ سے کام نہیں لیتے تھے، حالانکہ اگر آپ نماز کو لمبا بھی کر دیں تو بچے کا رونا نماز سے افضل نہیں ہو سکتا، لیکن آپ اتنے حقیقت پسند ہیں اتنے سچائی پسند ہیں، اس کی ماں کی تکلیف کا خیال کر کے اپنی نماز مختصر کر دیتے۔

سامعین کرام! اس لیے اپنے اللہ کے سامنے تنہائی میں رویا کرو اور لمبے لمبے سجدوں کیساتھ اللہ کو منایا کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن درجہ کی حدیث ہے کہ جو آدمی تنہائی

میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہے، اللہ کو اس کی دو رکعتیں اتنی پسند آتی ہیں، اللہ اس کی دو رکعتوں کے بدلے پچیس نوافل کا ثواب عطا کر دیتے ہیں، کیونکہ تنہائی میں تکلّف کا شائبہ نہیں ہوتا۔

علم میں تکلف

ہر مسلمان کا حق ہے کہ وہ کتاب وسنت سے راہنمائی حاصل کرے۔ اہل علم بھی بغیر کمی وبیشی اور مبالغہ آرائی کے صحیح بات عوام کے سامنے پیش کریں۔ مگر آج علمی میدان میں بھی تکلفات نے ڈیرہ جما لیا ہے۔ بعض فقہاء کی کتابیں پڑھیں تو ایسے ایسے فرضی مسائل اور تکلفات سے کام لیا گیا ہے کہ شرم کے مارے گردن جھک جاتی ہے فقہ کے نام پر شرم و حیاء اور غیرت کا جنازہ نکالا گیا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں حضرت تھانوی صاحب کی کتاب بہشتی زیور ہی دیکھ لیں کس قدر عجیب وغریب حیاء سوز باتوں کو جگہ دی گئی ہے جن کا حقیقت، سچائی اور اصل سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ حضرت محمد ﷺ ہمیشہ وحی سے مسائل بیان فرماتے، صحیح البخاری میں واضح الفاظ ہیں: ''ولا بقیاس'' کہ آپ رائے اور قیاس سے بات نہ کرتے تھے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ [صحیح البخاری : ۷۲۹۳]

ہمیں تکلف کر کے مسئلہ بتانے سے منع کیا گیا ہے۔

ہر سوال کا فوراً جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ آپ آرام سے دیکھ کر بتادیں اور راہنمائی شریعت سے کریں خود شریعت ساز نہ بنیں۔

بدعتی مریدوں کے تکلفات

کئی مذہبی لوگ فضول سختی کو اعلیٰ درجہ کی عبادت سمجھتے ہیں، آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ مختلف مہینوں میں مختلف عرسوں پر کئی لوگ پیدل جاتے ہیں، کئی اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈال لیتے ہیں اور کئی منچلے سائیکلوں پر زیارت پاک کے لیے جاتے ہیں جبکہ دین اسلام اس قسم کے تمام تکلّفات سے پاک ہے، رسولِ رحمت حضرت محمد ﷺ نے اس طرح کے تمام تکلّفات کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے اور آپ ﷺ کی زندگی میں اگر کسی نے تکلّفاً ایسا

کیا بھی تو آپ ﷺ نے سختی سے منع فرما دیا اس حوالہ سے چند احادیث سماعت فرمائیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی شَیْخًا یُھَادٰی بَیْنَ ابْنَیْهِ قَالَ: مَا بَالُ ھٰذَا؟ قَالُوْا: نَذَرَ اَنْ یَّمْشِیَ ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِیْبِ ھٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِیٌّ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَرْکَبَ))

"نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لیے چل رہا تھا، آپ نے پوچھا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہیں نے کعبہ کو پیدل چلنے کی منت مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے کو تکلیف میں ڈالیں، پھر آپ نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا۔" [صحیح بخاری: ١٨٦٥]

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((بَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ یَخْطُبُ اِذَا ھُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا: اَبُوْ اِسْرَائِیْلَ نَذَرَ اَنْ یَقُوْمَ وَلَا یَقْعُدَ وَلَا یَسْتَظِلَّ وَلَا یَتَکَلَّمَ وَیَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مُرْهُ فَلْیَتَکَلَّمْ وَلْیَسْتَظِلَّ وَلْیَقْعُدْ وَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ))

"رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص کو کھڑے دیکھا، آنحضرت ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل نامی ہیں، انہوں نے نذر مانی ہے کہ کھڑے ہی رہیں گے، بیٹھیں گے نہیں، نہ کسی چیز کے سایہ میں بیٹھیں گے اور نہ ہی کسی سے بات چیت کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ بات کریں، سایہ کے نیچے بیٹھیں اٹھیں، اور اپنا روزہ پورا کرلیں۔"

[صحیح بخاری : ٦٧٠٤]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـيْ سَفَرٍ فَرَاٰی زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّ عَلَيْهِ فَقَالَ : مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا : صَائِمٌ ، فَقَالَ : لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ اَلصَّوْمُ فِي السَّفَرِ))

"رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے آپ نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں ہے۔"

[صحیح بخاری : ١٩٤٦]

سامعین کرام! مسنون عبادت میں مشقت و تکلفات کو جائز نہیں رکھا گیا، چہ جائیکہ خود ساختہ طریقوں میں تکلفات سے کام لیا جائے، اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ساری زندگی سادگی کا حکم دیا ہے اور اعلان کیا ہے:

﴿قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾

[صحیح بخاری۔ص : ٧٦/٣٨]

لوگو! مجھے تم سے کوئی لالچ نہیں ہے، جب آدمی کے دل میں لالچ ہو اس وقت آدمی تکلف سے کام لیتا ہے، وہ عزت کا بھوکا ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾

بناوٹ اور تکلّف سے عزت نہیں ملتی، بلکہ ہر قسم کی عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے، اسی سے عزت کا سوال کیا کرو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات کو تنہائی میں قیام کرتا ہے اللہ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتے ہیں، یہی حقیقی عزت ہے کہ آدمی اللہ کے ساتھ تنہائی میں باتیں کرے اور اس کی عبادت کرے اور لوگوں کے سامنے تکلّف سے کام نہ لے۔

لباس تکلّف سے پاک

لوگ دستر خوانوں پر تکلّفات کی انتہاء کر دیتے ہیں اپنی عزت اور جھوٹی انانیت کے لیے باوجود عدم استطاعت کے طرح طرح کے کھانے سجائے جاتے ہیں، جبکہ آپ ﷺ نے اس قسم کے تکلّفات سے منع فرمایا ہے، اور آپ نے اپنا ایک ولیمہ ایسا بھی کیا کہ اس میں روٹی بوٹی نام کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ باآسانی جو کھجوریں وغیرہ میسر تھیں دستر خوان پر رکھ دی گئیں۔

سیدہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے گھر کی حالت بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں:

((اِنْ کُنَّا آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَنَمْکُثُ شَھْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ اِنْ ھُوَاِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ)) [صحیح بخاری : ٦٤٥٨]

”مہینہ مہینہ ہمارے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی ہم لوگ صرف کھجور اور پانی پر گزارہ کیا کرتے تھے۔“

اور ہستی میں مستی کرنا چاہیے، کئی لوگ متوسط درجہ یا غریب درجہ کے ہوتے ہیں مگر وہ قرض لے کر، دیگر اخراجات میں آگا پیچھا کر کے قیمتی، مہنگے لباس پہننے کے حد درجہ شوقین ہوتے ہیں اور دل ہی دل میں سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارا لباس شاہانہ یا قیمتی نہ ہوا تو معاشرے میں ہماری عزت نہیں ہوگی، لوگ ہمیں مقام نہیں دیں گے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ اکثر سادہ، پیوند لگا، ہلکا لباس زیب تن فرماتے، بلکہ آپ ﷺ کا فراش، بستر مبارک بھی حد درجہ سادہ ہوتا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

((کَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ اَدَمٍ وَ حَشْوُہٗ لِیفٌ))

[صحیح البخاری : ٦٤٥٦]

”آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کے پتوں کی بھرائی ہوئی تھی۔“

آج اسی نبی ﷺ کا نام لینے والے اپنے دفتروں میں لاکھوں روپیہ برباد کرتے

ہیں اور سمجھتے ہیں، کہ اگر ہم نے یہ تکلّفات نہ کیے تو ہمارا مقام اور معیار نہیں رہے گا، بلکہ کئی مدارس کے مدیر حضرات اس طرح زکوٰۃ فنڈ سے تکلّفات کرتے ہیں کہ عقل دھنگ رہ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

جسم پر نشانات

آپ دانائے امت تھے، دنیا کی زیب وزینت میں عزت نہیں ڈھونڈتے تھے بلکہ سادگی کو باعث عظمت جان کر ہمہ وقت زہد وورع کا پیکر بنے رہتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِهٖ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ لَوِ اتَّخَذْنَا لَکَ وِطَاءً، قَالَ مَالِیْ وَمَا لِلدُّنْیَا مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَهَا))

''رسول اللہ ﷺ سوکر بیدار ہوئے تو آپ کی کمر پر چٹائی کے نشانات تھے تو ہم نے عرض کی کہ ہم آپ کے لیے نرم وملائم بستر کا انتظام کیے دیتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا اس دنیا سے کیا تعلق ہے میری مثال تو اس مسافر کی ہے جو ایک درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر آرام کرتا ہے اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔'' [جامع الترمذی: ۲۵۵۱]

جوتوں میں نماز

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ نبی کریم ﷺ جوتوں میں نماز ادا کر لیتے تھے؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں! نبی کریم ﷺ اپنے جوتوں میں نماز ادا کرتے تھے، (صحیح البخاری: ۳۸۶) کوئی تکلّف نہیں، آپ کی حقیقت پسندی کا اندازا کیجئے کہ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ لوگ کیا کہیں گے یا کوئی وفد آکر کیا کہے گا کہ جوتوں میں ہی نماز ادا کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے پاک لباس میں نماز ادا کر کے اپنی امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے، آپ نے

امت کو بتلایا کہ میں تکلّف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، آپ نے زبانی دعوی ہی نہیں کیا بلکہ عمل بھی کر کے دکھلایا ہے، آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا گھر قیمتی ہواور اس میں طرح طرح کی ڈیکوریشن ہو، تب جا کہ میری عزت ہوگی، لوگ بلڈنگوں اور کوٹھیوں پر لاکھوں خرچ کرتے ہیں، تاکہ لوگ ہماری عزت کریں، آپ جس زمانہ میں تشریف لائے اس وقت قیصر وکسریٰ نے اپنے محلّات میں سونا چاندی استعمال کرتے لیکن آپ نے ایسا کچھ نہ کیا اور اللہ کے نبی ﷺ نے ہر غریب صحابی کی دعوت قبول کی، آپ ﷺ کس قدر تکلف سے پاک تھے اور تصنع سے دور تھے۔ آج کا مسلمان تکلف ہی میں اپنی عزت ڈھونڈ رہا ہے۔

آیئے......! اگر حقیقی عزت چاہتے ہو تو تکلف کے لبادہ کو چھوڑ دو اور حقیقت کو اپنالو، اپنی تنہائیوں کو پاک کرلو۔

غذا تکلّف سے پاک

کریم ﷺ اس قدر سادہ تھے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ میرے علاقے میں آٹا چھان کر ایک بڑی خوبصورت روٹی تیار ہوتی تھی ایک دفعہ وہ آٹا میرے گھر میں آیا، میں روٹی تیار کرنے لگی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا کیا کر رہی ہو؟ میں نے جواب دیا، اللہ کے نبی آٹا چھان کر آپ کے لئے بڑی لذیذ روٹی تیار کرنے لگی ہوں ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اس چھان کو اس میں ملادے اور پھر روٹی تیار کر، ام ایمن فرماتی ہیں کہ میں نے بہت اصرار کیا لیکن آپ ﷺ کا انکار غالب رہا، اس قدر آپ سادہ طبیعت کے مالک تھے، اور غریبوں مسکینوں کے معاملہ میں آپ ﷺ نے بہت خیال کیا ہے، ان کیساتھ میل جول رکھا ہے اور ان کی دعوتیں قبول کی ہیں، ہم غریب کی دعوت قبول کرنا تو درکنار ہم سگے بھائی کے ساتھ تکلّفات سے باز نہیں آتے، جبکہ آپ ﷺ کی سیرت کا سبق کیا ہے:

﴿وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [ص: ۳۸/۷۶]

''میں تکلّف کرنیوالوں میں سے نہیں ہوں۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں:

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ التَّكَلُّفِ اَنْ يَّتَكَلَّفَ اَحَدُنَا لِسَيِّدٍ

[سلسلة الاحاديث الصحيحة : ٥٧٠]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تکلّف سے منع کرتے جو حقیقت اور سچائی ہے، جو گھر میں موجود ہو وہی پیش کرنا چاہیے، نہ کہ لوگوں سے مانگ کر یہ باور کروانا کہ میں بڑے قیمتی برتن رکھتا ہوں، میرا کھلانا پلانا بہت قیمتی ہے، جو رشتے تکلّف کی بنا پر قائم ہوتے ہیں جب تکلّف الوداع ہوتا ہے تو پھر رشتے بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔

تمام عادات تکلّف سے پاک

دیکھیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنی سادگی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَجْلِسُ عَلَى الْاَرْضِ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔''

ہم اتنی نعمتیں ملنے کے باوجود خوش نہیں ہوتے، صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں جگہ ہوتی زمین پر ہی بیٹھ جاتے، ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نیا برتن لینے کے لیے چلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کدھر جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا نیا برتن لینے جا رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس برتن میں تم لوگوں نے پیا ہے، میں بھی اسی میں پیوں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء کو اپنے لیے باعث عزت سمجھا اور آج ہم ان کاموں کو باعث ذلت سمجھ رہے ہیں، اللہ کی رحمتیں کیسے نازل ہوں گی؟ ہمارا انداز اور طور طریقہ یہ ہے کہ ہم نے ہر چیز میں عیب جوئی کرنی ہوتی ہے اور ہماری ساری گفتگو عیب جوئی پر مشتمل ہوتی ہے، ہم اسی لیے اللہ کی رحمت سے محروم ہیں، صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ

''آپ زمین پر بیٹھ جاتے اور زمین پر بیٹھ کر کھانا کھا لیتے تھے۔''

آج ہماری لڑائیوں کی وجہ ہی یہی ہوتی ہے کہ مجھے زمین پر بٹھا کر کھانا دیا ہے، ہمارے کردار نے لوگوں کو جھوٹ اور تکلف پر مجبور کر دیا ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کی سیرت یہ ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ [شرح السنة: ۲٤۸/۱۳]

اگر کوئی غلام بھی دعوت کرتا تو نبی کریم ﷺ اس کی بھی دعوت قبول کرتے تھے۔ یہ تھی آپ کی سادگی اور انکساری، عزت اتنی زیادہ کہ انبیاء علیہم السلام کے سردار اور سیرت یہ تھی کہ غریبوں کی بھی دعوت قبول کرتے، کیا اس سے نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کی عزت میں کمی آئی ہے؟ آج چودہ سو سال کے بعد بھی ان کی عزت کا پرچم لہرا رہا ہے اگر ہم نبی کریم ﷺ کی طرح کریں گے تو اللہ ہمیں عزت عطا کریں گے۔

سامعین کرام: میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں آج بھی جو آدمی حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتا ہے اور تکلّف سے اعراض کرتا ہے اللہ اسے عزت سے نوازتے ہیں، آج ہم اپنی بیوی سے وہ سلوک روا رکھتے ہیں جو جانوروں کے ساتھ بھی نہیں رکھا جاتا، گھر میں ہر کسی کو کاٹنے کو دوڑتے ہیں اور باہر جا کر بھیگی بلی بن جاتے ہیں، جن سے پیار کرنا ہے ان سے لڑتے ہیں اور باہر جا کر جھوٹا پیار جتاتے ہیں، یہ باتیں اگرچہ دلوں کو خوش نہیں کرتیں اور یہ ایسا کڑوا گھونٹ ہے جو آدمی اللہ کے لیے اس کو پی جاتا ہے، اللہ اسے عزت عطا کرتے ہیں اور جو کام کرنے میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو وہ کام کرنے سے آدمی کی عزت میں کوئی فرق نہیں ہوتا، نبی کریم ﷺ کو کیا دولت کی کمی تھی، بلکہ جبرائیل تشریف لائے اور کہنے لگے آپ دعا کریں اللہ یہ دس بارہ کلومیٹر لمبا احد پہاڑ سونے کا بنا دیں گے۔

آج بھی جن کو اللہ نے فراوانیاں دی ہیں، اگر اپنی قبروں کو منور کرنا چاہتے ہو،

آؤ! کسی غریب کو لباس پہنادو، کسی بیوہ اور یتیم بچی کے سر پر ہاتھ رکھ دو، اور صلحاء والا کردار اپناؤ اللہ تمہارا نام منبر رسول پر روشن کر دیں گے، محدثین کرام نے ساری زندگیاں چٹائیوں پر بسر کیں ان کے پاس سچائی سادگی اور ایمان باللہ کی دولت موجود تھی، اسی بنا پر انہوں نے دنیا کو حقیر جانا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سونے چاندی کی کوٹھیاں نہیں بنائیں، بلکہ اللہ کی محبت پر ہر چیز کو قربان کر دیا، ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن ہمارے پاس سچائی اور سادگی کی دولت نہیں ہے اور ہم ذلیل ہو رہے ہیں فتنوں میں مبتلا ہیں، جب تک انسان کی انا ختم نہ ہو اللہ اس پر رحمتیں نازل نہیں کرتے، مصیبت کی بات یہ ہے کہ علماء بھی ان خاص موضوعات کو بیان کرنا چھوڑ گئے ہیں اور لوگ شیطان کے جال میں پھنس چکے ہیں، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان کرنے کا حکم دیا:

﴿قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾

[ص: ۳۸/۷۶]

اے کفار مکہ! میں جو تمہیں اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتا ہوں، اس کی میں اجرت نہیں لیتا اور میں تکلّف نہیں کرتا، غور کیجیے! کہ جو غریب ہے وہ کمتری کا شکار ہے، اپنے مہمان کو کھانا کھلاتے وقت اور منگنی کرتے وقت تو اس قسم کا تکلّف کرتے ہیں اور جب تکلّف ختم ہو جاتا ہے تو وہ رشتے بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔

تکلّف کئی گناہوں کا مجموعہ

علماء نے لکھا ہے کہ تکلّف ریا کاری اور شرک کی ایک قسم ہے، تکلّف کو ہم معمولی سمجھتے ہیں، جب کہ اسمیں ہر گناہ شامل ہو جاتا ہے، تکلّف کرنے وال وہ غرور، تکبر، ریا کاری اور اسی طرح کے کئی ایک گناہوں کا شکار ہو جاتا ہے، کئی آدمی مجلس میں بڑے خاموش اور باادب ہو کر بیٹھتے ہیں اور تنہائی میں کوئی شرم وحیا نہیں کرتے، تو یہی شرک ہے، اس لیے لوگو آؤ! آج کا پیغام یہ ہے کہ شیطان چاہتا ہے کہ ہم تکلفات، اور ظاہر و باطن کا تضاد لے کر اور دیگر برائیوں میں مبتلا ہو کر جھوٹی زندگی بسر کر کے مر جائیں اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ ہم

اپنا ظاہراور باطن پاک کر کے حقیقت پر قائم رہ کر اپنی زندگی بسر کریں، اللہ ہمیں عزتوں سے نوازے گا اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ذلیل نہیں کر سکے گی، جب میرا رب رحمان کا طریقہ چھوڑ کر دنیا کی عارضی عزت کے پیچھے پڑ جائے گا، تو میں تجھ سے کنارہ کشی اختیار کرلوں گا اور جس سے میں رب رحمان نے کنارہ کرلیا وہ دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہو گیا، کوئی اس کو عزت اور برکت نہیں عطا کر سکتا۔

آج ہم اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں، کہ ہمیں سادگی کی قوت، شان وشوکت اور ہیشگی عطا فرمائے، نبی کریم ﷺ کی زندگی کا یہ عظیم پہلو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس کے اپنانے سے زندگی کی تمام تاریکیاں کافور ہو سکتی ہیں، برادری اور خاندانوں کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ہر طرف اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہو سکتی ، اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی طرح زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

خطبہ:18

مروجہ بسنت کا پس منظر اور بسنت کی حرمت کے دلائل

مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ!

أَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ○

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ ، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○﴾ [بنی اسرائیل : ۲۷]

حمد وثنا اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام نبی اکرم، رسول معظم، امام الانبیاء، امام القبلتین، امام الحرمین، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے، رحمت وبخشش کی دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، اولیائے کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

سامعین کرام! اللہ کی کتاب میں سے ایک آیت تلاوت کی ہے، بارگاہ الٰہی میں عاجزانہ دعا اور فقیرانہ التجا ہے، اللہ تعالیٰ اس آیت پر سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سامعین کرام! معاشرہ کی آوارگی، بے راہ روی اور بے ہودگی نے مجھے مجبور کیا کہ میں آپ کے سامنے بسنت جیسے عظیم جرم اور سنگین تہوار کا تفصیل سے ذکر کروں اور میری نگاہوں کے سامنے ایک بہادر دینی قائد کا وہ جملہ آ رہا ہے، کہ انہوں نے فرمایا تھا:

"أَيُلْعَبُ بِالدِّيْنِ وَأَنَا حَيٌّ"

"کیا میری زندگی میں دین کے ساتھ مذاق جاری ہے اور اسلامی تعلیمات کا جنازہ نکالا جا رہا ہے"

حد درجہ ستم ظریفی اور ظلم تو یہ ہے کہ کچھ حکومتی عہدہ داران اور اسکالر حضرات اس کو تفریح کا نام دے رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ جشن بہاراں میلہ بسنت بڑی آب وتاب

سے ہوتا رہے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہمیشہ دین اسلام اور مسلمانوں کو ایسے آوارہ منش لوگوں نے ہی نقصان پہنچایا ہے یہ اپنی ہوس کی تسکین کے لیے شریعت کی ہر حد کو پامال کرتے رہے اور بالآخر زیر و ذلیل ہو کر اپنے انجام کو پہنچے۔

مسلمان کی شان اور بسنت کا نقصان

ایک مسلمان اس دنیا میں صرف اس لیے آیا ہے کہ وہ روزِ آخرت رب تعالیٰ سے ہونے والی ملاقات کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے تاکہ کہیں روزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں ذلت و خجالت کا سامنا نہ ہو۔ مقصد تو صرف یہی تھا کہ ہم خوشنودئ رحمان کے لیے ہر قربانی پیش کرتے مگر ہم نے ساری صلاحیتیں ہندوؤں کو راضی کرنے کے لیے ضائع کر دیں مسلمان اور مومن کی شان اور پہچان تو یہ ہے کہ وہ لغو، بے مقصد، لایعنی فضول کام سے بھی پرہیز کرتا ہے جیسا کہ قرآن نے کہا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [مومنون: ۲۳/۳]

''اللہ والے لغویات سے کنارہ کش رہتے ہیں۔''

لیکن آج ہم عجیب مومن و مسلم ہیں کہ کئی کئی ہفتے بلکہ مہینے پہلے بسنت جیسے عظیم گناہ کا انتظار کرتے ہیں اور پھر وہ دن آنے پر اس طرح خوشی سے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں گویا کہ ہم کو کوئی اپنی محبوب چیز حاصل ہو گئی۔ اگر ہم نے اس مکروہ اور ناپاک سوچ سے سچی توبہ نہ کی اور اس تہوار بسنت کا مکمل بائیکاٹ نہ کیا تو مستقبل کی تاریکیوں اور ذلتوں سے بچنا اہل پاکستان کے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

مسلمانو! کس قدر بے غیرتی اور دیوثیت ہے کہ ہندو اور سکھ اس دن اس پاک دھرتی میں آ کر شراب پیتے ہیں، مخلوط ڈانس ہوتا ہے اور پتنگ بازی کی جاتی ہے۔

سامعین کرام! یہ جو تہوار امت مسلمہ میں بڑی گہری سازش کے تحت مسلط کر دیا گیا ہے، اور یہ مذہبی تہوار کسی عام قوم کا تہوار نہیں ہے بلکہ کائنات کی سب سے گندی اور بزدل قوم ہندوؤں کا تہوار ہے، اسے موسمی تہوار یا تفریح نہ سمجھنا! بلکہ یہ بسنت اس بزدل ہندو

کی یاد میں منایا جاتا ہے جو کشمیر میں ہماری ماؤں اور بہنوں کی عزتوں اور عصمتوں کے ساتھ کھیل رہا ہے، یہ وہ تہوار ہے جو کشمیر میں ہمارے بچوں کے چہروں سے مسکراہٹ چھین رہا ہے۔ یہ اس قوم کا دن ہے، جو ہمارے بوڑھوں کی داڑھیوں کو نوچ رہے ہیں اور مسجدوں کو گرانے کے ساتھ ساتھ ان جگہوں کو اپنے مندر بنا رہے ہیں، ایمان کو جھنجھوڑ دینے والی بات تو یہ ہے کہ اس قدر ظالم قوم ہے یہ کہ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان اپنی آپ بیتی سنا رہا ہے کہ:

"میری نظروں کے سامنے میری ہمشیرہ کے کپڑے پھاڑ دیئے، شرم کے مارے میں نے اپنی نگاہوں کو جھکا لیا اور یہ ہندو میری بہن کو مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مسلمان کی بیٹی اتنا زور سے چیخ کہ تیری آواز محمد بن قاسم کی قبر سے ٹکرائے، جب میں نے اپنی نگاہیں جھکا لیں تو ایک ہندو نے میری آنکھوں میں برچھا مارا اور کہنے لگا اے سلطان ٹیپو کی اولاد! اپنی آنکھوں کو اٹھا کر دیکھ، میں ان کے سامنے رحم کی اپیل کرتا رہا، کہ خدارا میری بہن کو چھوڑ دو یا مجھے زندہ زمین میں گاڑھ دو۔"

یہ اس قوم کا تہوار ہے جسے آج نمازیوں کے بیٹے منا رہے ہیں، اور میں یہ بات کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا، کہ وہابیوں کے بیٹے اسے تفریح کا نام دے کر منا رہے ہیں، سیر و سیاحت کے نام پر یہ جرم عام کیا جا رہا ہے، جبکہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس تہوار سے نفرت کا اظہار کریں۔

پتنگ باز ہندوؤں کے ساتھ ہوگا

اس ناپاک تہوار کو معمولی نہ سمجھیں بلکہ سختی اور ہاتھ سے روکیں، قلم و زبان سے اس کی سخت تردید کریں اور دل و جان سے انتہائی برا سمجھیں۔ اگر کوئی مسلمان اس لعنتی تہوار کو بنظر نفرت نہیں دیکھتا بلکہ منانے کے لیے سرگرم ہے ایسا بے غیرت اور بے حس شخص روزِ قیامت انہیں بدبختوں ہندوؤں کے ساتھ ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))

"جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے، قیامت کے دن اللہ اس کا حشر بھی ایسی قوم کے ساتھ کرے گا۔"

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا۔ [صحيح الترغيب: ٣/٣٣ ٢٧٢٣]

"غیروں سے مشابہت کرنے والا ہم میں سے نہیں۔"

تیسری حدیث کے الفاظ ہیں:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا [سلسله احاديث صحيحه: ٢١٩٤]

"غیروں کے طریقے کو اپنانے والا میری امت میں سے نہیں۔"

ہم اس سے نفرت اور بغض رکھیں، اور اپنی اولادوں کو منع کریں اور اگر ہم خاموش رہے اور سستی کا مظاہرہ کیا تو کل قیامت کے دن ہمارا انجام اچھا نہیں ہوگا۔

مروجہ بسنت کے ناجائز ہونے کی پہلی دلیل

آپ حیران ہوں گے کہ بسنت منانا یہ کھیل یا تفریح نہیں بلکہ یہ گناہوں کی بنیاد اور ماں ہے، جس طرح شراب پی کر آدمی کئی ایک گناہ کرتا ہے، بعینہ بسنت کا تہوار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی بغاوت پر آمادہ کرتا ہے، سب سے پہلا نقصان اور بغاوت یہ ہے کہ ہم وقت ضائع کرتے ہیں، یہ قیمتی وقت اللہ کی عطا کردہ عظیم نعمت اور امانت ہے، رات آرام یا عبادت کے لیے ہے آج کا مسلمان شاید کبھی رات کو اللہ کے لیے نہ جاگا ہو مگر ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے ہر سال اس رات کو جاگتا ہے اور آج ہم ایک پوری رات ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے ضائع کر دیتے ہیں اور ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

نبی کریم ﷺ نے دنیاوی زندگی کی نعمتوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ الْخَمْسِ))

''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت جانو۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ وہ پانچ چیزیں کون سی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

① ((صِحَّتَكَ قَبلَ سُقمِكَ))

''اپنی تندرستی اور سلامتی کو بیماری سے پہلے غنیمت جانو، شاید کہ بڑھاپے اور بیماری میں تم نیکی نہ کرسکو۔''

② ((شَبابَكَ قَبلَ هَرَمِكَ))

''اپنی جوانی کی قدر کرو اور جوانی میں عبادت کر کے اپنے اللہ کو راضی کرلو، ممکن ہے بڑھاپے میں نیکی کا موقع نہ ملے۔''

③ ((غِناءَكَ قَبلَ فَقرِكَ))

''اے تاجرو، سوداگرو! ان حالات میں جب تم مالدار ہو اپنے اللہ کے رستے میں خرچ کرو، ہوسکتا ہے کہ تمہارا کاروبار ختم ہو جائے اور تم غریبی اور فقیری کی حالت میں اللہ کی راہ میں اتنا خرچ نہ کرسکو۔''

④ ((فَراغَكَ قَبلَ شُغُلِكَ))

''لوگو! اپنی فراغت اور فرصت کو غنیمت جانو، اس میں زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کرلو۔''

⑤ وَحَيَاتَكَ قَبلَ مَوتِكَ [مستدرك حاكم/ شعب الايمان / مصنف ابن ابی شيبة/ مشكوة المصابيح، كتاب الرقاق]

''اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے''

'اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی یہی واضح فرمایا ہے: جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے وقت انہیں بے قدرا کر دیتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں کہ جو وقت کو ضائع کریگا وقت اسے ضائع کردیگا۔''

آپکے معاشرے میں جتنی بے روزگاری ہے وجہ یہی ہے کہ لوگ اس وقت کی قدر

نہیں کرتے بلکہ اسے غلط کاموں میں ضائع کر رہے ہیں، مروجہ بسنت اس لحاظ سے بھی حرام ہے کہ اس میں وقت کا ضیاع اور اس عظیم نعمت کی بے دردی سے بے قدری کی جاتی ہے اور یہ بسا اوقات جمعہ کے دن منایا جاتا ہے، جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَوْمُ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ)) [ابن ماجه/١٠٨٤]

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، جمعہ کی رات ضائع جمعہ کا دن ضائع اس تہوار میں انسان ایک بابرکت رات اور دن کو ضائع کرتا ہے۔ جو کے بہت بڑی محرومی ہے

مروجہ بسنت کے حرام ہونے کی دوسری دلیل

اس میں فضول خرچی ہے اور فرمانِ الٰہی کے مطابق بسنت منانے والے سچے مسلمان نہیں بلکہ شیطان کے بھائی ہیں، یہ مومن نہیں ہیں، جب تک یہ اس سنگین گناہ سے باز نہیں آئیں گے اللہ انہیں مومن تسلیم نہیں کریگا، اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ کا معنی ہے فضول خرچی کرنے والے اور اپنا روپیہ غلط استعمال میں لگانے والے، بلا ضرورت خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی اور اس کے دوست ہیں، ان کا انجام دنیا و آخرت میں ذلالت ہوگا۔ امام المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ سے مرادھُمُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ الْمَالَ فِيْ غَيْرِ حَقِّهٖ (دُرِ منثور:۵/۲۷۵) وہ لوگ ہیں جو ناحق مال خرچ کرتے ہیں۔ وہ ملک کہ جس کا ہر محکمہ خسارے میں ہے اس کے باسی ایک دن کے جشن میں کروڑوں روپے برباد کردیتے ہیں اور اپنی آخرت کا ذرہ بھر فکر نہیں کرتے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَزُوْلَا قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ)) [جامع ترمذى،صفة القيامة: ٢٤١٦]

کہ قیامت کے دن اللہ ہر آدمی سے پانچ سوال کریگا، ان میں سے ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ اپنی زندگی کی کمائی کہاں خرچ کرتا رہا؟ کس جگہ لگاتا رہا؟ آج کا روپیہ مساجد و مدارس اور دینی کتب پر لگا اور حلال کاموں میں صرف ہوا تو قیامت کے دن اللہ جزا عطا

فرمائیں گے اور وہ لوگ غور کریں جو اپنے مال سے بے حیائی کے آلات خرید تے ہیں!
گندی ویڈیوز اوران کے بیٹے حرام اشیاء خرید کرلاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس
نے اپنی زندگی میں اپنے مال کو حرام کاموں میں صرف کیا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن
تمام مخلوق کے سامنے ذلیل کریں گے،صدمے اور افسوس سے آنکھوں سے آنسو جاری
ہوتے ہیں کہ آج امت مسلمہ کے نوجوان کس قدر بے راہ روی کا شکار ہیں اور اپنی زندگی
کے لمحات ضائع کررہے ہیں اور ہندوؤں کو دولت لٹا کر روپیہ دے کر خوش کررہے ہیں۔ اللہ
اوراس کے رسول کی بغاوتوں کو اکٹھا کیا جائے تو جو مکروہ چہرہ سامنے آئیگا اس کا نام بسنت
ہے، یہ گناہ اور نافرمانیوں کا مرکز ہے جسے آج کا مسلمان، نمازی علانیہ منا رہا ہے۔

مروجہ بسنت کے حرام ہونے کی تیسری دلیل

سرعام گانے بجانا اور لوگوں کو پریشان کرنا، یہ سلسلہ عام کیا جاتا ہے، گانا بجانا
تو عام حالات میں بھی جائز نہیں یہ مسلمانوں کے لائق نہیں کہ وہ موسیقی سنیں۔ بلکہ یہ حرام ہیں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾
[لقمان: ۸/۳۱]

”اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لغو و بیکار اور خدا کو بھلانے والی
چیزیں مول لیتے ہیں اس لیے کہ وہ بغیر سمجھے جانے اللہ کی راہ سے لوگوں کو
بہکا دیں۔ اور اللہ کی راہ کو ہنسی مذاق بنائیں ان لوگوں کے لیے ذلیل
کردینے والا عذاب ہوگا۔

جو لوگ اپنے مال سے گندے ڈائجسٹ اور آلاتِ فحاشی خرید تے ہیں وہ خود بھی
گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کررہے ہیں اور اپنے گھروں میں مترجم قرآن رکھیے، اپنے
کردار اور اپنی اولاد کے کردار کا جائزہ لیجیے، اللہ کا قرآن کہتا ہے: اللہ لوگوں میں بعض ایسے

ہیں جو گندے ڈائجسٹ خریدتے ہیں گندے گانوں کی کیسٹیں اور فلمیں خریدتے ہیں اور بے حیائی وفحاشی کی چیزیں خریدتے ہیں اور قرآن کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور عام لوگوں کو اللہ کی راہ سے دور کرتے ہیں، اللہ کا فیصلہ ہے کہ ایسے لوگوں کو میں دنیا وآخرت میں ذلیل کروں گا، دوسری جگہ پر ایسے باغیوں اور نافرمانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسۡتَکۡبِرًا کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡهَا فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ﴾ [لقمان: ۳۱/۷]

جو لوگ ڈرامے، گندی فلمیں وغیرہ خریدتے ہیں اور جب ان پر اللہ کا قرآن پڑھا جائے تو تکبر کے ساتھ اعراض کرتے ہیں، عمل کی کوشش نہیں کرتے، اس کو سیکھتے نہیں، تو ان کو اللہ دنیا میں ذلیل وخوار اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔

سامعین کرام! زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے بات نہیں بنے گی اللہ کو وہ بندے چاہئیں جن کے دلوں میں غیرت اسلامی زندہ ہو۔ آج ہمارے سامنے غیرت اسلامی کا مذاق اڑایا جارہا ہے، مگر ہم اس کو روکنے کی کوشش نہیں کرتے میرا اور آپ کا حق بنتا ہے کہ ہم خون کے آخری قطرے تک ان غلط تہواروں کو مٹانے کی کوشش کریں۔ اس بسنت میں موسیقی اور گانا ہے آپ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ والی آیت کا کسی بھی تفسیر کا مطالعہ کریں اس میں لکھا ہوگا کہ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ سے مراد گندی فلمیں ڈائجسٹ اور گانوں کی کیسٹیں ہیں۔

مروجہ بسنت کے حرام ہونے کی چوتھی دلیل

اللہ نے مجھے اور آپ کو حیا کے زیور سے آراستہ کیا ہے گویا کہ: جس مومن میں حیا نہیں وہ ایسے پھول سا ہے جس میں خوشبو نہیں ایسا سورج ہے جس کی کرنیں اور شعاعیں نہیں ہیں، جب تک وہ حیا والی آنکھ اور دل لیکر اللہ کے سامنے نہیں جھکتا تب تک اللہ اس کی عبادت قبول نہیں کرتے۔ بسنت والے دن حکومتی سطح اور گھروں کی چھتوں اور ہوٹلوں میں جو مخلوط ڈانس اور شراب نوشی کا بازار گرم ہوتا ہے وہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں۔

سامعین کرام! یاد رکھنا، جو دل میں آیا کرلیا اور جو دل نہ چاہا نہ کیا، ان کے تمام

اعمال سے منافقت جھلکتی ہے قیامت کے دن ایسے کروڑوں لوگ منافقت کی وجہ سے جہنم رسید ہونگے ، ہمارے گھروں کی چھتوں پر مائیں ، بہنیں ننگے منہ اور ننگے سر آوازیں اور قہقہے لگا رہی ہیں ، یہ صلیبی اور طاغوتی طاقتیں ہم سے ایمان چھیننے کے لیے کیا کیا پروپیگنڈے کرتی ہیں، ان کافروں نے ایک میٹنگ بلا کر کہا کہ مسلمانوں کو ختم کیسے کیا جائے ،ایک نے کہا: ان کی مسجدیں گرا کر انہیں نہیں مار سکتے ،اگر ہم مسلمانوں پر غالب آنا چاہتے ہیں تو ان کے اندر اپنی تہذیب وثقافت پھیلا دو، ایک وقت آئے گا، یہ خود ہی دین سے نکل جائیں گے آپ اپنا تعلیمی نظام اور میڈیا دیکھیں ہر طرف ان کی ثقافت نظر آتی ہے ،جن ہاتھوں میں تلوار ہوتی تھی ان ہاتھوں میں سگریٹ نے جگہ لے لی ہے وہ نوجوان جنہوں نے بڑی بڑی قوتوں کو توڑ دیا تھا اور اسلام کے پرچم کو بلند کیا تھا آج وہ نوجوان چھتوں پر چڑھ کر فضول خرچی کر کے ہندوانہ تہوار منا رہے ہیں ، کہنے والوں نے کہا ،اگر تم مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے ہو تو شراب اور شباب کا ان کو عادی بنا دو ، ایک طرف تم ہزار ٹینک بنا لو اور دوسری طرف ایک حسینہ اور شراب رکھ دو یہ ایک ہزار ٹینک سے زیادہ کام کرے گی ۔ ہمارا ضمیر ہمیں نہیں جھنجھوڑتا؟

سامعین کرام! یہ بسنت منانا بغاوت ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ، ایک مسلمان حدود اللہ کو پھلانگتا ہوا بے حیائی کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔

اللہ والوں کو تکلیف دینا

اللہ کی زمین پر اللہ کی تمام رحمتیں اور نوازشات سچے مومنوں اور مخلصوں کے لیے ہیں، کائنات میں اہل ایمان ، نمازی اور نیک لوگ اللہ تعالیٰ کو حد درجہ پیارے ہیں۔ مگر اس روز جشن بہاراں منانے کے نشے میں اس پاکیزہ جماعت کو خوب ستایا جاتا ہے۔ شور وغوغا اور میوزک وغیرہ کے ساتھ پڑوسیوں ، ہمسایوں اور اللہ والوں کا آرام وسکون حرام کر دیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو میرے کسی ولی کو دکھ دیتا ہے نمازی کو

پریشان کرتا ہے، نمازیوں کے سکون کو برباد کرتا ہے وہ سمجھ لے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ لڑ رہا ہے، سوچیے ! کتنے نمازی، اللہ والے پریشان ہوتے ہیں، کتنے لوگوں کی راتوں کا سکون چھن جاتا ہے، شاید آپ سمجھتے ہوں گے کہ کسی نیک بندے کو دکھ دینا اور پریشان کرنا کوئی معمولی بات ہے، نہیں بلکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس لحاظ سے بسنت بھی حرام ہے، کہ یہ بسنت اللہ والوں اور نمازیوں کی پریشانیوں کا سبب بنتی ہے، کیا سمجھتے ہو؟ کہ اللہ تمہیں دیکھ نہیں رہا؟ نہیں بلکہ اللہ کا قانون ہے:

﴿وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ﴾ [الحاقة: ٦٩/٤٥]

اللہ فرماتے ہیں: میں انسانوں کو مہلت دیتا ہوں جب میری پکڑ آئے گی، ان کو کوئی چھڑا نہیں سکے گا، آیئے! اسلام اور دین کی طرف آئیں ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں پھر پاکستانی ہیں اور وہ دشمن جس سے ہم دو جنگیں لڑ رہے ہیں، ایک قوت کی اور اسلحہ کی اور دوسری جنگ نظریاتی جنگ، دوسری جنگ میں ہم عبرتناک شکست سے دوچار ہیں یہ ہماری تہذیب وتمدن کی جنگ ہمارا دشمن جیت چکا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مروجہ بسنت کے حرام ہونے کی پانچویں دلیل

اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، بسنت والے دن ہر گناہ بڑے آب تاب اور فخر سے کیا جاتا ہے آپ سنجیدگی سے غور کریں اس دن مسلمان نوجوان اس طرح دین سے نکل جاتا ہے جس طرح کمان سے تیر۔ اور آپ یقین مانیں یہ مکروہ تہوار اس لیے بھی ناجائز اور حرام ہے کہ اس دن حد درجہ جانی نقصان بھی ہوتا ہے سینکڑوں معصوم بچے ہمیشہ کے لیے معذور ہو جاتے ہیں اور کئی ماؤں کے پیارے ہمیشہ کے لیے ان سے جدائی اختیار کر لیتے ہیں آپ اخباری رپورٹ پڑھ کر دیکھیں ہر ہسپتال زندہ قبرستان بنا ہوتا ہے جس تفریح کے نتیجہ میں ہر گناہ علی الاعلان ہو اسکو محض تفریح کا نام دے کر نوجوان مسلم نسل

کا بیڑہ غرق کرنا، منافق ایجنٹ قسم کے مسلمانوں کا موقف تو ہوسکتا ہے کسی غیرت مند سچے مسلمان کا طرزِ عمل نہیں ہوسکتا۔

جشن بہاراں یا جشن گناہاں

پاکستان کے غیور مسلمانو! جو دلائل، حقائق، شواہد میں نے آپ کے سامنے بیان کیے ہیں ان کی موجودگی میں آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ بسنت کا تہوار جشن بہاراں ہیں یا جشن گناہاں ہے؟ اب ذرا اس مکروہ و مذموم اور ملعون دن کی اصل حقیقت پر توجہ فرمائیں۔

بسنت کا پس منظر

نبی ﷺ کی سنت سے پیار کرنے والو! بسنت کا پس منظر دیکھو! اپنی اولادوں کو بسنت کے لیے پیسے دینے والو سوچو! اصل میں بات یوں ہوئی کہ سیالکوٹ شہر کے سکول میں حقیقت رائے نامی ہندو لڑکا پڑھتا تھا، اس نے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی اور غلط الفاظ استعمال کیے اس کو گرفتار کر کے لاہور کی عدالت میں کیس درج کر دیا گیا گورنر پنجاب زکریا صاحب کے پاس ہندوؤں نے بڑی بڑی سفارشیں بھیجیں کہ اسے معاف کیا جائے مگر گورنر پنجاب زکریا نے اس کو سکول سے خارج قرار دے کر اسکو کوڑے مارتے ہوئے اس گستاخی کے جرم میں قتل کروا دیا۔ آج آپ لاہور جائیں کوٹ خواجہ سعید کے نام سے ایک سٹاپ آتا ہے ابھی بھی اس ظالم کی قبر وہاں موجود ہے تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد کالو رام نامی ہندو نے اس گستاخ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یاد میں ایک میلہ شروع کیا جس میں پتنگیں اڑائی گئیں، اس ہندو کے اس گناہ کو ہم پایہ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں، آج ہم لوگ عیدین کے لیے اتنے جوش و خروش سے تیاری نہیں کرتے جتنی تیاری اس ہندوانا تہوار کو منانے کے لیے کرتے ہیں، اپنی حالت یہ ہے کہ ہماری عزت کے بارے میں کوئی گستاخانہ بات کہے ہم زندگی بھر اسے دیکھنا گوارا نہیں کرتے، اس کو برداشت نہیں کرتے، کہاں گئی ہماری غیرت! ارے کہاں گیا ہمارا ایمان! اور کہاں گیا ہمارا ضمیر؟ جو اپنی ماں، بہن کی

گستاخی تو برداشت نہیں کرتا جبکہ دوسری طرف سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گستاخ کا ہم دن مناتے ہیں، ان حقیقتوں کا بعض نوجوانوں کو علم نہیں ہے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری دنیا وآخرت کی تباہی کے لیے یہی کافی ہے کہ ہم بسنت منائیں، کرڑوں ضائع کریں اور ہزاروں مسلمانوں کو تنگ کریں۔ آپ تاریخ لاہور پڑھ کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کی جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو ہندولڑکیاں چھتوں پر چڑھ کر اپنا تہوار مناتی تھیں اور مسلمان مائیں اپنے بچوں کو گھروں میں بند کردیتی تھیں، اس وقت مسلمان غیرت اسلامی کی بنا پر گھروں میں بیٹھ کر اس کا بائیکاٹ کرتے تھے۔

لمحہ فکریہ!

سامعین کرام! آج ہم کونسا جذبہ اور جنون لے کر دشمن رسول کو خوش کررہے ہیں، کس منہ سے قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں شفاعت کے لیے جائیں گے، ہر ایک قوم کی سوچ اور فکر ہوتی ہے اور اسکے تمام مذہبی تہوار اس کی پہچان ہوتے ہیں، اگر ہم نے ان چیزوں کا خیال نہ رکھا تو ہم میں اور ہندوؤں میں کوئی فرق نہیں رہے گا، پھر عبادات اور ایمانیات کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، ہندو اور مسلمان کے درمیان جو بنیادی فرق تھا آج وہ ہم نے ختم کردیا اور ہندو مصنفوں نے مسلمانوں سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر کسی برتن میں مسلمان کھائے تو اس کا جھوٹا کھانا جائز نہیں ہے اس کے برتن میں کھانا صحیح نہیں، ان کا تہوار منانے والو! حلال کما کر حرام میں لگانے والو! ان باتوں کو سوچو اور میں تو حیران ہوتا ہوں کہ جو ڈیک کے سامنے ناچتے ہیں، اللہ کی قسم! وہ ڈیک کے سامنے نہیں ناچتے بلکہ وہ اسلامی غیرت کی مردہ لاش کے سامنے ناچتے ہیں، یہ پتنگوں کو بلند نہیں کررہے بلکہ ہندو تہذیب کی اشاعت کررہے ہیں اس کو اونچا کررہے ہیں اور چھتوں پر چڑھ کر غیر گھروں میں جھانکنا گویا اپنی ماؤں اور بہنوں کے دوپٹوں کو نوچنا ہے، اپنی غیرت کو پامال کرنا ہے۔ یادرہے! کہ رات کو روشنی کرنا اپنے نورایمان کو ختم کرنا ہے، بے غیرتی کو فروغ دینا ہے۔

سامعین کرام! کیا فائدہ ہماری نیکیوں کا اور کیا فائدہ ہماری نمازوں کا اور کیا فائدہ ہماری مساجد ومدارس کا کہ ہمارے بیٹے اور بیٹیاں اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرتے

ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے، اللہ ہم پر کیسے رحمت کرے گا؟ مجھے وہ حدیث یاد آئی کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں اللہ نے دو دعائیں قبول کیں اور ایک دعا قبول نہیں کی، پہلی دعا یہ کی کہ اللہ میری امت پر ایسا دشمن مسلط نہ کرنا جو ان کو جڑ سے ختم کردے۔ اللہ نے یہ دعا قبول کی اور دوسری دعا یہ تھی کہ اللہ میری امت پر ایسا عذاب نازل نہ کرنا جو ان کو نیست و نابود کردے، اللہ نے یہ بھی قبول کی اور تیسری دعا جو قبول نہیں ہوئی وہ یہ تھی کہ اللہ میری امت کو اختلافات کا شکار نہ ہونے دینا۔ اللہ نے یہ دعا قبول نہیں کی، اللہ کی قسم! اگر نبی کریم ﷺ کی دو دعائیں بھی قبول نہ ہوتیں تو آج ہم جن گناہوں میں ڈوب چکے ہیں ہمیں اللہ کا عذاب ختم کر چکا ہوتا اور ہم آخرت میں اللہ کی عدالت کے مجرم بن چکے ہوتے۔

ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے؟

اس تہوار کے دن ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے؟ ہمیں قرآن پڑھنا چاہیے اور ذہن میں اللہ سے یہ دعا کریں کہ اللہ میں اس ظالمانہ کام سے بری ہوں اور ان لوگوں سے ہمیں نفرت اور کدورت رکھنی چاہیے جو اس مجرمانہ کام کو کرتے ہیں، محلّہ کے ذمہ داران کو اس بات کا سخت نوٹس لینا چاہیے کہ وہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے اس گندے کام کو بند کروائیں اور سخت تادیبی کاروائی کریں، اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ ہم اس برائی سے محفوظ ہیں، اس اللہ کا فضل و کرم ہے، اور ان لوگوں کو سمجھایا جائے اور ان سے بغض و عناد رکھا جائے اور جب تک وہ باز نہ آئیں ان سے تعلقات منقطع کر لیے جائیں، میں سمجھتا ہوں جو فاطمہ الزہرا ؓ کی عزت کے محافظ ہیں وہ ان لوگوں سے محبت نہیں رکھیں گے، اپنے بچوں کو ان چیزوں سے دور رکھو اور جو اپنے بچوں کو روکتے نہیں تو یہ جوانی میں بگڑ کر یہ کام کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز روزہ ایک نیکی ہے مگر اپنے گلی محلہ میں برائی اور بے حیائی کو روکنا بھی ہمارا فرض ہے، کیونکہ بسنت منانا حرام اور یہ کام کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اگر بسنت منانا فضول خرچی نہیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ فضول خرچی آخر ہے کیا؟

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میرے صحابہ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے بلکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم دنیادار ہو جاؤ گے، ((اَلْمَالُ وَالنِّسَاءُ)) یعنی عورتوں اور مال و دولت کے فتنے میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہوں، ان دونوں نے بڑے بڑے نیک اور اللہ والوں کو گمراہ کر دیا ہے اور اپنا ایمان ضائع کر لیا ہے، نبی کریم نے فرمایا: ((اِتَّقُوا النِّسَاءَ)) آوارہ عورتوں سے بچ جانا اور اگر کوئی آوارہ عورت سامنے آجائے تو مومن کی شان یہ ہے کہ اپنی نگاہوں کو نیچا کر کے گزر جائے، آج کا تہوار بھی ان دونوں چیزوں کا مرکب ہے، مال و دولت اور عورت کو اس بسنت سے نکال دیں تو بسنت کا نقشہ تبدیل ہو جاتا ہے اور بسنت منانے والے کہتے ہیں کہ بسنت کا مزہ نہیں آیا، آج اس میں بے حیائی اور بے غیرتی نہ ہو تو ان لفنگوں کو مزہ نہیں آتا، اور کہتے ہیں کہ آئندہ سال بھرپور تیاری کے ساتھ منائیں گے، آج شیطان نے اس کو آہستہ آہستہ ہم پر اس طرح مسلط کر دیا ہے کہ شاید ہندو اس کو مناتے ہوئے اس قدر مال و دولت خرچ نہ کرتے ہوں گے، جتنا ہم اپنا نقصان کرتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کس منہ سے ہم ہندوؤں کو اپنا دشمن کہتے ہیں، حالانکہ ہمارے اندر ان کی تمام خرافات اور بد عادات موجود ہیں، تو پھر دشمنی کس بات کی؟ حتی کہ ہماری شادی بھی ہندوانہ رسوم کے مطابق ہے اور ہمارا لباس بھی انکی طرح کا ہے، آج ہم فتنوں میں ملوث ہیں، مذہبی فرقہ وارانہ تعصب ہمارے اندر ہے، نوجوانو! اللہ کے سامنے جھک جاؤ اور جو لوگ اس تہوار کو مناتے ہیں ان کو سمجھاؤ، جب ہم اللہ کے دین کے داعی بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ برکات نازل فرمائے گا۔

اللہ ہمیں ان تمام رسومات باطلہ سے محفوظ فرمائے اور ہمیں اپنے نبی ﷺ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

احکام ومسائل

سوال 1: خطبہ شروع کرتے ہوئے مسنون ومعروف خطبہ چھوڑ کر حمد وثناء کے لیے کوئی اور کلمات پڑھے جا سکتے ہیں؟ اور کیا خطبہ مسنون میں ''ونـؤمن به ونتوكل عليه'' کے الفاظ صحیح حدیث سے ثابت ہیں؟

جواب: جب رسول اللہ ﷺ سے خطبۃ الحاجۃ ثابت ہے تو اسی خطبہ کو جمعۃ المبارک کے شروع میں پڑھنا چاہیے۔ یہی باعثِ اجر وثواب ہے اور بہتر وافضل ہے۔ نیز مذکورہ الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال 2: خطبہ جمعہ کا دورانیہ کتنا ہونا چاہیے؟ کئی خطباء گھنٹوں خطبہ دیتے رہتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

جواب: اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے کسی خاص وقت کے دورانیئے کا تعین تو نہیں فرمایا۔ زوال آفتاب کے فوراً بعد خطبہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے کیونکہ نمازِ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے۔ خطبہ کے دوران اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے، لمبی چوڑی تمہیدات وتکلفات کی بجائے مختصر اور جامع گفتگو کرنی چاہیے۔ صحیح مسلم کتاب الجمعہ میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

كُـنْـتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ كَـانَـتْ صَـلٰوتُهٗ قَصْدًا وَ خُطْبَتُهٗ قَصْدًا

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا آپ کی نماز درمیانی تھی اور خطبہ بھی درمیانہ تھا۔''

اس حدیث سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے کہ خطبہ زیادہ لمبا چوڑا اور تھکا دینے والا نہیں ہونا چاہیے بلکہ مناسب، جامع اور مختصر ہونا چاہیے۔ اسی طرح صحیح المسلم کتاب الجمعہ

میں ایک دوسری روایت ہے جس میں واضح طور پر مختصر خطبہ کو دانا خطیب کی فقاہت قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهٖ فَأَطِيْلُوْا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ

"نماز کو لمبا اور خطبہ کو مختصر رکھنا خطیب کی سمجھداری کی علامت ہے پس تم نماز کو لمبا کرو اور خطبہ کو مختصر رکھو۔"

یہ حدیث اس مسئلہ میں کافی حد تک واضح ہے کہ خطبے کا دورانیہ زیادہ لمبا نہیں ہونا چاہیے کسی اہم موضوع اور اس کے متعلق صحیح دلائل کو کم از کم وقت میں بیان کرنا ہی شریعت کی منشا اور سمجھدار خطیب کی دانائی کی علامت ہے۔

سوال 3: خطبہ جمعہ میں اختلافی مسائل بیان کرنا جائز ہیں دلائل سے وضاحت فرمائیں؟

جواب: مسلمانوں کی تعلیم وتربیت میں خطبہ کا کردار حد درجہ اہم ہے۔ چھ سات دن کے بعد مسلمانوں کے اس اجتماع سے خطبائے کرام کو بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ہر بات کتاب وسنت کے عین مطابق ہو جو دلوں کو جوڑنے کا باعث بنے۔ حق کو ہرگز ہرگز نہ چھپایا جائے۔ اسی طرح اختلافی مسائل دلائل اور ناصحانہ انداز میں بیان کرنا یقیناً جائز ہیں۔ دوران خطبہ قرآن پاک زیادہ سے زیادہ پڑھنا اور سمجھانا رسول رحمت ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ آپ ﷺ خطبہ جمعہ میں قرآنی آیات زیادہ سے زیادہ پڑھتے اور ان کی توضیحات وتشریحات فرماتے۔ بلوغ المرام، باب الجمعہ میں صحیح حدیث ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي الْخُطْبَةِ يَقْرَأُ آيَاتٍ مِّنَ الْقُرْآنِ يُذَكِّرُ النَّاسَ

"بلاشبہ نبی کریم ﷺ خطبہ میں قرآن مجید کی کئی آیات پڑھتے ہوئے لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے۔"

اسی طرح صحیح المسلم میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ فَجَلَسَ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ۔

''نبی ﷺ کے لیے دو خطبے تھے، دونوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے، قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔''

صحیح حدیث کے مطابق دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا چاہیے اور خطبہ میں انداز ناصحانہ، واعظانہ اور مربّیانہ ہونا چاہیے، جارحانہ اور سخت انداز لوگوں کے لیے اتحاد کی بجائے افتراق وانتشار کا باعث ہوتا ہے۔

سوال 4: کیا دوران خطبہ شعر وشاعری اور دوسروں کی طرز یں اتارنا درست ہے؟

جواب: جیسا کہ پہلے سوال کے جواب میں وضاحت کردی گئی ہے کہ خطبہ آیات قرآنیہ پر مشتمل ہو اور آیات کی تفسیر احادیث وواقعات کی روشنی میں کردی جائے یہی زیادہ مفید اور سنت مطہرہ کے قریب ہے۔ اسی طرح کتاب وسنت پر مشتمل اشعار پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن سارے خطبے میں بار بار شعر وشاعری ہی کرتے رہنا یقیناً مستحسن نہیں ہے۔

رہی بات طرزیں اتارنے کی تو ہر خطیب کو اپنا انداز فطری، حقیقی اور سادہ رکھنا چاہیے۔ قرآن مجید کو اچھے تلفظ ولہجہ سے پڑھنا شریعت کی منشا ہے۔ اچھے تلفظ اور غنا سے قرآن نہ پڑھنے والے کے لیے صحیح البخاری میں سخت وعید ہے:

((مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بالقرآن فليس مِنَّا))

خطیب کی اصل ذمہ داری تو یہی ہے کہ وہ لوگوں کو حقیقت پسندی، سادگی اور فطرت کی طرف بلائے۔ اگر محترم خطیب صاحب بذات خود تکلف، بناوٹ اور تصنع اختیار کرتے ہوئے دوسرے کا سٹائل، انداز اور طرزِ بیان اپنے اوپر مسلط کیے ہوئے ہے تو یہ یقیناً نامناسب بات ہے۔

علم وعمل سے دور صرف طرزوں کو اپنانے والوں کے لیے نصیحت

ہمارے ہاں جو دینی مدارس میں پڑھنے والے اور ابتدائی خطباء کرام جو کہ

تقریباً 95 فیصد ہیں میں جو رواج بن گیا ہے کہ خطابت میں عوامی مقبولیت حاصل کرنے کا شارٹ کٹ طریقہ کہ کسی اچھے عالم دین کی نقل اتارنا، بس کسی خاص جگہ پر اس کی اچھی پزیرائی ملی تو سمجھ لیا کہ یہی تو اصل مقام ہے۔ سامعین میں بھی تو ایسے لوگ ہیں جو محض بین سننے کے عادی ہوتے ہیں۔ خطیب کی بات پر ذرا دھیان نہیں بس اس کی طرز پر ہی پورا دھیان ہوتا ہے جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مدارس میں پڑھتے ہوئے بعض طالب علم اور ابتدائی خطبائے کرام اس روش کو اختیار کر لیتے ہیں اور علمی اور عملی میدان میں اپنا اصل مقام کھو دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک خطبات سے موضوعات کو چننا اور اس کو کسی اچھے خطیب کی اچھی نقل کے ساتھ بیان کر دینا اور بس......! لیکن ان کو اہل علم اور سوج بوجھ رکھنے والی عوام سے کم ہی پزیرائی ملتی ہے۔

☆...... کسی اچھے عالم کے انداز کو اپنانا غلط تو نہیں، لیکن ان خطباء کو کیا ہو گیا کہ سارے اندازِ فلاں فلاں کے علاوہ اور کوئی لقب پسند ہی نہیں کرتے۔ اچھی نقل اتارنے کے بعد داد لینے کے خواہاں ہوتے ہیں اور یہ سارے اس اچھے عالم کے انداز کے حق کو بھی پوری طرح ادا نہیں کر پاتے۔ کیا دین کی خدمت کی بجائے راتوں رات مقبولیت کا شارٹ کٹ طریقہ تو نہیں؟ کیا یہ سچ نہیں؟ کہ جب ہم کسی پہلی، دوسری جماعت کے طالب علم کو تقریر کرنے کے لیے کہتے ہیں تو وہ انہی کی بھیڑ چال میں ملوث نظر آتا ہے۔ اس میں اپنی علمی عملی کوئی بات نظر نہیں آتی اور اسی روش میں چلتے ہوئے اساتذہ بھی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ اس پر مدارس اور خطیب حضرات کو غور کرنا چاہیے! موجودہ دور میں انہی خطباء کی وجہ سے دینی مجلسوں کا معیار گرتا جا رہا ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بہت بڑے ادارے نے صحیح البخاری کی تقریب تھی کہ جامعہ کے مدیر صاحب نے بڑے فخریہ انداز میں اعلان کرتے ہوئے کہا سامعین! اب آپ کے سامنے بطورِ نمونہ ایک طالب علم تشریف لاتے ہیں جو کہ ہمارے تمام طلبہ میں قابل فخر ہیں چنانچہ جب وہ طالب علم تشریف لائے تو انہوں نے ایک مشہور واعظ صاحب کی نقالی شروع کر دی۔ اور بڑے تکلف سے وہ اپنے بیان میں آواز کی کاپی کرتا رہا۔ ایک

بزرگ عالم دین سٹیج پر ہی تشریف فرما تھے وہ بہت درد بھرے انداز میں اسی وقت فرمانے لگے اگر بطورِ نمونہ جامعہ کے پاس یہی طالب علم ہے تو باقی طلبہ کا اللہ ہی حافظ ہوگا۔

سوال 5: دوران خطبہ اگر کوئی سامعین خطبہ کو سلام کرے تو کیا جواب دینا ہوگا؟ براہ کرم وضاحت کردیں۔

جواب: جی ہاں! سامعین خطبہ سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دے سکتے ہیں۔ جب نماز کی حالت میں سلام اور اس کا جواب پیغمبر دو جہاں ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے تو پھر دورانِ خطبہ جواب دینا بالاولیٰ جائز ہے۔ مزید آپ صحیح المسلم رقم الحدیث: ۵۴۰۔ سنن ابی داؤد رقم الحدیث: ۹۲۷، السنن الکبریٰ جلد۲ ص ۲۵۹، اور مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ ص ۴۷ کا مطالعہ فرمالیں بہت فائدہ ہوگا۔ براہِ کرم کسی مسئلہ کا جواب اپنی رائے اور سوچ سے نہ دیں بلکہ احادیث مبارکہ، سنن مطہرہ سے حل تلاش کریں اور جو جواب مل جائے سن کر فوراً عمل شروع کردیں۔ فیہ خیر کثیر

سوال 6: کیا دوران خطبہ نعرہ بازی یا بلند آواز سے سامعین کا سبحان اللہ کہنا جائز ہے؟ براہِ کرم صحیح راہ نمائی فرمائیں۔

جواب: خطبہ نہایت توجہ، یکسوئی اور دلجمعی سے سننا چاہیے، دورانِ خطبہ معمولی سی نقل و حرکت کرنے کی بھی ہرگز اجازت نہیں ہے، نصوص شرعیہ میں خطبہ سننے والے کو خاموش رہنے اور توجہ سے سننے کا حکم ہے۔ صحیح قول کے مطابق آپ ﷺ کا نام نامی سن کر درود بھی آہستہ کہنا چاہیے۔ چہ جائیکہ نعرہ بازی کی جائے!!!

اسی طرح سامعین کا اجتماعی با آواز بلند سبحان اللہ کہنا ہرگز درست نہیں اور جو خطیب بار بار سامعین سے دوران خطبہ مطالبہ کرتے ہیں ان کا یہ مطالبہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ یاد رہے! مجمع سازی اور دوران خطبہ سامعین سے اجتماعی ذکر کروانا، جیسے بار بار خطیب کا کہنا کہ "سبحان اللہ، پھر کہو سبحان اللہ" وغیرہ یہ امور خلاف سنت اور آداب خطبہ جمعہ کے منافی ہیں۔ کئی محققین، محدثین بلکہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرمان کے

مطابق ایسا کرنا بدعت ہے۔ دورِ حاضر کے مشہور محدث استاذ الحدیث علامہ پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی آف کراچی بڑی فکر اور درد بھرے انداز میں فرماتے ہیں:

''ایک چیز اور جسے میں بدعت کہوں گا وہ یہ کہ جب مقرر تقریر کرتا ہے اور لوگوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ سب لوگ مل کر سبحان اللہ کہو، لوگ کہتے ہیں، کہتا ہے اور زور سے کہو، لوگ اور زور سے کہتے ہیں، کہتا ہے فلاں کونے سے آواز نہیں آئی اور زور سے کہو، لوگ کہتے ہیں، میرے دوستو! یہ اجتماعی ذکر کتاب وسنت کی کس نص سے ثابت ہے؟ یہ لوگوں سے اجتماعی ذکر کروانا کہ مل کر لا الہ الا اللہ کہو مل کر سبحان اللہ کہو، پھر اللہ اکبر کہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تو اس روش کو بدعت کہتے ہیں۔ سنن دارمی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ پورا قصہ آپ کے سامنے ہے کہ مسجد میں ایک جماعت کو دیکھا جو باقاعدہ مستقل اللہ کا ذکر کر رہے ہیں ایک شخص ان کی قیادت کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ سب مل کر سبحان اللہ کہو مل کر لا الہ الا اللہ کہو، لوگ کہہ رہے ہیں جب وہ اس عمل سے فارغ ہوئے تو انہوں نے فرمایا: لَقَدْ جِئْتُمْ بِدْعَةً ظُلْمًا ''تم نے اس دین پر ظلم کرتے ہوئے ایک بدعت کو جاری کیا ہے۔''

نعرہ بازی

ایک بڑی خطرناک رمز جو میں نے دیکھی کہ پروگرام ہو رہا ہے، تقریر ہو رہی ہے قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے یا پیغمبر ﷺ کی حدیث بیان ہو رہی ہے اور کوئی صاحب اسٹیج پر آتے ہیں ان کو دیکھتے ہی لوگ نعرہ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ (یا سٹیج سے ہی کوئی بندہ صاحب بیان کے آگے سے مائک چھین کر آنے والی ہستی کی تعریف میں نعرے لگوانا شروع کر دے) اس کا کیا معنی؟ یہ جو تقریر ہو رہی ہے، قرآن پڑھا جا رہا ہے اسے روکا جائے، کیا آنے والا اس قرآن سے، پیغمبر ﷺ کے فرمان سے بڑا ہے؟ جو اس کی تعظیم کرو قرآن پڑھنا بند کر دو، حدیث پڑھنا بند کر دو، آنے والا بڑا ہے، لہٰذا اس کی تعظیم کرو۔ کتنی افسوسناک اور باطل روش ہے! یہ سارے امور جلسوں اور کانفرنسوں کی سننے والی اور سنانے والی جو سنت ہے اس کے منافی ہیں۔ یہاں تو اللہ کا خوف ہونا چاہیے اور یہ کوشش کریں کہ یہاں ایک

ایک لمحہ اللہ کی رضا میں بسر ہو اور دین کے مطابق بسر ہو، تاکہ ہمارا آنا جانا، سننا سنانا اللہ قبول فرمائے، اللہ ہم سے راضی ہو۔

یہ وہ چند امور تھے جو دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں جو کہ بڑے افسوسناک ہیں، ان کا تدارک باہمی تعاون کے ساتھ ہونا چاہیے۔ میرے دوستو اور بھائیو! جو لوگ اس سماع اور اجتماع ایسے عظیم عمل کو منہج نبوی کے خلاف بناتے ہیں یا گزارتے ہیں وہ لوگ خطرناک ہیں ان کا نام چاہے کتنا بڑا ہو القاب چاہے کتنے بڑے ہوں لیکن ہمارے لیے شخصیتیں نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر کا منہج اہم ہے۔ اور یہ بات یاد رکھو کہ حق، رجال سے نہیں پہچانا جاتا بلکہ رجال حق سے پہچانے جاتے ہیں۔

اَلْحَقُّ مَا یُعْرَفُ بِالرِّجَالِ وانما یُعرَفُ بِالْحَقِّ

رجال جو ہیں وہ حق سے پہچانے جاتے ہیں، رجال کی پہچان حق سے ہوتی ہے۔ اگر وہ حق سنتے اور سناتے ہیں اور اپنا حق اپناتے ہیں تو وہ قابل قدر ہیں، محترم ہیں، اگر وہ حق سے دور ہیں تو ان کی کوئی وقعت نہیں، تو اس کے روش کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ سننا اور سنانا یہ مستقل ایک عبادت ہے، دین کا ایک شعبہ ہے اس عمل کا اجر و ثواب ہے اور یہ تب حاصل ہوگا جو یہ سارا عمل اللہ کے پیغمبر ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے سنتے، اللہ کے پیغمبر ﷺ کیسے سناتے، رسول اللہ ﷺ کا سامعین کے ساتھ کیا مخلصانہ تعلق ہوتا۔ کس طرح ان کے ایک ایک لمحے کو اپنے کندھوں پر امانت تصور کرتے، ان کو دین کی غذا دیتے، روحانیت ان کی طرف منتقل کرتے، اللہ کا خوف ہونا چاہیے اور شریعت کی ان بنیادوں کو پورا کرنا چاہیے۔ تاکہ یہ سارے امور جو یقیناً اہم ترین ہیں قرآن وسنت کے مطابق کریں اور جو سارے منفی کام ہیں جو نہ قرآن سے ثابت ہیں اور نہ ہی حدیث سے ان سے اجتناب ہونا چاہیے۔ اگر اجتناب نہیں کریں گے تو پھر یہ سارا عمل باطل اور بے کار ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں اور جو لوگ اس عمل کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں وہ مشکوک و ناقابل اعتماد لوگ ہیں۔ لہٰذا ہم اس اہم ترین کام کو رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق انجام دیں گے تو قابل قدر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہمارے

بزرگ ہمارے اسلاف انہوں نے مسلک اہل حدیث کس طرح پہنچایا ان سادہ قرآن و حدیث کے دروس کے ذریعے، منہج سلف اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال بڑی سادگی سے وہ پیش کرتے، بیان کرتے اور لوگ سنتے اور سن کر اسلام قبول کرتے، عمل کرتے، عقیدے پختہ ہوتے۔ آج وہ چیزیں مفقود ہیں اس لیے کہ سننے اور سنانے میں جو اخلاص کا عمل ہے، اخلاص کا راستہ ہے اور جو تقویٰ کے تقاضے ہیں اور اللہ کے پیغمبر کی اتباع کے تقاضے ہیں وہ تقاضے مفقود ہوتے نظر آرہے ہیں۔ (خطاب سالانہ سیرۃ النبی کانفرنس 2003)

اسی طرح استاذ المشائخ حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ بھی فرماتے ہیں: ''دوران خطبہ نعرہ بازی، باآواز بلند سبحان اللہ وغیرہ درست نہیں۔ (احکام و مسائل۔۲/۳۴۶)

موجودہ دور کی محافل اور کانفرنسیں/ ایک فکر انگیز تحریر

اور کانفرنس کا ماحول سادہ اور شریعت کے مطابق ہو، یہ نہ ہو کہ شرعی حدود کو پھلانگتے ہوئے لاکھوں روپے صرف اسی وجہ سے خرچ کیے جائیں کہ اسٹیج کو خوبصورت سے خوبصورت بنایا جائے اور دور دراز تک کی جگہ کو فوارں، پھولوں، کیاریوں اور رنگارنگ کی لائٹوں سے مزین کیا جائے جو کہ ایک عرس کا سا سماں پیش کرے اور اسی ماحول کو اور دلکش بنانے کے لیے سٹیج پر رنگ برنگے مصنوعی گنبد و مینار وغیرہ رکھنا تاکہ آنے والا انہی سب چیزوں میں محو رہے اور اس کا ذہن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں سے ہٹا رہے؟ اسی طرح رات گئے تک حد درجہ اونچی آوز سے ساؤنڈ چلانا، بعض خطیب حضرات کی فرمائش پر آواز کو تیز سنانے کے لیے اور زیادہ اونچا ساؤنڈ چلوانا جس سے آس پاس کے گھروں میں مریض، بچے، بوڑھے، عورتیں سونے کی بجائے تکلیف میں رہیں۔ یہ کیسی وعظ و نصیحت کی محفل ہے بھئی......؟ اُدھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچے کے رونے کی آواز پر فرض نماز کو ہلکا کر دے اور اِدھر یہ پورے گلی محلے کی وبال جان بن جائیں۔ یہ سارا وبال اس کانفرنس کی انتظامیہ کے سر پر ہوگا اور ان خطیبوں پر بھی جو انہی اونچے اونچے اسٹیجوں پر بادشاہوں کے تخت نما کرسیوں پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بڑی شان و شوکت سے بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ اس ماحول کا بائیکاٹ کریں۔ اور یہی سارا روپیہ کسی دینی مدرسے، مستحق ادارے، انہی گلی محلوں کے غریبوں کی

بیٹیوں کی شادی پر لگوانے کی ترغیب دلوائیں اور یہ جھوٹی شان وشوکت کو رد کر دیں۔

......کیونکہ یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے......

سوال 7: کیا دوسرے خطبے میں چندہ لینے کے لیے جھولی پھیرنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو پوری دلیل تحریر فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

جواب: آدابِ خطبہ کا جب کتاب وسنت میں مطالعہ کیا جائے تو صحیح، راجح اور بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جھولی پھیرنا سنت سے ثابت نہیں۔ اس سے گریز ہی کرنا چاہیے۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال 8: جس شخص کا خطبہ جمعہ رہ جائے وہ بعد میں صلوۃ الجمعہ دو رکعات پڑھے گا یا نماز ظہر کی چار رکعات فرض ادا کرے گا۔

جواب: صحیح احادیث کے مطابق ایسا شخص نمازِ ظہر چار رکعات پڑھے گا۔ کیونکہ خطبہ جمعہ تو اس کا فوت ہو چکا ہے اب اس کے ذمہ فرض نماز ظہر ہے اس میں امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن [رقم الحدیث: ۱۱۲۱] میں ایک روایت لائے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحت موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ ركعةً فَلْيَصِلْ اِلَيْهَا اُخْرٰى

جو شخص نمازِ جمعہ میں سے ایک رکعت پالے تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے۔

یعنی اگر وہ ایک رکعت بھی نہیں پاسکا تو پھر وہ دو رکعتیں نہیں پڑھے گا بلکہ نمازِ ظہر مکمل ادا کرے گا۔ اسی طرح ایک روایت امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمائی ہے اسی مفہوم کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان بھی صحیح سند کے ساتھ منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَدْرَكَ الرَّجُلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً صَلّٰى اِلَيْهَا رَكْعَةً اُخْرٰى فَاِنْ وَجَدَهُمْ جُلُوسًا صَلّٰى اَرْبَعًا۔

[مصنف ابن ابی شیبة: ۱/۴۶۱ حدیث: ۵۳۳۴، مصنف عبدالرزاق: ۳/۲۳۴، رقم الحدیث: ۵۴۷۱]

جب آدمی جمعہ کے دن ایک رکعت پالے تو وہ اس کے بعد دوسری رکعت پڑھ لے اور اگر لوگوں کو جلسہ کی حالت میں پائے تو چار رکعات پڑھے۔اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جو شخص جمعہ کی دو رکعات نہ پاسکا تو وہ چار رکعات پڑھے۔[مجمع الزوائد ۲/ ۴۲۰] مندرجہ بالا دلائل و براہین سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ رہ جانے کی صورت میں چار رکعات ہی ادا کرنا ہیں بصورت دیگر ایک فرض نماز ضائع ہونے کے برابر ہے۔

سوال 9: خطبہ جمعہ سے پہلے اور بعد سنن ونوافل کی تعداد بیان فرمائیں:

جواب: امام صاحب کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے حسب توفیق نوافل پڑھنا جائز ہیں۔تعداد کی کوئی تعین نہیں۔البتہ کم از کم دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھنا چاہیے جس طرح کہ کثیر احادیث سے واضح ہے۔[صحیح مسلم:۸۷۵۔صحیح البخاری:۱۱۶۶،جامع ترمذی:۵۱۱]

البتہ بعد میں چار رکعات پڑھنی چاہئیں جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا

[صحیح مسلم: ٦٧]

جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعات پڑھے یہ رکعات اکٹھی، دو دو کرکے یا دو مسجد میں اور دو گھر جا کر پڑھنا تینوں طرح درست ہے۔

مزید احکام ومسائل

☆ گاؤں میں خطبہ جائز ہے۔

☆ خطبہ کھڑے ہوکر دینا چاہیے بلا وجہ بیٹھ کر خطبہ دینا جائز نہیں۔

☆ نماز جمعہ میں مقتدی سبح اسم ربك الاعلیٰ وغیرہ کسی آیت کا جواب جہری (اونچی) نہ دیں۔سری جواب دینا درست ہے۔

☆ دورانِ سفر خطبہ جمعہ کی اجازت ہے البتہ نمازِ ظہر ادا کرنا ہوگی۔

☆ خطبہ کے لیے منبر پر کھڑے ہونا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر، سینکڑوں گھروں کا سکون بننے والی

منفرد اور اصلاحی کتاب

گھر برباد کیوں ہوتے ہیں؟

ایک ایسی کتاب جسے پڑھ کر

☆ عورت کو مکمل اصلاح کا موقعہ ملے

☆ عورت کی تمام صلاحیتوں کو نکھار ملے

☆ خاوند سے کبھی جھگڑا نہ ہو

☆ طلاق جیسے لفظ کا کبھی سامنا نہ ہو

☆ بلکہ زندگی خوشیوں سے مالا مال نظر آئے

آج ہی پڑھیے!

خوبصورت ٹائٹل، اعلیٰ کاغذ، مناسب قیمت

مصنف کی دیگر تحقیقی، اصلاحی اور علمی
کتب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

یہ خطبات اگرچہ کیسٹوں سے احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں مگر ان میں صرف صحیح اور علمی مواد کو جگہ دی گئی ہے، مروجہ خطابت اور خطبات کی طرح غیر ثابت روایات و واقعات، الفاظ کی چالاکی، گردان بازی اور محض تخیلات و تکلفات سے مکمل اجتناب کیا گیا ہے، سیر حاصل مواد کے ساتھ ساتھ اصلاح اور تحقیق کا پہلو غالب ہے، مناسب تخریج اور نادر علمی دلائل و قصص نے اس کتاب کی اہمیت، افادیت اور ثقاہت میں مزید اضافہ کر دیا ہے، آخر میں خطبہ جمعہ کے حوالہ سے احکام مسائل نے اس کتاب کی جامعیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

یہ کتاب خطبائے کرام کیلئے خوشبوئے خطابت کا ایک انمول تحفہ ہے۔